

نسبت

باعتبار

صاحبزادہ اختر خان الحسن زیدی

مکتبہ نوریہ ضویہ گلبرگے فیصل آباد

نسبت باعمر شہزادہ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ کے فیصل آباد

فون۔۔۔ ۴۲۶۰۳۶

مجلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔



نام کتاب _____ نسبت باعث جنت
مؤلف _____ صاحبزادہ شہداء افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ
طابع _____ شہید حمایت رسول قادری
کتابت _____ نذیر احمد
ایڈیشن _____ دوم
تعداد _____ ایک ہزار
مطبع _____ گنج شکر پریس لاہور
سن اشاعت _____ یکم اپریل ۱۹۹۳ء
پروف ریڈنگ _____ قاری محمد عمر باسط۔ ایم اے عربی
ہدیہ _____ - UU - RS60 روپے



ملنے کا پتہ _____

○ مکتبہ نوریہ رضویہ ○ ۱۱ - گنج بخش روڈ لاہور ○
فون - ۲۱۳۱۹۱

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	لافتی الاعلیٰ - لاسیف الاذوالنقاہ	۱۷	۵	آغاز	۱
۱۸۰	کا اعزازِ خصوصی		۱۳	خانہ کعبہ کے فضائل و برکات	۲
۱۸۳	ناقتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸	۲۵	بیت اللہ کی اہمیت	۳
۱۹۷	غارِ ثور سے مدینہ کی راہ پر	۱۹	۳۰	اصحابِ قبیل	۴
۲۰۲	تبع حمیری کا خط	۲۰	۳۵	نورِ محمدی آگیا	۵
۲۰۷	تبع حمیری کے خط کا مضمون	۲۱	۵۲	کلبِ اصحابِ کعبہ	۶
۲۰۹	فضائلِ مدینہ منورہ	۲۲	۶۶	ذُوبِ یعقوب علیہ السلام	۷
۲۱۲	حمارِ عزیر علیہ السلام	۲۳	۷۵	حوتِ یونس علیہ السلام	۸
۲۱۹	دعواتِ الانبیاء علیہم السلام	۲۴	۸۳	علماء کرام کی شان	۹
۲۲۲	آئینِ وفا	۲۵	۹۲	کبشِ اسمعیل علیہ السلام	۱۰
۲۲۹	مسلمانو! تم بھی وفا کرنا سیکھو!	۲۶	۱۱۳	وفایتہ بذبحِ عظیم	۱۱
	آئینِ وفا کی پابندی عین	۲۷	۱۱۵	انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے	۱۲
۲۳۶	عبادت ہے -		۱۳۱	اللہ کے خلیل اور عرب کے شہزادے	۱۳
	رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸	۱۳۵	تصویر کا دوسرا رخ	۱۴
۲۳۶	کی دعائیں -			حضرت سلیمان چوہدری اور	۱۵
۲۵۵	بارش نہ برسنے کا سبب	۲۹	۱۳۸	شہزادی بلقیس کا ہڈی بندہ -	
۲۵۸	حسن و جمال کیلئے دعا -	۳۰	۱۶۵	دُلّٰلِ علی علیہ السلام	۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

○

سلسلہ ہائے طریقت

کے

اولیاء کرام کے نام

○

○ سید افتخار الحسن ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

افساز

ایسا لانے کے بعد پھر اسلام کے پاکیزہ ارکان اور دین کے رنگین اور مہذب احکام خداوندی بجالانے — قرآن حکیم کے بتائے ہوئے سہری اصولوں پر کار بند رہنے اور اعمالِ صالحہ پر عمل پیرا ہونے پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنی شانِ کریمی و رحیمی کے باعث ایسے مردِ مومن پر اپنی جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

مثلاً — قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: —
 وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ
 تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا — وَخَدَّائِهِمْ
 حَفًّا —

”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر اعمالِ صالحہ کئے، ان لوگوں کو ہم جنت میں داخل کریں گے۔ بہتی ہوئی نہروں کے ساتھ — اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے۔ اللہ کریم کا یہ وعدہ حق ہے!“

وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ
 فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
 الْعَظِيمُ (پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۲۷)

کہ ” اللہ تعالیٰ نے صاحب ایمان مردوں اور عورتوں سے یہ وعدہ کر رکھا
 ہے کہ انہیں بہتی ہوئی نہروں والی جنت عطا کرے گا اور اس کرم نوازی کے
 ساتھ ساتھ جنت میں پاک — سکھرا اور پاکیزہ مکان بھی دے گا۔
 ایک خوبصورت جنت میں اور ان عطیات کے علاوہ اللہ کریم کی طرف
 سے ان پر بڑی رضا بھی دی جائے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نَضِيعُ آجُرَ
 مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا (پارہ ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۲۷)

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے، ہم ان کے نیک کاموں
 کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں اور ان باغوں کے نیچے بہتی ندیاں ہیں۔
 — وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ جنت میں سبز رنگ
 کے گلرنگ اور چمکیلے کپڑے پہنانے جائیں گے اور وہ جنت میں خوبصورت
 تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

یا — وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور پھر اللہ کی راہ میں

مال و جان سے لڑئے جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے۔ اور پھر اللہ کی راہ میں مال و جان سے لڑئے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے اور انہیں کے لیے جنت کے بہتے ہوئے باغات اور دائمی نعمت ہے! (پارہ ۱۵ سورہ التوبہ آیات ۲۲)

اور ————— یا —————

پھر قرآن پاک اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

جیسا کہ ————— بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —————

إِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ أَقْدَامِ أُمَّهَاتِكُمْ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)

اور ————— رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —————

إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلِّ الشَّيْوَفِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲-۴۳)

کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔

حفیظہ جالندھری مرحوم نے اس حدیث پاک کا کیا ہی ایمان افسر و زاہد

روح پرورد ترجمہ کیا ہے کہ —————

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں

نہ سازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر توحید و اسلام کی روشنی میں آنے

والوں اور الحاد و باطل کی تاریکیوں میں حق و صداقت کے چسراغ حاصل کرنے

والوں اور ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں نیکی و شرافت کی نورانی قندیل سے سرفراز

ہونے والوں کے دین و ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد ان کے

اعمالِ صالح کا اجرِ عظیم، ثوابِ بے بہا اور جزائے کامل اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کرم نوازی — بندہ پروری اور رحمت و بخشش کے بھرپور خزانوں سے کم نہیں ہے —

جنت میں ٹھکانہ — فردوس بریں میں مکان — باغ عدن میں رہائش اور حوروں سے دل بہلانا کوئی معمولی عنایات نہیں ہیں —
 ریشمی و فاخرہ لباس — سنہری اور خوبصورت پلنگ — صاف ستھرے اور پاکیزہ بستر — ترقازہ پھل — بہترین و خوشبودار میوے اور حوروں کی خدمت گزاری یہ انعام و اکرام ہیں ایک مرد مومن کے لئے —
 لیکن ان کے علاوہ جناب ابوالحیامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرد مومن کے علاوہ سات آٹھ اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوقات بھی ہیں جو آدمی کی جنس کے علاوہ بھی جنت میں داخل ہوں گی — ایک —

جینا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب احسن القصص ص ۵ میں لکھا ہے، —

يَكُونُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعًا أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ جَنَسِ بَنِي آدَمَ
 فِيلٌ أَصْحَابُ الْفِيلِ — وَكَلْبٌ — أَصْحَابُ الْكَلْبِ —
 وَذِيْبٌ يَعْتُوبُ — وَذُلْدُلٌ عَلَىٰ — وَنَاقَةٌ صَالِحَةٌ
 وَحَمَارٌ عَيْشِيٌّ يَا حَزِينٌ — وَبَغْلَةٌ بَنِيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نزہت البجاس جلد ۵۸ میں جناب علامہ عبدالرحمن صفوری

رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں اضافہ فرمایا ہے — یعنی —
 وَحَوْتٌ — يُونُسَ — وَكَبَشِيٌّ اسْمَعِيلَ — وَبَغْلَةٌ سُلَيْمَانَ

وَهُدَاهُ إِلَىٰ بَلْقِيسَ .

” اصحابِ نیل کا ہاتھی — اصحابِ کہف کا کتا — ذئب یعقوب —
حضرت یعقوبؑ کا بھیڑیا — اور حضرت علیؑ علیہ السلام کا دلدل — اور حضرت
صالح علیہ السلام کی اونٹنی — اور حضرت عزیر علیہ کا گدھا اور حضرت یونس علیہ
السلام کی مچھلی اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کا دنبہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام
کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا ہڈیہ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاچی۔

حضراتِ گرامی! — یاد رہے کہ مندرجہ ذیل حقائق کو دل و جان سے
تسلیم کرتے ہوئے صاحبزادہ سید افتخار الحسن نے اس کتاب کا نام بھی
اسی لئے یہ رکھا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنت کا بلنا مشکل نہیں ہے —

کیونکہ مندرجہ ذیل آدمی کی جنس کے علاوہ ان جانوروں میں سے نہ کوئی
نمازی ہے اور نہ کوئی حاجی، نہ کوئی زکوٰتی ہے اور نہ ہی کوئی نوافلی —
بس پھر میرے نزدیک اس حقیقت کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ جانور کسی اچھی
نسبت کے باعث جنت میں جائیں گے۔ اپنے نیک اعمال کی بدولت نہیں۔
— اور ان سب کا تعلق قرآن مجید و حدیث پاک سے ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اچھی نسبت کے باعث یہ جانور تو جنت میں جائیں
گے۔ مگر کسی نبی یا کسی والی سے اچھی نسبت نہ رکھنے والے بد عقیدہ انسان اور
کسی رسول اور کسی والد اللہ کے بے ادب اور گستاخ لوگ جنت کی ہوا تک نہ
پاکیں گے چاہے کوئی شیخ القرآن کہلوئے یا اپنے آپ کو شیخ الحدیث
کہلوانا پسند کرتا ہو۔

مثلاً — پارہ ۱۰ سورۃ التورہ آیت ۶۲ ۶۱ وَمِنْهُمْ الَّذِينَ

يُؤذُونَ السَّبِقَ وَيَقُولُونَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ قَدْ أَذِنَ خَيْرِكُمْ -

اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں یعنی کافر و مشرک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ
کو ایذا دیتے ہیں — دکھ پہنچاتے ہیں اور ستاتے ہیں یہ کہہ کر کہ وہ تو کان ہیں،
یعنی کان کے کچے ہیں کہ ہر ایک کی بات سن کر یقین کر لیتے ہیں —

اور اے میرے محبوب علیہ السلام تم فرما دو کہ کان تمہارے بھلے کیلئے ہیں۔
وَالَّذِينَ يُؤذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ -

اور وہ لوگ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور بے ادبی و
گستاخی کے طور پر کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کان کے کچے ہیں، ان کے لئے درد
ناک عذاب ہے —

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ
خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْبِغْضَى الْعَظِيمُ .

یعنی — کیا ان بے ادب اور گستاخ لوگوں کو خبر نہیں کہ جو غصلاں
کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اسی کے لئے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ اس
میں رہیں اور ان کے لئے یہی بڑی رسوائی ہے —

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی بے ادبی و گستاخی تو
ایک طرف رہنے دو ان کے تو بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے اور ایذائے رسول
ہے — مثلاً —

ما کم مستدرک کی حدیث صحیح

فتح الکبیر جلد ۳ ص ۱۹۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں، —

کہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، —

مَنْ أَذَى شَعْرَةً مِثِّي فَقَدْ أَذَانِي وَمَنْ أَذَانِي فَقَدْ أَذَى اللَّهِ
 وَزَادَ أَبُو نُعَيْمٍ وَالدَّبَلِيُّ فَلَهُ لَعْنَتُ اللَّهِ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مِنْ -
 کہ جس نے میرے بال شریف کی توہین کی اس نے مجھے دکھ پہنچایا اور جس
 نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی

فیض القدیر جلد ۶ ص ۱۹

قال هو آخذ بشعر

کہ نبی کریم علیہ السلام نے جب یہ فرمایا تو بال مبارک ہاتھ میں پکڑے ہوئے

تھے!

کنز العمال جلد ۲ ص ۷۸ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: —

سمعت رَسُولَ اللَّهِ وَهُوَ آخِذٌ شَعْرًا يَقُولُ مَنْ أَذَى شَعْرًا

مِنْ شَعْرِي فَأَلْجَنَةُ عَلَيْهِ حَسْرًا

کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی توہین کی اس پر جنت حرام ہے —

ادب گاہ بیت زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آئید جنسید و بایزیدہ این جا

اور

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی

تے منزل مقصود نہ پہنچا باہجہ ادب سے کوئی

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ جانور

اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ حیوان جو نمازی نہ ہونے — حاجی نہ ہونے اور تہجد گزار

نہ ہونے اور لمبی لمبی تسبیح نہ پھیرنے کے باوجود اور کسی مذہب سے تعلق نہ جوڑنے۔

اور کسی دین سے رشتہ نہ رکھنے اور اسلام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے باوجود محض اچھی نسبت کے باعث جنت کے حسین و جمیل اور سد بہار گلشن اور عیشہ مہکتے ہوئے باغات میں جائیں گے اور پھر تعجب اور کمال کی بات تو یہ ہوگی کہ قیامت کے دن جبکہ ہر انسان سے حساب لیا جائے گا لیکن یہ حیوانات جن کا تعلق نہ آدمی کی نسل اور نہ انسانی برادری سے ہوگا، کسی اچھی نسبت کی بدولت فردوس بریں کی خوشنما سیرگاہوں میں رقص کنان ہو گئے۔

”مجھکو نہ دیکھیے میری نسبت کو دیکھیے“

اور

نیازی مجھ کو اب کیا ڈر

میسری نسبت ہے لاثانی

یعنی حضرت شہنشاہِ ولایت — شہبازِ لامکانی — حضرت پیرسید — مرشدِ کاملِ جماعتِ علیشاہ صاحبِ لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے روضہ اقدس کا پہری گنبد آج بھی بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے نشانِ منزل ہے اور ان کے بعد حضرت پیرسید علی حسین صاحبِ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک حسینِ نیاز جھکانے والوں کا فیوض و برکات سے دامن بھر پور کر دیا ہے اور اب نقشِ لاثانی کا نقشِ ولایت و طریقت اور عکسِ فقر و درویشی حضرت پیرسید صاحبِ جزا وہ محمد مہمال شاہ صاحبِ دامت برکاتہم العالیہ بجاوہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف ہیں جن کے لبوں کی ایک سکر ایٹ سے دلوں کے گلشن میں تازہ بہار آجاتی ہے اور مر جھائے ہوئے داغ کھل اٹھتے ہیں۔ اور جن کی صورت و سیرت میں جلوہ لاثانی نظر آتا ہے۔ اور آئے بھی کیوں نہ جبکہ والدِ گرامی حضرت پیرسید علی حسین شاہ صاحبِ رحمۃ اللہ

علیہ نے حج مبارک کے موقع پر سرزمینِ مدینہ منورہ میں جہاں صبح و شام رحمت کے فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے اور جس سرزمین کا مقدس خطہ عرشِ اعلیٰ سے بھی افضل ہے، اس کی جنت کی کیاری میں نہایت ہی شفقت و الفت سے انہیں بیعت فرما کر ساتھ ہی کشف و کرامات کا خزانہ دامن میں الٹ دیا اور پھر سارے مدینہ پاک میں اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ————— ”ریاض الجنۃ“

ایسے ————— اے قارئینِ کرام !

افتخارِ احسن کونہ دیکھئے ————— اس کی نسبت کو دیکھئے !

اور ————— پھر والدِ گرامی بلند پایہ عالمِ دین ————— مناظرِ اسلام اور —————
عظیم خلیفہ مجاز سکالرِ لائٹانی

اور والدہ ماجدہ فقیہہ ————— شب بیدار ————— اور تہجد گزار —————
اور ————— استاذِ گرامی حضرت پیر سید علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
المعروف ————— صدر الافاضل —————
ایسے ————— میں پھر کہتا ہوں ————— کہ

” مجھ کونہ دیکھئے میری نسبت کو دیکھئے “



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

خانہ کعبہ کے فضائل و برکات

حضراتِ محرم ———— اُو اب قرآنِ حکیم کی روشنی میں ان نسبتوں کو تفصیل سے دیکھیں — پڑھیں۔ اور۔ غور کریں جن کے باعث حیوانات، ————— جنتِ عدن کے مستحق بن گئے۔ —————

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ الَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى
لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ فِیْهِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ۔ مَقَامُ اِبْرٰهٖمَ۔
وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا ۝

کہ — ”مکہ مکرمہ میں اس خطہ ارضی اور کنز زمین پر نسلِ انسانی کی ہدایت کے لئے پہلا گھر بنایا گیا“ —————

دُنیا کے بُتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

سب سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر فرشتوں نے کی ————— پھر حضرت آدم علیہ السلام نے۔ پھر حضرت شیبث علیہ السلام نے، ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے —————

اذ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ
 یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معماروں کا کام کیا اور حضرت
 اسماعیل علیہ السلام نے مزدوری کی۔ — ایٹیس، گارا اور مٹی دیتے رہے۔ —
 اور پھر جب یہ اللہ کا گھر تیار ہو گیا تو نذر آئی —
 ”اے میرے پیارے خلیل! اور ذریعہ! تم نے میرا گھر بنایا ہے کچھ مزدوری
 طلب کر لو“ —

عرض کیا! —

”یا اللہ! تو نے نبوت عطا کی — نسل انسانی کا امام بنایا۔ اور آتش منبرود
 کے جھڑکتے ہوئے شعلوں کو گل داؤدی کے بہکتے ہوئے پھولوں کی گلزار بنا دیا۔
 اور تجھ سے کیا طلب کریں!“

پھر حکم ہوا۔ — کچھ نہ کچھ ضرور طلب کرنا پڑے گا! —

تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دربارِ خداوندی اور خزانہ قدرت سے یہ کیا۔
 رَبَّنَا وَاَبْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا —

”کہ اے ہمارے رب کعبہ ہم نے بنایا ہے۔ رسول تو بھیج دے۔ — ترا
 گھر ہم نے تعمیر کیا ہے، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مبعوث فرما دے۔ — بیت
 اللہ شریف ہم نے تیار کیا ہے اب اسے آباد کرنے کے لئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو تو بھیج دے۔ —“

دعا قبول ہوئی۔ — تو کائنات کا والی رحمتِ دو عالم بن کر امام الانبیاء۔

تشریف لے آئے۔ —

۲. کتابوں کے حوالہ سے کہ اصحابِ رسول نے آپؐ کا تعارف پڑھا تو

خاتم الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا: —

أَنَا دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ!

کہ جس رسول کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی وہ رسول

میں ہی ہوں! —

پھر تعمیرِ کعبہ کے بعد ارشاد ہوا — خلیلؑ

حج کا اعلان بھی کر دو — وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ

تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۱۵۶ — تاریخ الحرمین حصہ ۱ ص ۱۱۸ ارشادِ باری

تعالیٰ سن کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: —

يَا رَبِّ وَمَا يَبْلُغُ صَوْتِي —

کہ ”اے رب کریم پوری کائنات میں میری آواز کیسے پہنچے گی؟“

تو جواب آیا —

عَلَيْكَ الْبَلَدَا وَعَلَى الْبَلَاغِ —

کہ — آواز دینا تیرا کام ہے اور ساری دنیا میں تیری آواز کو

پہنچانا میرا فرمہ ہے —

یہ مژدہ جانفزا اسکر خلیل اللہ علیہ السلام نے کوہِ بوقیس پر چڑھ کر

آواز دی اور بلند آواز سے پکارا —

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ الْحَجَّ —

کہ اے دنیا میں رہنے والے انسانو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔

فَسَمِعَهُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ —

تو زمین و آسمان کی ہر چیز نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس آواز اور اس اذان کو سنا۔ یہاں تک کہ

وَأَجَابَهُ يَوْمَئِذٍ مَنْ كَانَ فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ وَأَرْحَامِ
النِّسَاءِ -

وہ ارواح جو ابھی والد کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے انہوں نے

بھی جواب دیا۔

بَيْتِكَ يَا اِبْرَاهِيمُ

کہ ہم حاضر ہیں اے ابراہیم علیہ السلام!

وَكُلُّ مَنْ وَصَلَ إِلَيْهِ صَوْتُهُ مِنْ حَجْرٍ وَشَجَرٍ

اور حجر و شجر تک یہ آواز پہنچی اور حاضر ہونے کا وعدہ فرمایا۔

غلافِ کعبہ۔۔۔ سب پہلے خانہ کعبہ پر غلافِ تیغ حمیری

نے چڑھایا جیسا کہ۔

تاریخ الحرمین حصہ اول ص ۴۷

أَوَّلُ مَنْ كَسَا الكَعْبَةَ كِسْوَةً كَامِلَةً تَبِعَ كَسَاهَا العَصَبُ وَ

جَعَلَ أَبَا يَلْقَى

پہلے چڑھے کا اور پھر دھاری دار کپڑے کا۔

اسی نے مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے۔

وَكَسَوْنَا بَيْتَ الذِّى حَرَّمَ اللهُ

مَلَأَ مَعْنَدَ بَرُودًا -

وَأَقَمْنَا مِنَ الشَّهْرِ عَشْرًا

وَ جَعَلْنَا الْبَابَ أَقْلِيْدًا

کہ ہم نے عزت و احترام والے بیت اللہ شریف چادروں سے طبوس

کیا — اور اس کا دروازہ کوڑ والا بنایا —

اور ہم وہاں صرف دس دن تک ٹھہرے اور ہم نے دروازہ کی چابی بھی بنالی۔

اور پھر ہم پر جسم کو بلند کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے —

حضراتِ محترمہ — یہ بھی یاد رہے کہ پہلے کعبہ کا غلاف سفید رنگ کا تھا۔

پھر خضرا و صفرا — بزر اور پھر سیلابنا اور اب سیاہ ہے ! —

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی کسلی

پہنی ہو تو اللہ کریم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے کعبہ کے غلاف کو بھی سیاہ رنگ کا

کر دو۔ تاکہ اندر کی شے باہر نظر نہ آئے اور باہر کی چیز اندر دکھائی نہ دے —

قارئین کرام! — تبع حمیری اسعد کا ذکر قرآن پاک میں دو بار آیا

ہے — سورۃ الدخان میں اور سورۃ ق میں —

هُم خَيْرٌ اُمَّ قَوْمٍ تُتَّبِعُ — اور اصْحَابُ الْاَيْكُتِهٖ وَقَوْمٌ يُتَّبِعُ

یہ یمن کا بادشاہ تھا — حمیری اور اسعد اس کے القاب تھے —

تفسیر قادری حسینی — تفسیر نسفی جلد ۱ ص ۹۹ — تفسیر کبیر جلد ۷

۲۵۵ — تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۶۰۵ —

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں —

كَانَ تَبِعٌ رَّحْبُلًا صَالِحًا — کہ

”تبع ایک نیک آدمی تھا۔“ — اسعد الحمیری مرد مومن و صالح بود

و بعضی علیہ السلام ایمان آوردہ و چون حدیث و صفت رسول شنید از اہل

کتاب برسات وے ایمان آوردہ گفت —

کہ — اسعد الحمیری ایک مرد مومن اور نیک آدمی تھا اور حضرت عیسیٰؑ پر ایمان رکھتا تھا لیکن جب اس نے اہل کتاب سے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ کی صفات اور حضور اکرم علیہ السلام کے کمالات و معجزات سنے تو آپ پر ایمان لے آیا — اور یہ نعت پاک کہیں —

شَهِدْتُ عَلَىٰ أَحْمَدَ أَنَّهُ رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ بِأَدَى النَّسَمِ
خَلَوُ مَدْعُمَرِي إِلَى عَمْرِهِ لَكُنْتُ وَزَيْرُ لَهْ وَأَبْنُ عَمِّ

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی فرمایا: —

أَوَّلُ مَنْ كَسَا الْكُعْبَةَ أَسْعَدُ الْحَمِيرِيُّ —

یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے نو سو سال پہلے کی بات ہے —

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: —

لَا تَسْبُوا تَبَعًا فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ أَسْمًا —

تبع کو گالی نہ دو، وہ اسلام لے آیا تھا۔

اصل میں یہ تبع الحمیری اسعد چار حکماء اور علماء لے کر اور ایک بھاری کفر کی صورت میں مکہ تکرّم آیا لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی اور نہ کوئی تکریم دی۔ اس نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا۔؟

انہوں نے جواب دیا !

ایشان راخانہ خدہست کہ آں را کعبہ گویند۔

کہ۔ یہاں کے لوگوں کے لئے ایک خانہ خدا ہے جسے کعبہ کہتے ہیں اسکی موجودگی

میں یہ لوگ کسی اور کی عزت و تکریم نہیں کرتے —————
 تیج نے خانہ کعبہ ڈھانے کی نیت کر لی —————
 و مردمان شہر را بکشند و زناں را اسیر کند —————
 اور شہر کے لوگوں مردوں کو قتل کرنے لگا اور عورتوں کو قیدی بنالیا۔ لیکن
 رب العزت بدرود مبتلا کرو ————— لیکن
 رب العالمین نے اسے درودِ سر میں مبتلا کر دیا —————
 پھر اس نے توبہ کی ————— اور شفا ہو گئی ————— پس —————
 کعبہ را جامہ پوشد ————— اور کعبہ پر غلاف چڑھایا
 پھر مکہ سے مدینہ پہنچا ————— وہاں نہ کوئی آبادی اور نہ کوئی شہر۔
 چشمہ آب بود۔ ————— صرف ایک پانی کا چشمہ تھا۔ —————
 علمائے درکتب خواندہ بودند کہ آن زمین بیشربت مقدس مہاجر رسول خدا
 آخر الزماں است —————
 ان علماء نے پہلی کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ یہ زمین مقدس آخری نبی کی
 جائے ہجرت ہے —————
 بر امید دیدار رسول عربی ————— علماء کرام نے سید المرسلین
 صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کی امید پر فیصلہ کر لیا کہ یہاں سے
 ہم نہیں جائیں گے —————
 انہوں نے تیج کو بھی یہ صلاح دی پھر وہ بھی ایک سال تک اس خاکِ طیبہ
 پر ڈیرا لگائے بیٹھا رہا۔ ————— پھر اس نے چار سو مکانات بنوائے۔ لوندیاں
 خرید کر آزاد کیں اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا۔ اور

ایک عالم کو دیا کہ جب رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہو تو انہیں دسے دنیا
خط کا مضمون حسب ذیل دیا جا رہا ہے

” اے پیغمبرِ آخر الزماں — اے بزرگزیدہ خدائندہ جہاں — اے
روز شمارِ شفیعِ مجراں — من کہ تبعم بتوا ایمان آوردہ ام و بر ملت
توام و بر ملت پدر تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مرا فراموش نکنی —
در روز قیامت مرا شفیع باشی“ —

کہ — اے آخری زمانہ کے آخری پیغمبر — اور اے خداوندِ جہاں کے
برگزیدہ رسول — اور اے قیامت کے دن مجرموں کی شفاعت کرنے والے
نبی، میں تبع آپ پر لایا ہوں ایمان — آپ کی اور آپ کے جد امجد —
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں —

روزِ محشر مجھے بھول نہ جانا اور قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا۔
پھر ان علماء کی نسل در نسل میں سے ابو العیسیٰ ایک آدمی تھا اور رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت ابو ایوب
انصاری کے مگر جلوہ افروز ہوئے تو ابو العیسیٰ نے تبع حمیری کا خط پیش کیا —

جذب القلوب — حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ ص ۵
نزہت المجالس جلد ۲ ص ۹۲ علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ و کتب کتابا —
يَا مُحَمَّدًا اَمَنْتُ بِكَ وَبِرَّتِكَ — وَاَنَا عَلِيٌّ وَمِنْكَ . فَاشْفَعْ
لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ —

کہ — اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر اور آپ کے رب پر
ایمان لے آیا ہوں — اور میں آپ کے دین پر ہوں — قیامت کے دن میری

شفاعت کر دینا۔

قارئین کرام! — ذرا غور فرمائیں تبیح حمیری کی اس کتابی اور قرآن مجید کی پاکیزہ کہانی پر کہ وہ نبی کریم علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت سے نو سو سال پہلے اور حضور علیہ السلام کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لا رہا ہے اور پھر ساتھ ہی اعلان کرتا ہے کہ آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور ساتھ ہی اس آرزو کا اظہار بھی کرتا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا! —

۱۔ حرمِ پاک میں داخل ہوتے وقت نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں۔ بہت دُور جا کر نظر اٹھانی چاہیے۔ —

۲۔ اور بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی جو دعائیں آنکھ پھینکنے سے پہلے مانگی جائے گی وہ قبول ہوگی! —

۳۔ عِنْدَ أَوَّلِ نَظْرَةٍ لِّلْكَعْبَةِ دَعْوَةٌ مُنْتَجَبًا —

۴۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو کہ مکہ مکرمہ کی طرف ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

باب الی الکعبۃ۔ و باب الی المیزاب۔ و باب الی الحجر الاسود
و باب الی الرکن الیمانی۔ و باب الی مقام ابلہیم۔ و باب الی الزمزم

و باب الی الصفاء۔ و باب الی المروۃ۔ —

تاریخ الحرمین شریف حصہ اول ص ۶

نزہت المجالس حصہ اول ص ۱۸۲

فتاویٰ رضویہ حصہ دوم ص ۲۷۵، ص ۲۷۶۔

ان حَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثَةٌ مِائَةٌ بَنِي مِنْهُمْ بَيْنَ الْبَحْرِ الْأَسْوَدِ

وَرَكْنِ الْيَمَانِي — وَقَبْرُ إِسْمَاعِيلَ. وَأَمَّهُ فِي الْحَجْرِ تَحْتَ الْمِيزَابِ .
 حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ شریف کے ارد گرد تین سو
 انبیاء کرام کی قبریں ہیں، حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے درمیانی اور میزابِ رحمت کے
 ایک پتھر کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کی قبریں ہیں۔
 الْاَيْرَاقِي اِنْ مَرَّ قَدْ اِسْمَعِيْلَ فِي الْحَجْرِ الْاَسْوَدِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
 وَرَنَّ فِي الْحَطِيْمِ بَيْنَ الْحَجْرِ الْاَسْوَدِ وَرُمَّزِهِ قَبْرُ سَبْعَيْنِ نَبِيًّا .
 شہرا نبیاء کی قبریں ہیں

حضرات محترم! ماجزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرشمہ
 سازی اور اسکی قدرت کا تماشا تو دیکھو کہ کس بہانے۔ کسی طریقہ اور کس انداز
 سے اپنے کعبہ کے طواف کے ساتھ ساتھ قبروں کا طواف بھی کروا رہا ہے۔
 قبروں پر جانے والوں کو بدعتی اور مشرک کہنے والے مولوی حضرات کے لئے
 کتنا سبق ہے اسمیں۔۔۔ الحجر الاسود۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت
 سے ساتھ لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بوسہ دیتے رہے ہیں اور چومتے
 رہے ہیں۔۔۔

مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۴۵ — ترمذی شریف جلد ۲ ص ۳۰۳ —
 مشکوات شریف ص ۵۲۴ — حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فرماتے ہیں کہ میں اس پتھر یعنی حجرِ اسود کو پہچانتا ہوں،
 بوجھا گیا حضور وہ کیسے؟
 ارشاد ہوا:۔۔۔

كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اَبْعَثَ — کہ میرے مبعوث ہونے

سے پہلے یہ پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا —

تعجب ہے کہ یہاں بد عقیدہ مولوی کسی بزرگ — درویش اور ولی
کامل کے ہاتھ چومنے نہیں دیتے مگر حج کے دوران سیاہ پتھر کو چومتے ہیں —

تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۱۶ —

وَفِي الْحَدِيثِ الْحَجْرُ الْأَسْوَدُ يَمِينُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ فَمَنْ لَمْ يَدْرِكْ
بِبَيْعَةِ رَسُولِ اللَّهِ فَمَسَّ الْحَجْرَ فَقَدْ بَايَعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ —

کہ حجرِ اسود زمین پر اللہ کا دستِ قدرت ہے کہ جو رسولِ اکرم علیہ السلام
کے دستِ مبارک پر بیعت نہیں کر سکا وہ اس پتھر کو چھولے تو گویا اس
نے اللہ و رسول کی بیعت کر لی —

فَكَانَتْ الْكَعْبَةُ صُورَةَ رَسُولِ اللَّهِ وَالْحَجْرُ الْأَسْوَدُ صُورَةَ

يَدِهِ الْكَرِيمَةِ —

کہ — کعبۃ اللہ، رسولِ معظم کی صورتِ پاک کی مانند ہے اور حجرِ اسود

آپ کا دستِ مبارک —

وَمِنْ هُمْنَا نَعْرِفُ إِنَّ الْإِنْسَانَ كَأَمَلٍ أَفْضَلُ مِنَ الْكَعْبَةِ -

اور اسی وجہ سے ثابت ہوا کہ انسان کامل کعبہ سے افضل ہے -

۱۹۷۹ء کو جب میں امیر الحاج بن کر حج مبارک کرنے گیا تو مولانا محمد حسین

صاحب خطیبِ مری والی کے ہمراہ مجھے صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب نے

رات ایک بجے حجرِ اسود کا بوسہ دلوا یا - حیدر تخلص ہے اور محدثِ اعظم پاکستان

کے مزار اقدس فیصل آباد کے سجادہ نشین ہیں -

اتنے کمالات اور فضائل ہیں کعبۃ اللہ شریف کے جنہیں مختصر طور پر لکھا گیا ہے

بھی پیدا کرنا چاہتا ہے جو خون ریزی کرے اور زمین پر فساد پھیلائے۔ جبکہ صبح و
شام ہم تیری حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل ہمارا ہر وقت وظیفہ
وظیفہ رہتا ہے۔ پھر فساد کی۔ خون ریزی اور گناہ و معصیت کے دریا میں
غرق رہنے والی مخلوق پیدا کرنے کی کیوں خواہش پیدا ہوئی

غَضَبَ عَلَيْنِهِمْ — تو فرشتوں کا یہ جواب سن کر ان پر ناراض ہو گیا۔

فَعَانُوا لِعَرْشِهِ — تو فرشتوں نے عرش کے نیچے پناہ لی۔

فَطَافُوا حَوْلَهُ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ۔

پھر فرشتوں نے عرشِ عظیم کے ارد گرد سات پھیرے لیکر طواف کیا۔

حَتَّى رَضِيَ عَنْهُمْ

یہاں تک کہ اللہ کریم فرشتوں پر راضی ہو گیا۔

اور پھر فرشتوں سے فرمایا:۔

ابْنَوَالِي بَيْتًا فِي الْأَرْضِ

کہ زمین پر بھی میرے لئے ایک گھر بناؤ!۔

يَتَعَوَّذُ بِهِ مَنْ سَخِطْتُ عَلَيْهِ مِنْ بَنِي آدَمَ!۔

کہ بنی آدم پر جب میں اسکے گناہوں اور بد اعمالیوں کے سبب اس پر

ناراض ہوؤں تو وہ اس گھر میں پناہ لے سکے۔

فَطَافُوا حَوْلَهُ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ۔

پھر وہ گنہگار اس گھر کی پناہ لے اور اس کا طواف کرے۔

كَمَا طُفْتُمْ۔

جس طرح کہ تم نے کیا ہے۔

فَارْضَىٰ عَنْهُ كَمَا رَضِيَتْ عَنْكُمْ —

پھر میں اس پر راضی ہو جاؤں گا جس طرح تم پر راضی ہو گیا ہوں —

فَبَنَوْنَا هَذَا الْبَيْتَ —

پس پھر فرشتوں نے اللہ کے اس گھر یعنی بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا !

حضرات گرامی — جناب عباس کرارہ کی اس ایمان افروز

حقیقت کی تائید و تصدیق کے لئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل

احادیث مبارکہ پر بھی غور کیا جائے تو پھر یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

کہ اللہ کریم اپنے بندوں کی پرکتنارحم و کریم ہے —

کہ — اپنے گنہگار بندوں کی بخشش کے لئے کون کون سے راستے تیار کر رکھے ہیں۔

کہ — بندہ ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر کے کہہ دے —

کہ — یا اللہ! میں گنہگار ہوں۔

تو — آواز آتی ہے — گھبراؤ نہیں

میں غفارا ہوں —

مشکوات شریف ص ۲۲۲-۲۲۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: —

الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفَدَّ اللَّهُ —

کہ حج مبارک اور عمرہ شریف کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔

اور جو بھی وہ سوال کریں، اللہ انہیں عطا کرتا ہے —

وَلَيَسْتَجِيبَ لَهُمْ مَا دَعَوْا —

اور جو بھی وہ دعا کریں وہ قبول کرتا ہے، —

وَإِنِ اسْتَغْفِرْ لَهُ غُفِرَ لَهُمْ —

اور اگر وہ بخشش طلب کریں تو وہ انہیں بخش دیتا ہے — اور

وَإِذِ الْقَبِيلَتِ الْحَاجِّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ —

کہ جب تم کسی بھی حاجی سے ملو تو اُسے سلام کہو اور مصافحہ کرو اور اے کہو کہ

أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مُغْفُورٌ لَكَ —

کہ میرے لئے گھر میں داخل ہونے سے قبل بخشش کی دعا کرے کیونکہ وہ گناہوں

سے پاک ہو کر واپس آتا ہے —

نزہت المجالس جلد اول ص ۱۸۱ —

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں اور حضرت سعید بن مسیبؓ نے فرمایا کہ:-

مَنْ نَظَرَ إِلَى الْكَعْبَةِ إِيمَانًا وَتَصَدِيقًا خَرَجَ مِنَ الْمَخْطَايَا

كَيَوْمِ دُلِدَتْ أُمَّةٌ —

کہ جس نے بھی کعبہ شریف کی طرف ایمان اور تصدیق کی نگاہ سے دیکھا وہ

گناہ و خطا سے ایسے پاک ہو گیا جیسے کہ اسکی ماں نے لکے آج ہی جنا ہے

۵ لکھاں ہین پہاڑ زمین اُتے پر رتبہ کے دائیں کوہ طوز جیہا

وارث شاہ جیہا گنہگار کوئی نہیں بخشہا ریشیں کوئی غفور جیہا

میاں صاحب مرحوم ۵

جے دیکھاں میں عملاں وٹے کجھ نہیں میرے پتے

تے جے دیکھاں تیری رحمت وٹے بے بے بے!

کتنی وار میں توبہ بھٹی ، ہاں میں بے اعتبار

در تیکر تون بخشش منگاں توی بخشہا

رحمت رب دی جوشس بیٹی ماری اے
 آج کون ایڈا گنہگار آیا
 رولا پئے گیا حشر میدان اندر
 او افتخار آیا افتخار آیا

حضراتِ محترم! ——— نمازِ کعبہ کے فضائل اس سے بڑھ کر اور کیا
 ہوں گے کہ انسان تو انسان ہے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی چالیس دن
 بیت اللہ شریف کا طواف کرتی رہی ———

تاریخِ الحرمین الشریفین حصہ اول ص ۷۳ ——— حضرت ابن عباسؓ
 فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا رخ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی
 طرف پھیر دیا ———

فَدَارَتْ بِالْبَيْتِ اَرْبَعِينَ يَوْمًا ———
 تو چالیس دن تک بیت اللہ کا طواف کرتی رہی! ———



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اصحابِ الفیل

سورة الفیل ————— الَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ
الْفَيْلِ . الَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ
طَيْرًا اَبَابِيلَ . تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ . فَجَعَلَ مُمًا .

كَقَصْفٍ مَّا كُوِيَ .

اے میرے محبوب پاک صل اللہ علیہ وسلم کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے
نے اصحابِ فیل یعنی ہاتھیوں والوں سے کیا کیا
اللہ تعالیٰ عجیب اسلوب انداز ہے۔ اس آیت کے ان الفاظ کا
— کیا تو نے نہیں دیکھا!

دیکھے تو وہ جو پیدا ہو چکا ہو لیکن وہ ذاتِ اقدس جو ابھی شکمِ مادر میں
جلوہ گر ہے اے کہنا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا عجیب طرزِ بیان ہے! —
مطلب — یہی کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے
کہ شکمِ مادر میں ہونے کے باوجود بھی کائنات کی ہر شے کو دیکھتے رہتے ہیں

اور سنتے رہتے ہیں۔ کیا شکم مادر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوح محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز نہیں سنی تھی لے
 ماں سُن لی تھی۔۔۔ تو اصحابِ فیل کے ساتھ ربِّ دو جہاں نے جو
 کیا۔ وہ سب کچھ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، شکمِ مادر میں دیکھ رہے تھے۔
 ورنہ ”الم تر کا کیا مطلب!۔۔۔“

ابرمہ۔۔۔ نامی یمن کا ایک ظالم و جابر حکمران تھا جس کے پاس
 انسانوں کے عظیم لشکر کے ساتھ خونی ہاتھیوں کا بھی ایک خطرناک گروہ تھا۔
 اور اپنی سواری کے لیے ایک سفید ہاتھی رکھا ہوا تھا۔۔۔

اور اس ابرہہ نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ایک خوبصورت ”کلیسا“
 بنا رکھا تھا تاکہ لوگ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی پرستش کریں تاکہ
 خانہ کعبہ کی عزت و تکریم کم ہو جائے۔۔۔ مگر اسے اس گھناؤنی چال میں
 کوئی کامیابی نہ ہوئی۔۔۔ نہ کلیسا میں عوام کا ہجوم۔۔۔ نہ پرستش کرنے والوں
 کی رونق اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی طرف رغبت۔ یہ بے رونق
 اور عوام کی جانب سے یہ بے رخی دیکھ کر اسے شیطان نے یہ پٹی پڑھادی کہ مکہ مکرمہ
 میں جو خانہ کعبہ ہے اسے جب تک نہ ڈھاؤ گے اور جب تک وہاں سے ننگے سود
 کو یہاں نہ لاؤ گے اور جب ابراہیمؑ کی تعمیر کردہ عبادت گاہ کو مسمار نہ کرو گے اس وقت
 تک تمہارے اس خوبصورت کلیسا میں کوئی نہیں آئے گا۔ کوئی رونق نہیں ہوگی۔
 اور کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کو بوسہ نہیں دے گا۔

بس پھر کیا تھا۔ شیطان کے بہکانے۔ عوام کے بھڑکانے اور مکارو
 عیار لوگوں کے زور دکھانے پر ابرہہ نے فیصلہ کر لیا کہ بیت اللہ شریف کو گرہا کر

اور ابراہیمی عبادت گاہ کو مسمار کر کے ہی دم لوں گا۔ اور پھر وہ اپنے بہادر فرجیوں اور خونریز ہاتھیوں کے لشکر پر ناز کرتا تھا، جنگ کا طبل بجاتا ہوا اور شاؤن بجاتا اور رقص کرتا ہوا، اللہ تعالیٰ کے گھر کو مسمار کرنے کے لئے یمن سے چل پڑا۔

اور

ادھر حضرت عبدالمطلب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کے اونٹ مکہ کی چراگاہ میں چر رہے تھے اور خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکم مادر میں ہی رونق افروز تھے۔

ابوہمہ ظالم کے لشکریوں نے اور بہت سی خرمیتیاں کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت عبدالمطلب کے اونٹ بھی پکڑ لئے۔

مگر آج کل کی سعودی عرب کی حکومت کی طرح عرب کے مشہور قبیلہ قریش کے بہادر جوانوں نے کسی غیر ملکی کو امداد کے لئے نہیں پکارا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ابراہیم خونریز ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب کو پتہ چلا تو چند قریشی نوجوان اپنے ساتھ لیکر ابراہیم کے پاس گئے۔

ابراہیم نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ پر جاہ و جلال کو رقص کرتے دیکھا

تو درباریوں سے پوچھا — یہ کون شخصیت ہے؟
اسے بتایا گیا کہ یہی مکہ مکرمہ کا سردار، کعبۃ اللہ کا متولی اور قبیلہ قریش کا سربراہ ہے اور ان کا نام عبدالمطلب ہے۔

ابراہیم نے بڑے احترام سے حضرت عبدالمطلب کو اپنے پاس تخت پر

بٹھا کر پوچھا!

کیوں آئے ہو ؟

فرمایا — میرے اونٹ واپس کر دو !
ابو ہریرہ نے حیران ہو کر کہا کہ میں تو تمہارا خزانہ کعبہ گرانے اور ابراہیمی عبادت گاہ
کو سمار کرنے آیا ہوں، مگر تم عجیب آدمی ہو کہ کعبہ کی ہمتیں کوئی فکر نہیں اور چلے آئے
ہو اپنے اونٹ مانگنے ! —

تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

أَنَا رَبُّ الْأَبْلِ وَهُوَ رَبُّ الْبَيْتِ يَحْفَظُهُ —

کہ اونٹوں کا مالک میں ہوں اور بیت اللہ کا مالک رب تعالیٰ ہے —

بیت اللہ کا محافظ وہ اللہ ہے وہی اپنے گھر کی حفاظت کریگا۔

حافظہ جالندھریؒ نے کیا خوب کہا ہے — کہ

۵ کریگا حفاظت اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے

کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے

ابو ہریرہ نے اونٹ واپس کر دیئے اور اگلے دن جنگ کا تقارہ بجا کر مکہ والوں

کے خلاف اعلان جنگ کر دیا —

تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۷۲ — تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۴۸۲

أَسْنَى الْمَطْلَبِ فِي تَجَاةِ أَجِبِ مَطْلَبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ص ۱۹۰ از حضرت احمد

بن دحلان مکی — مفتی بکر مکرّم رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے

استاذ گرامی بھی ہیں —

اور — اور بہت سی کتابوں کے حوالوں کے علاوہ دیوبندی

منسک کے مشہور و ممتاز عالم دین اور دیوبندی حضرات کے پیر و مرشد اور مذہبی رہنما

حضرات مولینا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اپنی کتاب "نشر الطیب کے ص ۱۶ پر اس واقعہ کو نہایت ہی ادب و احترام اور عقیدت و محبت سے لکھا ہے کہ —

” حضرت عبدالمطلب نے جب ابرہہ کی طرف جنگ کے نقارہ کی آواز سنی تو سجدہ میں گر گئے اور بارگاہِ رب العزت میں دعا کی۔ اس دعا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔“

اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ رِحْلَةَ
فَأَمْنَعِ رِحَالِكَ

کہ اے اللہ ہر انسان و بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر۔

وَالنُّصْرَ عَلَيَّ أَلِ صَلِيبٍ

عَابِدِيهِ الْيَوْمَ أَلِكْ

اور اہل صلیب پر غالب آنے کے لئے اپنے بندوں کی مدد فرما۔

يَا رَبِّ لَا أَرْجُو لَهُمْ سِوَاكَ

يَا رَبِّ فَا مَنَعَ عَنْهُمْ حِمَاكَ

اور اے میرے رب میں تیرے گھر کے دشمنوں کے بارے میں تیری ذاتِ اقدس

کے سوا اور کسی دوسرے کوئی امید نہیں رکھتا۔

یَا رَبِّ اِنِّي اَتُوبُ بِكَ حِفَاظَتِكَ فَرَا۔

يَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمُحْمَدِيُّ

وَ اَنْتَ رَبِّي الْمَلِكُ الْمُعْبُودُ

اور۔ تو ہی مالکِ دو جہاں ہے اور محمود ہے اور تو ہی معبودِ برحق ہے۔

دعا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور آمین حضرت نبی ابی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہی — وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا —
 جد امجد اور یہ محبوب خدا علیہ السلام کی والدہ گرامی پھر دعا قبول کیوں نہ ہوتی۔
 دعا کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلب چند قریشی جوان کر جبل ثبیر پر چڑھ گئے پھر اسی وقت نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کی پیشانی گول بطورِ طہال کے نمودار ہوا

نور محمدی آگیا

چودھویں کے چاند کی طرح

اور خوب درخشاں ہوا — یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی —
 حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ پھر چلو —

کیونکہ کعبہ کو بچانے والا نور محمدی آگیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انشاء اللہ ہم غالب رہیں گے —
 صاحب زادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز نبوت کو دیکھئے کہ ابھی شکم مادر میں جلوہ افروز ہے اور چمکتا دادا کی پیشانی میں ہے اور روشن کرتا ہے دیواریں کعبہ — پھر وہ حاضر و ناظر نہیں تو اور کیا ہے ؟ —

اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی دعا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خاندان نبوت میں سے کوئی بھی کافر و مشرک نہیں تھا — نماں — نہ باپ —
 نہ دادا — نہ ہاشم اور نہ ہی ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم —
 اس ایمان افروز واقعہ کو حفیظہ جالندھری مرحوم نے اپنی مشہور کتاب

”شاہنامہ اسلام“ میں نہایت ہی دلچسپ اور دلکش انداز میں یوں پیش کیا ہے —
 کہ حضرت عبدالمطلب نے کوہِ ثبیر پر سے دیکھا کہ ابرہہؓ ظالم، بہادر انسانوں
 کے لشکر کے ساتھ خونریز ہاتھیوں کی فوج بھی کعبہ شریف کو گرانے اور تباہ کرنے کے
 لئے ایک سفید ہاتھی پر سوار حملہ کرنے آیا ہے۔ جس کی نس نس میں تکر و
 غرور کے آثار — چہرہ پر قہر و غضب کی بجلیاں — پیشانی پر غم و
 غصہ کی لکیریں اور ہاتھوں میں فولادی تلوار —

قارئین کرام! — بڑے ہاتھی کا نام محمود تھا۔

اٹھائی تیغ اب غصے میں عبدالمطلب اٹھے

فدائے کعبہ ہو جانے کو باغیظ و غضب اٹھے

مگر اٹھے ہی ان کو اور ہی نقشہ نظر آیا

جلال رب کعبہ کا عجب جلوہ نظر آیا

حرم کی حد میں آیا ابرہہؓ تو رگ گیا ہاتھی

پے تعظیم کعبہ عاجزی سے رگ گیا ہاتھی

کہ — کعبہ شریف کو ٹکر مار کر ڈھانے والا ہاتھی، کعبۃ اللہ کے جاہ و جلال کے

آگے سجدہ ریز ہے اور بیت اللہ شریف کے رعب و دبدبہ کو دیکھ کر ابرہہؓ کا خون

ہاتھی بے بس ہو گیا ہے اور اللہ کے گھر کو ٹکر مار کر گرانے والا ہاتھی، اللہ کے گھر کے

عظمت و ہیبت دیکھ کر خود سجدہ میں گر گیا ہے —

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ قدرتِ الہی کا کرشمہ اور اپنے

منظر الہی پوتے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجازِ نبوت دیکھا تو کوہِ ثبیر

پر سے بد آواز سے پیکاراٹھے — اللہ اکبر — انت الملک المحمود

وَأَنْتَ أَطْلُكُ الْمَغْبُودُ —

اور ابرہہ کے خونی ہاتھی نے جب رسولِ معظم علیہ السلام کی یہ غیر فانی اور رُوح پرور آواز سنی تو

نَظَرَنِي الْفَيْلُ الْأَبْيَضُ الْعَظِيمُ إِلَى وَجْهِهِ فَبَرَكَ وَخَرَّ
سَاجِدًا وَأَنْطَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْفَيْلَ —

اس ہاتھی نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو چنگھاڑ کر سجدہ میں گر گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم اور سفید ہاتھی کو زبان عطا فرمادی۔
تو وہ پکار اٹھا۔

السَّلَامُ عَلَى النَّوَسِ الَّذِي فِي ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَلِّبِ —

کہ۔ اے عبدالمطلب تیری پشت یا پیشانی پر جو نور چمک رہا ہے میرا سلام
ہو اس نور مبارک پر۔

توقار مینِ کرام! — صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک۔ یہ
ہے۔ اچھی نسبت جس کی بدولت ابرہہ کا سفید ہاتھی جنت میں جائیگا۔
کہ اس نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم
کیا۔ سلام کہا اور سجدہ ریز ہوا۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا کہ جنگل کا بڑا حیوان ہاتھی اگر رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کو نور مان کر۔ سلام کہے اور سجدہ کر کے جنتی ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان
اور وہ بھی نبی پاک علیہ السلام کا وفادار امتی اگر ان تینوں اوصاف کو تسلیم کر لے تو
کیوں جنتی نہیں ہو سکتا؟۔ جیسے کہ اہلسنت وجماعت بریلوی حضرات ہیں!
توقار مینِ کرام۔ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک۔ یہ

ہے اچھی نسبت جس کی بدولت ابراہیم کا سفید ہاتھی جنت میں جائے گا۔
 کہ اس نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا۔ سلام کہا اور
 سجدہ ریز ہوا۔

سید افتح الرحمن زید سے کہتا ہے کہ جنگل کا ایک بہت بڑا اور حبیم
 جانور ہاتھی اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان کر۔ سلام کہہ کر اور سجدہ
 کر کے جنتی ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان اور وہ بھی نبی پاک علیہ السلام کا وفادار امتی اگر
 الف تینوں اوصاف کو تسلیم کرے کیوں جنتی نہیں بن سکتا، جیسے کہ اہلسنت وجماعت
 بریلوی حضرات ہیں!



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابابیلوں کا شکر

حضراتِ گرامی — فضائے آسمانی پر ابابیلوں کے لشکر کا سیاہ

بادلوں کی طرح اور بہادر پائلٹوں کی مانند چھا جانا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ اس
خدا کی فوج کا دشمن کے مقابلہ کے لئے حاضر ہونا حضرت عبدالمطلب کی دعا کے سبب
تھا جو انہوں نے خانہ کعبہ کے دروازہ کے کُنڈے کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر مانگی
تھی اور جس کے مستجاب ہونے کا انہیں پورا ایمان و ایقان تھا۔

حضراتِ محترم! — یہ بھی یاد رہے کہ اگر حضرت عبدالمطلب نمود

باللہ کافر ہوتے تو نہ دعائیں اثر ہوتا — اور نہ ہی فطرتِ الہی بخشش میں آتی اور
نہ ہی قدرتِ خداوندی کا ظہور ہوتا اور نہ ہی خونی ہاتھیوں کے مقابلہ میں ابابیلوں کا
شکر آتا اور نہ ہی ننھی مٹی چٹریوں کی فوج خدا تعالیٰ کا دعائی مورخہ بن کر ابرہہ کے
خونی ہاتھیوں کے شکر پر چھا جاتی

تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۲۸۰-۲۸۱ - تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۴۹۲ - تفسیر روح البیان

جلد ۲ ص ۷۳ - تفسیر حسینی مع ترجمہ تفسیر قادری جلد ۲ ص ۶۵ - مع کل طائر حجر

فی منقارہ و حجران فی رجلیہ

اور ہر پرندہ کے پاس تین کنکر تھے ایک چرچ میں اور دو دو بیچوں میں۔
 وَعَلَى كُلِّ حَجْرٍ لِسْمُهُ مَنْ يَقَعُ عَلَيْهِ

اور ہر پتھر پر اس نام لکھا تھا جس پر اباہیلوں
 نے مارنا تھا! —

فَكَانَ النَّجْرُ يَقَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّجُلِ فَيَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ —
 اور تھیر آدمی کے سر پر پڑتا اور پیٹھ سے نکلتا تھا — يَا لَئِيْهِ كُنْكَرَتِي
 یا ملاسن کوف کی گولیاں یا بلم کے گولے —
 اَسْقَطَ اَنَا مِلَّةً وَاَعْضَاءَهُ

کہ جب ابرہہ کی کٹی انگلیاں، ان کنکروں کے پڑنے سے گر گئی تھیں اور اسکے بدن
 کے اعضاء کٹ گئے تھے —
 جب ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کا کنگر نضی منی چڑیوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس
 کے لشکر میں جب اباہیلوں سے شکست کھا گئے تو ابرہہ فرار ہو کر حبشہ کی طرف بھاگا،
 لیکن —

وَطَائِرٌ يُحَلِّقُ خَوْفَهُ حَتَّىٰ بَلَغَ الْجَاشِي

ایک پرندہ اس کے سر پر اڑتا جا رہا تھا — یہاں تک کہ وہ حبشہ کے بادشاہ
 کے دربار میں پہنچا — اور سارا قصہ اس کو سنایا —
 نجاشی ازوے تعجب پر سید کہ چگونہ مرغان بووند —
 نجاشی نے بڑے ہی تعجب سے اور حیران ہو کر ابرہہ سے پوچھا کہ وہ پرندے
 کیسے تھے؟

ابرہہ نے بتایا کہ یہ ہے — ان میں سے ایک پرندہ جو میرے سر پر بیٹھا
 رہا ہے —

فَقَصَصَ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ — فَلَمَّا أَتَمَّهَا وَقَعَ عَلَيْهِ الْحَجَرُ
فَرَمَيْتَا بَيْنَ يَدَيْهِ —

ابراہیم نے قصہ بیان کیا اور جب اس نے قصہ ختم کیا تو پرندہ نے اس کے سر پر پتھر مار دیا جس سے ابراہیم شاہِ جلشہ کے سامنے ہلاک ہو گیا!۔
خدا تعالیٰ کا دفاعی مورچہ — ہاں ہاں دفاعی مورچہ نہیں تو
اور کیا کہیے کہ ایک طرف ہاتھیوں کا لشکر اور دوسری طرف ابا بیلوں کی فوج اور
چھوٹی چھوٹی اور معصوم چڑیوں کی یلغار اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
دعا کا نتیجہ —

ایسے ہی اللہ کریم کا دفاعی مورچہ اس وقت بھی کام آیا جب کہ امام الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت
کر کے مدینہ منورہ جلاتے ہوئے راستہ میں جب اندھیری غارِ ثور میں آرام فرما
تھے، تو ایک طرف کفار و مشرکین مکہ کی فولادی تلواریں — آہنی برچھے
زہر میں بچھے ہوئے تیر اور سراقہ کا جنگی گھوڑا — اور دوسری طرف مگر مٹی
کا جالا اور کبوتری کے انڈے — اور کسے کہتے ہیں دفاعی مورچہ؟
کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بچانے کی خاطر ابا بیلوں کو بمبار طیارے — ننھی
منٹی چڑیوں کو خطرناک راکٹ اور چنے کے برابر کنکریوں کو دشمنوں کے خون اور
پہاڑ جیسے ہاتھیوں کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے ٹینکوں سے بسنے والے
گولے بنا دیا — اور اس طرح — أَنَارَتْ الْأَبِلِ وَاللَّبَنَاتِ رَبِّ
يَحْفَظُهُ سِحٌّ ثَابِتٌ هُوَ كَمَا هِيَ — حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے
پاک سے نکلی ہوئی بات ایک حقیقت بن گئی — اور —

اذن فی الناس حج کی ندائے ابراہیمیٰ کی لاج رہ گئی —

اور شاؤنبوی ہے کہ الکفر ملۃ واحدة —

کفر ایک ہی جماعت — ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے — مگر

انفوس کہ جس مسلمان قوم کو کُفر آن — خدا اور رسول نے بھائی بھائی کے مقدس

رشتہ سے منسلک کیا ہے وہ ایک المسلم ملۃ واحدة نہ بن سکے —

ایک تہذیب کے دلنے نہ بن سکے اور ایک جماعت — ایک تنظیم اور ایک گروہ کا

رُوپ نہ دھار سکے اور مہر کے جمال الدین افغانی کے ایک مسلم بلاک کا خواب شرمندہ

تعبیر نہ کر سکے —

اگر جمال الدین افغانی کے نظریہ کے پیش نظر اور اقبال مرحوم کے نقشہ کے مطابق

عربی و عجمی ریاستوں کا ایک بلاک بن گیا ہوتا تو آج بیت اللہ شریف کی رکھوالی کے لئے

اور حجاز مقدس کی حفاظت اور سعودی عرب کی حکومت کو بچانے کے لئے نہ امریکی جیٹوں

کے ناپاک قدم عرب کی خاک مقدس کو پامال کرتے — نہ اسرائیل کے یہودی

بیت المقدس میں گھوڑے باندھتے اور نہ ہی مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کی جسارت

کرتے اور نہ ہی یا سر عرفات کی کمزور حکمتِ عملی اور نہ دوانہ ریاست اور نااہل

قیادت کے باعث فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا۔ اور نہ ہی آج امریکہ

اسلام دشمنی کے پیش نظر عراق پر حملہ آور ہوتا اور اس کو تباہ و برباد کرتا۔

اقبال مرحوم نے کہا تھا — کہ ص

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

نیل کے ناسا حل سے لیکر تا بنھاک کاشغر

مطلب یہ کہ اگر عرب ریاستیں مل کر ایک بلاک اور المسلم ملۃ واحدة کی عملی تصویر بن

جائیں تو آج خانہ کعبہ کی پاسبانی کے لئے شاہ فہد کو امریکہ - برطانیہ - اٹلی - فرانس اور دوسری کافر حکومتوں سے امداد طلب نہ کرنا پڑتی — غرضیکہ سعودی - شارجہ - مسقط - بحرین - کویت اور دوسرے اسلامی ممالک مصر سے لیکر درہ خیبر تک آپس میں بھائیوں کی طرح ایک تہیج کے دانے بن جاتے تو آج دنیا کے نقشہ پر اسلامی ملک کے سوا کسی کافر اور غیر مسلم حکومت کا پرچم نہ لہراتا —

اقبال مرحوم پھر کہتا ہے —

یہ غازی یہ تیسرے پر اسرار بندے

جنہیں تو نے بخشا ہے فوقِ خدائی

دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا

سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیں: —

آج سے پندرہ روز پیشتر عراق کے صدر جناب صدام حسین نے

کویت پر قبضہ کر لیا، یہ سمجھ کر اور یہ کہہ کر کہ کویت عراق کا حصہ ہے۔ یا یہ سوچ کر کہ

کویت نے تیل کے تمام کنوئیں اور سارے چشمنے امریکہ کے پاس گروی رکھ دیئے ہیں

اور اگر امریکہ کویت کے تیل پر قابض ہو گیا تو پھر میرے لئے یہ درد سر بن جائے گا۔

میں پہلے ہی کیوں نہ اس آئے والی بیماری کا علاج کر لوں —

ابھی ایران کے خلاف سات سالہ ہولناک جنگ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ

صدر صدام حسین کو ایک اور خوفناک جنگ میں کودنا پڑ گیا —

اور یہ جنگ اب اتحادیوں اور عراق کے درمیان ہو رہی ہے —

اتحادیوں میں برطانیہ - اٹلی - سعودی عرب - اسرائیل - فرانس، شام و مصر

اور دنیا کی سپر پاور امریکہ بھی شامل ہے — مگر جس بہادری — جرأت ثابت قدمی اور حوصلہ سے صدر صدام، دنیا کی ۲۸ ترقی یافتہ ملکوں کی افواج کو اکیلا لڑ رہا ہے اس ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنانے والے بھوٹ کہتے ہیں، حقیقت میں اسلام کا مضبوط قلعہ عراق ہے جس کے

محافظ بہادر اور سرفروش صدر صدام ہیں — عقل حیران ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا اور یہ کفر کی اتحادی طاقتیں اسلام

کے ایک چھوٹے سے خطہ پر قبضہ کرنے کیلئے کیوں اکٹھی ہو گئی ہیں — تو اجاب کرام —

صاحبزادہ شیدا فتح نثار الحسن کے نزدیک اس جنگ کی بنیاد سعودی عرب کے اس غدشہ کے پیش نظر رکھی گئی ہے کہ ہمیں عراق سعودی عرب پر اکویت کے بعد حملہ نہ کر دے۔

بس صدام حسین جو نہی کویت پر قبضہ کر لیا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارا اور وہ بھی کافروں کو —

بس پھر کیا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلی

ہوئی بات حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آگئی — کہ

الکفر ملة واحدة — کہ

کفر ایک جماعت، ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے —

مگر افسوس کہ جس مسلمان قوم کے متعلق قرآن و حدیث نے آپس میں بھائی بھائی فرمایا ہے وہ قوم اس طرح بکھری ہوئی ہے جیسے تیس بیس ٹوٹ جانے پر اسکے دانے۔

اور الْمُسْلِمُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ — عراق اور امریکہ کے درمیان

محض جنگ ہی نہیں۔ کفر و اسلام کے درمیان ایک جہاں ہے اور ساری دنیا کے مسلمان خصوصاً پاکستانی عوام کا صدرِ حسین کے حق میں جلسے۔ جلوس اور قربانی کے جذبہ سے سرشار پیشکش قابلِ تحسین واقفین ہیں۔

دُنیا کے بڑے فوجی جرنیلوں کی عقل حیران ہے کہ امریکہ کی طرف سے ایک ایک دن اور رات میں دو ہزار فضائی حملے بھی ابھی تک عراق کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور نہ ہی صدرِ صدام حسین کی جنگی حکمت عملی پر اپنی فوجی برتری حاصل کر سکے ہیں۔ اور نہ ہی اتحادی فوجیں عراق کے فوجی ٹھکانوں کو تباہ کر سکے ہیں۔ شہری آبادیوں پر وحشیانہ بمباری تو کوئی بہادری نہیں ہے! —————

اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عرب و حجاز کے عیاش حکمران اور ان کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے والے پاکستان کے نااہل کارندوں نے قرآن حکیم کی سورۃ انفیل کی تفسیر کو بھول چکے ہیں اور اس کے نتائج کے رموز و اسرار کو نظر انداز کر چکے ہیں کہ خداوند کریم نے بیت اللہ شریف خانہ کعبہ کو بچانے کی خاطر ابرہہ کے خوئی ہاتھیوں کے شکر کو ابابیلوں اور ننھی منی چڑھیوں سے مروا دیا تھا اور وہ چنے کے برابر چھوٹی سی کنکریوں کو بندوق کی گولیاں اور خطرناک بم بنا کر انہیں تباہ کروا سکتا ہے۔ —————

سعودیہ کے حکمرانوں اور پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم سے کوئی پوچھے کہ کیا اب کوئی اور خدا ہے جسے تمہاری امداد اور دنیا کی بلیسٹ سے زائد کافر بادشاہوں کے بمبار طیاروں۔ خرقناگ ٹینکوں اور خطرناک توپوں کے گولوں کی ضرورت ہے کہ جن سے اپنے گھر کی حفاظت کر سکے۔ —————

اور بیشک عرب کی سرزمین بیت اللہ شریف اور گنبدِ حنظل کے فیوضِ برکت

کے دریا بہہ رہے ہیں تو کیا سرزمین عراق میں مقامات مقدسہ نہیں ہیں —
 کیا بغداد شریف میں پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ پاک
 نہیں ہے اور کیا نجف اشرف اشرفین میں شیر خدا حضرت علی علیہ السلام کا مزار مقدس
 نہیں ہے — اور کیا امام موسیٰ رضا اور کربلائے معلیٰ کی خاک پاک نہیں ہے۔ ؟
 ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعظم نے اپنی تشریح تقریر میں کئی بار عوام کو یہ تاثر دینے
 کی کوشش کی کہ عراق نے کبھی پاکستان کی مدد نہیں اور اس کے مقابلہ میں سعودی عرب
 ہماری کئی بار امداد کر چکا ہے۔

اللہ جل نے وہ کون سی امداد تھی اور کس طریقہ سے اس امداد کی عملی صورت ماننے آئی۔
 اس لئے کہ ارض حجاز کے پاس سونے چاندی کے پہاڑ اور تیل کے جو دریا بہہ رہے
 ہیں، ان کی آمدنی تو عرب کے شہزادوں کی عیاشی پر خرچ ہوتی چلی آ رہی ہے یہی
 وجہ ہے کہ پورے خطہ عرب میں کوئی کارخانہ — کوئی اسلحہ کی فیکٹری — کوئی
 گولی بنانے کا سامان اور کوئی بمبار طیاروں اور موجودہ طرز جنگ کا کوئی گولہ و بارود
 کا نام و نشان نہیں ملتا۔

جنگی بیڑے — جنگی ہوائی جہازوں — جنگی ساز و سامان اور کیمیاوی ہتھیار
 بنانا تو درکنار پورے سعودی عرب میں توٹا فیاں بسکٹ بنانے والی فیکٹری تک
 موجود نہیں ہے۔

آج اگر شاہ فہد اور اس کی حکومت کے مدد محوش اور بیس بیس بیگمات
 رکھنے والے وزراء کے پاس کوئی اسلحہ ساز اور طیارہ شکن توپوں کا کوئی کارخانہ
 ہوتا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں کو غیر اللہ
 سے مدد مانگنے کی برگز ضرورت پیش نہ آتی یعنی امریکہ — برطانیہ — فرانس — اٹلی

اسرائیل اور پورا کفرستان

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ مندرجہ بالا طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں
اسلام کا ایک شیر دل جرنیل اور دین کا ایک سرفروش سپاہی اور حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ انور کا جانثار رکھوالا اور حضرت علی علیہ السلام کے مزار
پر انوار کا نڈر محافظ پورے کفر کے مقابلہ میں ڈٹا ہوا ہے۔ اور دس گھنٹوں میں عراق
کو تباہ کر دینے کا دعویٰ کرنے والوں کو صدر صدام حسین نے اپنی جنگی حکمت عملی کو
روٹے کا رلاتے ہوئے انہیں حیرت میں ڈال دیا ہے۔

شاباش اور زندہ باد۔ صدر صدام حسین !

اسی لئے کہ

لاکھ تنگے ہوں مگر ان کو بہانے کے لئے
موجِ طوفان کا اک ریلا ہی بہت ہوتا ہے

اپنی کثرتِ تعداد کو تم نے سمجھا ہے کیا
شیر جنگل میں اکیلا ہی بہت ہوتا ہے

ہمارے ہر دل عزیز اور بے نظیر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے وزیرِ اعظم جناب
نواز شریف صاحب پچھلے دنوں امن مشن لے کر کئی اسلامی ریاستوں کے سربراہوں
سے ملے تاکہ کسی صورت جنگ بند ہو جائے اور پتہ چلا ہے کہ کل یعنی ۹/۲۱ کو دوبارہ
دورہ پر جا رہے ہیں !

اپنی بہادر مسلح افواج کے جوانوں کو پہلے ہی سعودی عرب یہ کہہ کر بھیج چکے ہیں
تاکہ حرمین الشریفین کی حفاظت ہو سکے اور بعد میں خود امن مشن کی تجاویز لے کر
نکل کھڑے ہوئے۔ مگر سید افتخار الحسن کو یہ سب کچھ پسند نہیں ہے اسی لئے

آج سے پندرہ سال پہلے جب اسرائیل کے ظالم سپاہی بیت المقدس پر گولے برسائے تھے اور مسجد اقصیٰ کو آگ لگا رہے تھے اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے تو اس وقت ہماری حکومت کو نہ تو بیت المقدس کی حفاظت کا خیال آیا اور نہ ہی اس وقت کی ہماری حکومت کو اسکی رکھوالی کا خیال گزرا۔ نہ ہی فلسطین کے مسلمانوں کے قتل عام بند کروانے کی کوئی کوشش کی اور یہی پاکستان کے شیر دل فوجی ان مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے بھیجے گئے۔

وہاں آج بھی بیت المقدس جو انبیاء کرام کا کعبہ ہے اور وہ مسجد اقصیٰ جہاں شب معراج کو تمام انبیاء کرام صلی اللہ علیہم الصلوٰۃ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی، گھوڑے باندھے ملتے ہیں اور وہاں آذان دینی تو درکنار ادھر سے گزرنا بھی موت کو آواز دینے کے مترادف ہے۔

جناب نواز شریف امن مشن کا پہلا دور اسی لئے ناکام ہو گیا کہ ہر اسلامی مملکت کے سربراہ نے یہی کہا کہ صدام کو کویت خالی کر دینا چاہیے اور اپنی فوجیں وہاں نکال لینی چاہئیں۔ مگر جناب وزیر اعظم صاحب کسی بھی اسلامی سلطنت کے سربراہ سے اتنا نہ کہلوا سکے کہ

اسرائیل - بیت المقدس - مسجد اقصیٰ اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے

خالی کر دے اور وہ اپنی فوجیں وہاں سے واپس بلا لے۔
یہی بات صدر صدام حسین کہہ رہے کہ اسرائیل - بیت المقدس - مسجد اقصیٰ اور مقبوضہ علاقے خالی کر دے تو میں اپنے فوجی کویت سے نکال لوں گا اور جنگ بند کرنے کا اعلان بھی کر دوں گا!

قارئین کرام! اب آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث

لیپاک کئے اور فیصلہ کیجئے کہ حق پر کون ہے! —

مشکوات شریف صفحہ ۳۵۵ بحوالہ مسلم شریف و بخاری شریف باب انخراج

ایہود من جزیرۃ العرب —

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں —

نحن فی المسجد خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم —

کہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فقال انطلقوا الی الیہود — اور فرمایا کہ

میرے ساتھ یہودیوں کے پاس چلو —

ہم گئے تو ایک مدرسہ میں بہت سے یہودی جمع تھے انہیں مخاطب کے

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —

یا معشر یہود اسلموا تسلموا — کہ

اے یہود کے گروہ اسلام لے آؤ تو سلامتی پا جاؤ گے —

اعلموا ان الارض للہ ورسولہ

اور جان لو کہ یہ زمین عرب کا جزیرہ اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہے

اور اپنا اپنا سامان لے جانے کی تم کو اجازت ہے —

۱۲ — حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا —

اخبرنی عمر ابن الخطاب — کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی — کہ

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — کہ

انہوں نے رسول اکرم علیہ السلام سے سنا — یقول

فرماتے ہیں —————

لا تخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب حتى لا أدعى

فيها إلا مسلماً (رواه مسلم)

کہ انشاء اللہ میں یہود و نصاریٰ کو عرب کے جزیرہ سے نکال کر دم لوں گا اور اس مقدس خطہ میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی غیر مسلم کو نہیں رہنے دوں گا! عرب کے شہزادوں — اور بحرین — شارجہ — مسقط — ایران — بحر —

اردن اور دوسری اسلامی ریاستوں کے شیوخ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مذکورہ بالا احادیث پر غور کر کے آنکھوں سے بغض و عناد کی پٹی اتار کر اور دوسرے سے

نفرت و عداوت کے گرد و غبار کو اپنے دل و دماغ سے بھاڑ کر سمجھنے کی کوشش کرو، اور اس زندہ حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنا عمل پیرا ہونے کی کوشش کرو اور جو

درس رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اسے سینہ سے لگا کر سوچو کہ ہمارا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو یہود و نصاریٰ کو عرب کے جزیرہ سے نکالنے کا خواہشمند دکھائی

دیتا ہے اور سوائے مسلمانوں کو اس مقدس خطہ کو کافروں کے ناپاک قدموں سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اور تم اسلام کے دشمنوں — دین کے مخالفوں اور حق و صداقت

کے باغیوں یعنی یہودیوں اور نصراہیوں کو امداد کے لئے دعوت دیکر مل رہے ہو۔ خدا کے لئے ایک ہو جاؤ۔ اور صدام سے ہی نہ کہو کہ کویت خالی کرے

آپ سب شیوخ بل کر اسرائیل پر دباؤ ڈالو کہ وہ بیت المقدس کو خالی کر دے۔ اور امریکہ پر بھی زور دو کہ اسرائیل سے کہے کہ مسجد اقصیٰ سے اپنی فوجیں نکال لے۔

صدام پر ہی زور نہ دو۔ ایلے کہ —————

سب مجھ کو ہی کہتے کہ تو نے اسے کیوں تاکا

کوئی اس سے نہیں کہتا کہ تو بام پہ کیوں آیا

وزیر اعظم پاکستان صاحب — آپ دوبارہ امن لے کر جا رہے ہو اللہ کرے آپ کا یہ امن مشن اور جنگ بندی کی کوشش کامیاب ہو اور اس کا ہرا آپ کے سر پر ہی رہے۔ لیکن اپنے عوام کو یہ بتلا کے جانا کہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۶۱ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سعودی عرب کے کتنے فوجی دستے۔ کتنے ٹینک اور کتنے جنگی طیارے پاکستان کی مدد کے لئے آئے تھے۔

اور یہ بھی شور مچا تھا کہ امریکہ کا بحری بیڑا ہماری مدد کو آرہا ہے لیکن افسوس کہ ۱۹۶۵ء سے لے کر آج تک وہ بیڑا ابھی تک واہگہ نہیں پہنچا بلکہ ہمارا بیڑا ضرور غرق ہو گیا کیونکہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر ہم سے الگ کیا جا چکا ہے۔

ہاں البتہ — پاکستان میں کبھی زلزلہ یا سیلاب آئے تو دوسرے ملکوں کی طرح سعودی عرب کی حکومت بھی صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ فنڈ میں پاکستان کے گداگروں کو بھی کچھ نہ کچھ ان کے دامن میں ڈال دیتی ہے۔ ہاں پڑتالوں اور سفارتی مذاکرات سے نہ کٹیر بنے گا پاکستان اور نہ ہی امریکہ اور عراق کی جنگ بندی ہوگی۔

ہاں البتہ — بھارت اور اتحادیوں کے خلاف حکومت کی طرف عام جہاد کا اعلان کیا جائے اور ساری ملت اسلامیہ طاقتوں کے خلاف نکلے جانے کا عزم لے کر میدانِ عمل میں نکل آئے اور اس خطہٴ ارض پر ایک بار پھر میلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع کر دے تو ہماری ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ ہر مصیبت ٹل سکتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے گی اور جس طرح — الکفر ملتہ واحدہ — کہ کفر ایک جماعت ہے۔ اسی طرح

مسلمان — المسلم ملتہ واحده — کی زندہ اور عملی تفسیر بن کر علامہ اقبال مرحوم کے نظریہ پر عمل پیرا ہو جائیں تو آسمانوں سے جنگِ بد و جنین کی طرح فرشتے آج بھی ہماری مدد کو آسکتے ہیں — — — کہ

ع — ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا سماک کا شجر

اور پھر یہ کتنی ستم ظریفی ہے اور دنیا کے عیسائیت کے لئے کتنے شرم کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام کہ قرآن حکیم نے جس یہودی قوم کے متعلق فرمایا ہے کہ — — — ویقتلون النبیین بغیر الحق

کہ یہودی ایسی ظالم و جابر اور احمق و جاہل قوم ہے کہ جو گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل کر دیا کرتی تھی اور آج بھی دنیا کے عیسائیت اس بات پر متفق ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا تھا تو پھر کیا امریکہ جیسی سپر پاور کے لئے یہ بٹ بٹ پھر باعث لعنت نہیں ہے کہ جس قوم نے ان کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلا وجہ — بلا قصور اور ناحق پھانسی کے تختہ پر لٹکایا تھا — اور ان کی معصوم والدہ، پاکیزہ اور صدیقہ ماں حضرت مریم علیہا السلام پر کئی قسم کے فحش الزامات لگائے تھے۔ اس قوم یعنی اسرائیل کی حمایت کر رہی ہے اور ایسی ظالم قوم کو دنیا کی عظیم طاقت بنانے کی کوشش کر رہی ہے! —

امریکہ کے صدر کوشش صاحب عراق کی شہری آبادی پر وحشیانہ بمباری کرنا اور بے گناہ و نہتے لوگوں پر نذہاد و عند فضائی حملے کر کے انہیں موت کی نیند سلا دینا کوئی بہادری نہیں ہے۔ اگر تم میں اور تمہارے فوجیوں میں کوئی عیسائیت کی قدر و قیمت ہے تو پھر عراق کے مسلمانوں پر ایک رات میں دو دو ہزار

حملہ کر کے وہاں کے مقامات مقدسہ پر گولے برس نے کی بجائے ظالم و جابر اور انسانیت کی باغی قوم اسرائیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خون کا بدلہ لے کر دنیائے عیسائیت کی لاج رکھ لو اور عیسائی مذہب کی عزت و آبرو کو قائم رکھنے کی خاطر عراق کی طرف سے منہ موڑ کر اسرائیل پر فضائی حملوں۔ راکٹوں اور ٹینکوں سے حملہ کر کے اسرائیل کا دنیا کے نقشہ سے نام و نشان تک مٹا دو۔ اور پھر برطانیہ۔ فرانس اور دوسری عیسائی حکومتوں کو بھی ساتھ ملا کر اسرائیل کو نیست و نابود کر دو۔

ہمارے ہر دل عزیز وزیر اعظم کو بھی برطانیہ۔ فرانس اور امریکہ کے ساتھ مذاکرات میں ان عیسائی حکومتوں کی توجہ اس طرف بھی مبذول کروانی چاہیے تاکہ شاید ان میں مذہبی غیرت اور عیسائیت کے احترام و وقار کی لگن پیدا ہو جائے اور یہ بھی عراق کے صدر صدام حسین کے نظریہ کو قبول کرتے ہوئے اسرائیل کے خلاف اتحادی بن کر اس وحشی قوم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بگاہ یعنی بیت المقدس اور بیت اللحم کو اسرائیل کے خونخوار درندہ صفت اسرائیلوں سے آزاد کروا کر اپنے صاحب معجزات نبیؑ۔ کورجیوں کو شفا بخشنے۔ مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کرنے اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے اور غیب کی خبریں دینے والے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دادِ تحسین حاصل کریں کہ اے عیسا یو تم نے اچھا کیا کہ ایک مدت کے بعد مجھے قتل کرنے کی سازش کرنے والوں اور میری ماں مریم پر گندے الزامات لگانے والوں سے انتقام لے لیا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَكَلْبُ اصْحَابِ كَهْفٍ

پہلے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ کئی جانور و حیوانات اپنی نسبت کے لحاظ سے جنت میں جائیں گے جیسے کہ ابرہہ کا سفید ہاتھی جس نے حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو دیکھ سلام کہا تھا اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو گیا تھا اور ان تین نسبتوں کے باعث وہ ہاتھی جنت میں جائے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی نظریہ کے پیش نظر اب قرآن و حدیث ہی کی روشنی میں اور مستند تفاسیر کے مطابق یہ ثابت کیا جائے گا کہ اصحاب کہف کا کتا بھی ابھی نسبت کے لحاظ جنت میں جائے گا۔

قرآن پاک میں اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے: —
 اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ وَالْرُقَيْمِ كَانُوا
 مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا

کرخار اور جنگل کے کنارے والے اصحاب ہماری عجیب و غریب نشانیوں

میں سے ہیں !

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۷۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :-

كانوا سبعة ————— کہ وہ سات اصحاب تھے جن

کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں : —————

یملینا — مکسمینا — کشفوطط — یوانس — یونس —

تبیونس — والساج الراعی — اور ساتویں کا نام راعی تھا —

اصل اور پورا قصہ یوں ہے کہ ساتوں اصحاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

کے ناننے والے صاحب ایمان حضرات تھے —————

اس زمانہ میں دقیا نوس بادشاہ حکمران تھا جو خود بھی بت پرست تھا اور

لوگوں کو بھی جبراً بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ لیکن یہ ساتوں اصحاب چونکہ اولیاء اللہ

تھے اس لیے بادشاہ کے ظلم و ستم سے نجات پانے — بت پرستی سے بچنے

اور اپنے ایمان کی دولت کی حفاظت کی خاطر —————

وَهَرَّ بَوَالِيْلًا مِنْ مَلِكِهِمْ وَمَعَهُ كَلْبٌ -

وہ ایک رات اپنے ملک سے اور اپنے شہر سے نکل پڑے۔ راعی کے

باس ایک وفادار کتا تھا، وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا! — اور وہ سات چونکہ

اللہ کریم کے اولیاء اللہ تھے اسی لئے انہیں عجیب نشانیاں فرمایا گیا ہے۔

سید افتخار الحسن زبیدی کہتا ہے کہ اگر خداوند کریم مکہ مکرمہ کی دو پہاڑیوں

صفا اور مروہ کو شعار اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں فرما سکتا ہے تو یہ سات اصحاب

و آدمی تھے اور اولیاء اللہ بھی تھے اگر انہیں ان کی ولایت اور فقر و درویشی

کا لحاظ رکھتے ہوئے عجیب نشانیاں فرما دیا تو اس میں حیران ہونے اور سچ و تاب

کھانے کی کیا ضرورت ہے۔

انہوں نے یعنی ان اللہ کے سات اولیاء کرام نے اپنے ساتھ کتے کو جاتے دیکھا تو اسکو مارنے اور دھتکارنے لگے کہ یہ بھونکے گا تو ہم کھڑے باٹینگے۔ مگر۔ کتے کو خدا نے زبان عطا کر دی۔

فَقَالَ لَهُمُ الْكَلْبُ مَا تَرِيدُونَ مِنِّي وَلَا تَحْتَسِبُوا مِنِّي اِنَّا
اَحِبُّ اَحِبَّاوَاللّٰهِ

کتے نے ان اولیاء کرام سے کہا کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اور محمد سے ڈریں کیونکہ میں اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ اِنَّا
فَنَّا مُؤَاوَا۟ا۟اَنَا خَشْرُسُكُمُ

اور تم سو جایا کرو گے تو میں پہرہ دیا کروں گا۔ اور اگرچہ میں کتا ہوں۔ ناپاک اور نجس ہوں۔ مگر چونکہ آپ اولیاء اللہ میں ایلے میں آپ پر نہیں بھونکوں گا۔ دیکھیے حضراتِ محترم وہ کتا ہو کر کہتا ہے کہ میں اولیاء اللہ پر نہیں بھونکوں گا لیکن آج کل کے ضلالت و گمراہی کے زمانہ میں بد عقیدہ اور بد مذہب مولوی اولیاء اللہ پر کس طرح بھونکتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسے لوگ کتوں سے بھی بدتر ہیں۔

قدین سے کرام۔ دیکھو اور قرآن کریم کے اس ایمان افروز فقرہ مبارک پر غور کرو کہ ایک کتا جو ناپاک اور نجس ہے، اور نہ نمازی ہے نہ حاجی نہ لمبی لمبی پیس پیس پیرنے والا کوئی فقیر اور نہ رات کو نوافل پڑھنے والا کوئی درویش مگر پھر بھی جنتی ہے، ایسے کہ نسبت ابھی رکھتا تھا۔ پہلی نسبت کہ اللہ کے

ولیوں سے محبت کرتا تھا اور دوسری اولیاء اللہ کا پہرہ دار تھا! —
 اور پھر قرآن مجید نے اس کئے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے —
 وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ —

کہ وہ اولیاء اللہ جب دقیانوس بادشاہ کے ظلم و ستم سے بچنے اور بت پرستی
 کی لعنت سے دور رہنے اور اپنے دین و ایمان کی دولت کی حفاظت کی خاطر شہر
 سے رات کو نکل کر پہاڑ کی ایک اندھیری غار میں جا کر چھپ گئے تو ان کا وفادار گنا
 اپنے پنجے کھلا کر غار کے منہ پر بیٹھ گیا اور ان اولیاء اللہ کا پہرہ و تیار ہا — اور
 تین سو نو سال تک بیٹھا رہا — قرآن پاک کے اس نورانی قصہ میں
 جہاں اولیاء اللہ کی شان بیان کی گئی ہے وہاں ان کے وفادار کئے اور بے زبان
 پہرے دار کی بھی بڑی تعریف کی گئی ہے! —

کیوں — ایلئے کہ ابولہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی
 چچا ہونے کے باوجود ان کا بے ادب اور گستاخ تھا اور وہ گنا اولیاء کرام کا
 وفادار اور پہرے دار تھا اور ان سے محبت کرنے والا تھا —

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایک نجس اور ناپاک گنا اگر اولیاء
 اللہ سے محبت کر کے جنتی بن سکتا ہے تو ایک انسان کیوں نہیں —؟

وَإِشْمٌ قَطْمِيرٌ — اسی کئے کا نام قطمیر تھا! —
 آج بھی بڑے بڑے لوگ اپنی کوشیوں اور رنگوں کی چوکیداری کیلئے آدمیوں
 کے ساتھ ساتھ کئے کو بھی رکھتے ہیں —

ایلئے کہ کئے میں وفاء و خدمت گزاری کا جذبہ ہونے کے ساتھ ساتھ
 دشمن اور دوست کی پہچان کا خاص وصف بھی بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے —

اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ:-
 ” میں نے ایک کتے کو دیکھا جو اپنے مرے ہوئے مالک کی لاش
 پر بیٹھا رو رہا ہے تو میں نے کتے سے کہا: —
 کیوں لاش پہ آقا کی روتا ہے
 ہوٹل کی طرف جا کہ غذا بھی ہے کوئی چیز
 تو کتے نے میری طرف نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور جواب دیا۔
 عک — جو تو نے کہا مجھے تسلیم ہے اے روت
 لیکن میرے نزدیک وفا بھی ہے کوئی چیز

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ” امداد المشتاق “ ص ۱۰۲ میں لکھا ہے
 کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن جامع مسجد میں رونق افروز تھے اور
 اردگرد مریدوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم تھا کہ ایک کتا مسجد کے دروازہ کے
 سامنے سے گزرا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فقر و درویشی کی نگاہ اور
 ولایت و ہدایت کی نظر اس کتے پر ڈالی تو اس کتے کو بستی کے کتوں کا پرنا دیا۔
 اور پھر ساری بستی کے سارے کتے اس کتے کے ساتھ چلنے لگے اور جہاں وہ کتا بیٹھا
 تھا تمام کتے حلقہ باندھ کر بڑے ہی ادب و احترام سے اس کے اردگرد بیٹھ جاتے
 تھے۔ اس لیے کہ بستی کے سارے کتے جان گئے تھے کہ یہ کتا ہمارا پیر ہے۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ کتے افسوس کی بات ہے کہ کتے تو اپنے پیر
 کو پہچانتے ہیں لیکن آجکل کے بد عقیدہ مولوی پیران پیر کو نہیں پہچانتے اور ان اولیاء
 اللہ کو غار کار راستہ خدا تعالیٰ نے خود بتایا تھا اور اللہ کریم نے پیران کی اس انداز
 سے حفاظت کی کہ سوزج کے طلوع و غروب کے وقت ان کے دائیں اور بائیں

جانب سے گزر جاتا ہے تاکہ وہ گرمی اور سردی سے محفوظ رہیں —
وَلَقَبْتَهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ ذَاتَ الشِّمَالِ -

اور جب وہ ایک طرف لٹے لٹے تھک جاتے تو خداوند کریم خود ان کی کروٹیں
بدلتا رہتا —

ایلیٰ حضرت جناب شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں استاذی المکرم حضرت
سید محمد نعیم الدین صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کنز الایمان میں لکھا ہے۔
کہ اصحاب کہف کے اسمائے گرامی کا تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھا جائے تو مندرجہ
ذیل فوائد حاصل ہوں گے —

① - سفر میں مال و جان کی حفاظت -

② - قیدیوں کی رہائی -

③ - کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں ڈالیں تو آگ بجھ جائے گی۔

④ - دریا میں کشتی غرق نہیں ہوگی۔

⑤ - بھاگا ہوا شخص واپس آجائے گا۔

⑥ - مکان میں رکھا جائے تو اس میں چوری نہیں ہوگی۔

حضرات محترمہ — دیکھو اور دل و دماغ سے بد عقیدگی کے گرد و غبار کو جھاڑ
کر غور کرو اور آنکھوں سے اولیاء اللہ کے خلاف نفرت و عداوت کی پٹی اتار کر سوچو
کہ — اولیائے کرام کے اسمائے گرامی میں کتنے فیوض و برکات چھپے ہوئے
ہیں اور کس کس مشکل میں اور مصیبت میں کام آتے ہیں —

اور انہی اولیائے کرام کی برکت اور شان و ولایت کے پیش نظر امام الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۹۔ قرآن پاک کے فضائل

میں سورہ الکہف کے متعلق فرمایا: —
 مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ النَّوْرُ
 مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ ————— کہ

جو بھی سورہ کہف کو جمعہ کے دن پڑھے گا اگلے جمعہ تک اس کے
 لئے نور ہی نور ہوگا جس کی نورانی چادر تنی رستی ہے۔

اللہ کی رحمت کی چادر — خدا کی بخشش کی چادر

نور ایمان کی چادر — دین و اسلام کی چادر

حق پرستی — حق گوئی اور حق بینی کی چادر —

تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۷۷ عمدة التحقیق ص ۱۸۶ — حضرت

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابراہیم البعیدی المالکی رحمۃ اللہ

علیہ لکھتے ہیں کہ: —

قرب قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر

تشریف لائیں گے — تو —

فَيَكُونُ حَوَارِيَهُمْ أَصْحَابُ الْكَهْفِ ————— تو —

یہی اصحاب کہف یعنی اولیائے کرام ان کے حواری ہوں گے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ان دونوں مستند روایات

سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کہف یعنی وہ اولیائے کرام قیامت تک زندہ رہیں گے!

اور — ان المہدی اذا خرج یشتمصب —

اصحاب الکہف — کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جب ظاہر

ہوں گے تو اصحاب کہف بھی ان کے ساتھ ہوں گے —

اب میں مزرالی قادیانی جھوٹے۔ کذاب اور مرتدانان سے پوچھتا ہوں
کہ تو کہتا ہے کہ میں ہمدی اور عیسیٰ ہوں۔ تو پھر بتا کہ تیرے حواری اور
مصاحب کون ہیں؟ —

عمدة التحقيق — ان النبي صلى الله عليه وسلم

سَأَلَ رَبِّهِ أَنْ يَرَاهُ أَصْحَابَ الْكَفْرِ —

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خلاوندی میں سوال کیا کہ مجھے
اصحابِ کفر دکھائے جائیں۔

تو جواب آیا —

انك لَنْ تَرَاهُمْ فِي دَارِ الدُّنْيَا —

کہ آپ اس دنیا میں انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

ہاں البتہ۔ جس غار میں وہ آرام فرما رہے تھے، اپنے چار اصحاب کرام
کو وہاں بھیج کر ان کی اطلاع پالو۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق۔
حضرت عمر فاروق۔ حضرت علی اور حضرت ابوذر غفاری رضوان اللہ علیہم اجمعین
کو اس سلسلے میں تیار کیا گیا۔ اور —

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عرض کی یا اللہ پاک میرے اصحاب کرام
کو تو اس پہاڑ کی غارتگ جملے کا راستہ نہیں معلوم۔

تو جواب آیا —

فَأَمْرٌ رِيحٍ سُلَيْمَانَ — کہ حضرت سلیمان کی ہوا کو

حکم دیں کہ وہ انہیں غارتگ پہنچا دے۔

ادھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کو حکم فرمایا۔ تو ادھر اللہ تعالیٰ
نے ہوا سے فرمایا۔

أَنْ تَطِيعَكَ — کہ میرے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کر اور
محبوب کے اصحاب کرام کو غارت تک پہنچا دے —

تو ہوانے اپنی دوش پر انہیں اٹھایا اور —

فَانْطَلَقَتْ اِلَى بَابِ الْكَهْفِ —

غار کے دروازہ تک پہنچا دیا —

فَلَمَّا دَنَوْا مِنْ الْبَابِ قَلَعُوا مِنْهُ حِجْرًا —

جب اصحاب کرام غار کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے غار کے منہ کے
آگے سے اس پتھر کو ہٹایا جو دقیانوس ظالم و جابر بادشاہ نے غار کے منہ پر
رکھوا دیا ہوا تھا کہ یہیں بھوکے پیاسے اور سانس گھٹنے سے مرجائیں گے مگر
وہ ظالم نہیں جانتا تھا کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم اور نہ یہ کھانے
پینے کے محتاج ہیں اور نہ ہی دم گھٹنے کے وہ مرنے کی فکر سے بھی آزاد ہیں۔
کیونکہ ان کا نگہبان اللہ خود ہوتا ہے اور ان کی حفاظت بھی خود کرتا ہے۔
امداد المشاق ص ۱۱۳ — مولینا اشرف علی تھانوی۔

”فقر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے۔“

فَقَامَ الْكَلْبُ يَنْبِيعُ عَلَيْهِمْ — صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کو دیکھ کر کتا کھڑا ہو گیا اور بھونکنے لگا —

ایک چوکیدار یا کسی پہرہ دار کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ رات کو کسی شوک

اور اجنبی آدمی کو دیکھ کر شور مچائے اور اس آدمی سے پوچھے کہ وہ کون ہے؟

کہاں سے آیا ہے اور کس کے پاس جانا ہے اور رات کو اوہرا دم کیوں پھر

رہا ہے! اگر کوئی چوکیدار کو معقول جواب دے دے تو بہتر ورنہ پولیس کے

حوالے —

یہ اصحاب کرامؑ اس پہرے دار کتے کے لئے اجنبی تھے اس لئے وہ بھڑکا اور جب کتے کو پتہ چلا کہ یہ تو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور صحابہ کرام ہیں تو اس نے گردن جھکا دی اور دم ہلا ہلا کر عقیدت کا اظہار کرنے لگا۔ اور پھر کتے نے اشارہ کیا کہ غار کے اندر چلے جاؤ تو پھر اصحابِ رسولؐ غار کے اندر چلے گئے۔

فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ — انہیں سلام کہی۔!
فَقَامُوا — اصحاب کہف بھی تعظیم کی اور کھڑے ہو گئے۔
وَقَالُوا وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ —

اور کہا تم پر اور حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا بھی سلام ہو۔
ثُمَّ جَلَسُوا وَيَتَحَدَّثُونَ — پھر بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔

فَأَمَّنُوا بِمُحَمَّدٍ وَقَبِلُوا دِينَهُمْ —

پھر وہ اصحاب کہف یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے اولیاء کرام، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آپ کے دین کو قبول کر لیا۔

ثُمَّ قَالُوا ابْلَغُوا مِنَّا السَّلَامَ عَلَى مُحَمَّدٍ —

پھر کہنے لگے کہ ہمارا سلام بھی حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا۔

اب آخر میں اولیائے کرام کے وفادار اور پہرہ دار کتے کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھی نسبت کے باعث جو انعام ملا وہ یہ ہے۔ کہ وہ کتا

جس کا نام قسران پاک میں قطیر ہے — فاذا صار على باب الجنة
فمنعه رضوان الجنة —

اور جب وہ کتا جنت کے دروازہ تک ان اولیائے کرام کے ساتھ پہنچے گا
تو جنت کا دربان اسے روک لے گا —

فَيَخْرُجُ النَّادِ دَعْوَةً يَدْخُلُ مَعَهَا وَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهُ
رَوْضَةً فِي الْجَنَّةِ —

تو ہاتفِ غیبی سے یعنی اللہ کریم کی طرف سے آواز آئیگی کہ اس کتے کو اصحابِ
کہف یعنی اولیائے کرام کے ساتھ جنت میں جانے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے
کتے کے لئے جنت میں ایک خوبصورت اور عیشہ مہکنے والا ایک باغ تیار کر رکھا۔
عرض کی گئی یا اللہ — کتا — نہ نمازی — نہ حاجی — نہ کوئی نیکی
نہ کوئی اچھا عمل — نجس اور ناپاک پھر اس کتے کے لئے جنت میں باغ ؟
جواب آیا — ہاں — ایسے کہ اسے نہ دیکھے، اس کے
نسبت دیکھے ! —

اس مسلمہ حقیقت کے پیش نظر ما جزاء سید افتخار الحسن زبیدی کا پس

کہتا ہے کہ :-

نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں ہے !

دنیا کے تمام مشروبات مشرقی ہوں یا مغربی یعنی کوکا کولا سے لیکر پیسی کولا

سیون اپ — جام شیرین — روح افزاء اور حافظ شفا خانہ کا شربتِ مفرح، ان

کے لئے حکم یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے جائیں یہاں تک کہ عام پانی بھی —

لیکن آبِ زمزم کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے کھڑا ہو کر اور قبلگی۔

طرف منہ کر کے پینا چاہیے حالانکہ سب مشروبات ایک ہی جیسے ہوتے ہیں لیکن
 آب زمزم کے لیے یہ انوکھا اور زراہ حکم کیوں ہے؟ اس لیے کہ اس کی نسبت
 حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک سے ہے کہ جب بچپن میں اسماعیلؑ
 اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کو مکہ مکرمہ کے صحرا بے آب و گیاہ ریگستان
 اور صفا و مردہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ابراہیم علیہ السلام اکیلے چھوڑ کر چلے
 گئے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شدت پیاس میں تڑپتے ہوئے اپنی اڑیاں
 پتھر پر رگڑیں تو نیچے سے آب زمزم کا چشمہ نکل آیا تھا۔

بس اسی نسبت کے لحاظ سے آب زمزم کو کھڑے ہو کر اور قبلہ کی طرف منہ

کر کے پینے کا حکم ہے۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ :-

نسبت اچھی ہو تو اس کا حکم بھی بدل جا رہا ہے !



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَاتِبِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یعنی — حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا بھی ابھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا — اور اس بھیڑیے کا ذکر بھی قرآن مجید میں ایمان افروز اور دلکش انداز میں موجود ہے — جس کی تفصیل اور تفسیر کچھ اس طرح ہے —

حضرت یوسف علیہ السلام کو سنہری خواب میں چاند — سورج اور ستاروں نے سجدہ کیا جب ان کا پتہ اس کے بھائیوں کو لگا تو وہ نفرت و عداوت کی آگ میں جل اٹھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف حسد و بغض کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا — اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا کر منت و سماجت کر کے اور کئی طرح کے جیلوں بہانوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا یقین دلا کر سیر کرانے کے بہانے کندھوں پر اٹھا کر جنگل میں لے گئے پھر ظلم و ستم پر اتر آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو مارنا پینا شروع کر دیا۔ مگر یہودا کے بچھانے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھیرے کنوئیں میں پھینک کر

ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض مبارک ڈبو کر اور رنگین کر کے عشاء کے وقت روتے پیتے باپ کے پاس آگئے۔ میری مشہور زبانی کتاب "ماہ کنعان" میں پوری تفسیر کے ساتھ یہ ذکر موجود ہے، یہاں مختصراً طور پر یہ بتانا مقصود ہے کہ جنگل کا ایک خوشخوار درندہ کونسی اچھی نسبت کے باعث جنتی بن گیا۔

بیٹے قریب آئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اپنا محبوب بیٹا نور نظر بیٹا۔ سخت جگر۔ دل آقرار اور ضعیفی کا سہارا بیٹا یوسف علیہ السلام نظر نہ آیا تو پوچھا۔

ایسے یوسف — کہ میرا بیٹا یوسف کہاں ہے ؟

مولوی غلام رسول مرحوم اپنے الفاظ میں یوں لکھتے ہیں کہ —
 یوسفؑ کتھے دسرے نائیں میرا نور خزانہ
 وچہ تسان او شمع نہ دسری دل جس دا پروانہ
 تو۔ بیٹوں نے اپنے والد کے کئی سوالوں کا ایک ہی جواب دیا۔
 فَآكَلَهُ الذِّئْبُ

کہ — اے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ (القرآن)

بیٹوں نے کہا کہ ہمارے پاس یوسفؑ کی قمیض خون میں ڈوکی ہوئی
 ہمارے پاس موجود ہے !

فَقَالَ آيِنَّ الْقَمِيصِ

فرمایا۔ وہ قمیض کہاں ہے۔ ؟

بیٹوں نے وہ پیش کر دی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ خون الود قمیض پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھی اور رو دیئے یہاں تک کہ ان کا چہرہ مبارک قمیض پر لگے خون سے رنگین ہو گیا۔ اور وہ بول اُٹھے —

کہ اللہ کی قسم ہے میں نے آج سے پہلے کوئی ایسا رحیم بھیڑیا نہیں دیکھا کہ جس نے میرے بیٹے یوسف کو کھایا مگر قمیض نہیں بھاڑی —

ان درد بھرے الفاظ کو جناب دائم اقبال صاحب مرحوم نے اس طرح

بیان کیا ہے —

ہتھ پکڑ قمیض رنگ دار خونی بنی سچ دا قول پکارا اے
خون اپنا خون پچھان بسندا ایہہ خون تیس یوسف دلدار دا ہے
اوہ گرگ دی کیڈا رحیم میسی جامہ نال پیرا تار دا اے
کھا گیا یوسف سر پیر تاہیں اے پر کڑتے فون دند دنا مار دا اے
چیرے بدن نوں لوے سچا کڑتے ایہہ کم نیس گرگ حو مخوار دا اے
مینوں مگر سازی نظر آوندی اے تے فریب کے فسریب کار دا اے
قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا نَأْتِي بِكَ الذِّمْبِ

بیٹوں نے جواب دیا — ابا جان ہم اس بھیڑیے کو پکڑ کر لے آتے

ہیں

قال نعم — فرمایا۔ ہاں! وہ بھیڑیا پکڑ کر ضرور لاؤ — اور بیٹے

جنگل سے ایک بوڑھا سا بھیڑیا پکڑ لائے — اور اس کے دانت توڑ

ڈالے تاکہ باپ کو یقین ہو جائے کہ اس بھیڑیے نے ضرور میرے یوسف کو

کھایا ہوگا — !

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھڑیے کی گفتگو - تفسیر کنزالایمان -
 نزہت المجالس جلد ۱ ص ۱۵ - علامہ عبدالرحمن صفوری - احسن القصص ص ۴۹
 امام غزالی - تفسیر منہجی جلد ۵ ص ۱۲۲ -

بیٹوں نے جب زنجیروں سے باندھ کر بھڑیے کو باپ کے سامنے پیش کیا تو
 تو باپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا -

يَا أَيُّهَا الذِّئْبُ بِسْمَا مَا فَعَلْتَ حَيْثُ أَكَلْتَ وَجْهًا كَالْبَدَنِ
 الْمُنِيرِ - کہ

اے بھڑیے تو نے میرے چودھویں رات جیسے چہرہ والے یوسفؑ کو
 کھا بہت بُرا کیا -

مَا رَحِمْتَ عَلَيَّ ذَلِكَ الصَّغِيرِ -

تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا؟ -

وَمَا أَشْفَقْتَ عَلَيَّ الشَّيْخِ الْكَبِيرِ -

اور تجھے میرے بڑھاپے کا بھی خیال نہ آیا؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بھڑیے
 کو قوتِ گویائی عطا ہو گئی!

قَالَ أَكَلْتَ أَنْتَ يُوسُفَ -

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھڑیے سے کہا - کیا تو نے میرے

بیٹے یوسف کو کھایا ہے؟

قَالَ لَا -

بھڑیے نے جواب دیا - نہیں، یعنی میں نے نہیں کھایا!

قَالَ فَاخْبِرْنِي أَوْلَادِي —

فرمایا میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے !

قَالَ — لَا — بھڑیے نے پھر زبان کھولی اور جواب دیا — نہیں

آپ کی اولاد جھوٹ بولتی ہے — !

قَالَ — وَلِمَ قَالَ —

فرمایا تیرے کھانے کی دلیل ؟

بھڑیے نے جواب دیا کہ بھڑیے کا کلام کرنا کرامت ہے — اور

کسی درندے کا کسی انسان کے بچے کے بدن کو کھانا ظلم اور گناہ ہے اور ظالم

اور گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی —

اور اگر میں نے یوسف کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت

ظاہر نہ ہوتی ! —

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لِحُومِ الْأَنْبِيَاءِ حَرَامٌ عَلَيْنَا .

اور بھڑیے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کہی اور پھر حتمی جواب دیا

کہ ہم پر انبیاء کے بدن مبارک کو کھانا حرام ہے !

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر پوچھا !

مِنْ أَيْنَ أَنْتَ !

کہ تو کہاں سے آیا ہے — یا تو کہاں رہتا ہے ؟

بھڑیے نے جواب دیا کہ میں مصر سے آ رہا ہوں اور سرزمینِ شام جا

رہا ہوں ! —

أَطْلُبُ أَخَانِي بِأَرْضِ الشَّامِ — لِنَبِيٍّ بَهَائِيٍّ كَيْ تَلَّاشَ فِي — !

اور مجھے سترہ دن ہو گئے ہیں بھائی کی رانی کے لئے سفر کر رہا ہوں اور اتنے دنوں سے میں نے کچھ نہیں کھایا۔ ! —

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھڑیئے سے پھر پوچھا؟ —

اے بھڑیئے تجھ کو میرے بیٹے یوسفؑ کی خبر ہے؟ —

جواب دیا — ہاں !

قَالَ اخْبِرْنِي بِهِ — کہ مجھے اس کی خبر دے دے۔

قَالَ — التَّمَامُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ —

جواب دیا کہ چنانچہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ !

اور مجھے بھڑیوں نے خبر دیا ہے کہ وہاں کے بادشاہ نے میرے بھائی کو

پکڑ لیا ہے اور کل اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ !

قَالَ — اَنَا اشْفَعُ فِي اخِيكَ عِنْدَ الْمَلِكِ —

فرمایا کہ میں تیرے بھائی کی رانی کے لئے وہاں کے بادشاہ سے سفارش

کروں گا۔ ! —

قَالَ — اَنَا اسْأَلُ رَبَّكَ اَنْ يَجْمَعَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ يُوْسُفَ —

بھڑیئے نے عرض کی کہ میں بھی رب سے سوال کروں گا کہ آپ کا اور آپ کے

بیٹے یوسفؑ کا ملاپ ہو جائے۔ !

اور اللہ تعالیٰ کی قسم — مَا رَأَيْتُ وَجْهًا ابْنِكَ قَطُّ —

میں نے آج تک آپ کے بیٹے کی صورت پاک نہیں دیکھی۔

قاریینِ کرام ! — صاحبزادہ سید افتخار الحسن زبیدی کہتا ہے کہ —

بھڑیئے نے تین جواب دیئے اور تینوں ہی حقائق پر مبنی ہیں۔ —

پہلا: — مَحْمُودُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْنَا حَرَامٌ —

کہ ہم پر انبیاء کرام علیہم السلام کا بدن مبارک کھانا حرام ہے!

مولوی غلام رسول مرحوم نے پنجابی کا رنگ دے کر اسے اور بھی رنگین بنا دیا ہے کہ

ع- آتش، آب، درندیاں ہر شے مٹھوں حکم ربانا
پیغمبراں دا بدن مبارک روانیساں اسان کھانا

حضرات گرامی — غور کرو تو مولوی غلام رسول نے بھڑیے کی خوب ترجمانی

کی ہے کیونکہ اگر آگ پر کسی نبی کے بدن مبارک کو جلانا جائز و حلال ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فرود کی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے خوبصورت اور گل داؤدی کے پھولوں کی گلزار نہ بن جاتے! — اور اگر پانی پر کسی نبی کے بدن مبارک کو ڈوبنا

حلال ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی دریائے نیل کی طوفانی لہروں نے نکل کر فرعون کے شاہی محلات میں نہ پہنچ جاتے!

اور اگر جنگل کے درندوں پر کسی نبی کے بدن مبارک کو کھانا درست اور

جائز ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے تخت و تاج کے وارث نہ بنتے!

اور آتش — آب اور درندے تو رہے ایک طرف انبیاء کرام تو جس مٹی میں

دفن ہوں وہ مٹی انہیں نہیں کھاتی جیسا کہ سید المرسلین علیہ السلام نے فرمایا۔ —

مشکوٰۃ شریف ص — اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْرَمٌ عَلٰى الْاَرْضِ اِنْ تَاْمَلْ

اَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيِّ اللّٰهِ حَىٰ فَيُرْزَقُ —

کہ اللہ کریم نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم مبارک کو کھائے

ہر نبی اپنی اپنی قبر شریف میں زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے!

دوسرا: — میں اپنے بھائی کی رہائی کے لیے مصر سے شام جا رہا ہوں۔

قارئینِ کرام! — جنگل کے ایک خوشخوار بھڑیے کے یہ کہنے میں اور ان الفاظ میں کتنا درد اور کتنا سوز ہے کہ میں اپنے بھائی کی رہائی کے لئے، سفر سے شام جا رہا ہوں اور ان سترہ دنوں کے سفر کے دوران کچھ بھی نہیں کھایا ہے۔

دیکھو — کہ ایک درندہ بھڑیا اپنی نسل کے دوسرے بھڑیے کو بھائی کہہ رہا ہے لیکن یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جنگل کے درندے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر جنہیں قرآن و حدیث نے بھائی بھائی کہا ہے۔ یعنی

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ — یہ ایک دوسرے کے دشمن اور جنگل کے درندے یعنی خوشخوار بھڑیے بن چکے ہیں — ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی پر گولیاں برسار رہا ہے کسی کے سینے میں خنجر پیوست کیا جا رہا ہے۔ کسی کے مکان کو آگ لگائی جا رہی ہے اور کسی مسلمان کے معصوم بچوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے۔

کیا سعودی عرب کی حکومت اور عراق کی حکومت آپس میں مسلمان نہیں ہیں اور کیا شاہ فہد اور صدر صدام حسین اسلام کے رشتہ میں منسلک نہیں ہیں اور ایک دوسرے کیلئے مسلمان نہیں ہیں؟ —

ہیں — اور ہیں — لیکن دونوں کے دل پتھر ہو چکے ہیں۔ اور سینے سیاہ ہو چکے ہیں۔ محبت و الفت کی چادر تار تار ہو چکی ہے اور نفرت و عداوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔

ایک دوسرے کا خون خرابہ — قتل و غارت — فضائی حملے اور ٹینکوں سے گولے برسائے جا رہے ہیں — فرق صرف اتنا ہے کہ صدر صدام کو اللہ و رسول پر بھروسہ ہے اور شاہ فہد کو امریکہ، برطانیہ

فرانس اور اسرائیل کا سہارا ہے۔

صدر صدام حسین نے اپنی مدد کے لئے خُدا و رسول کو پکارا ہے اور
فہد نے امریکہ کو آواز دی اور اب اس کے نتیجہ میں دو اسلامی عرب ممالک تباہی
اور بربادی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔

اللہ کرے، ہمارے وزیر اعظم کا امن مشن کامیاب ہو جائے تاکہ دونوں
مسلمان ریاستیں جنگ بندی کر کے امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔
اسرائیل، بیت المقدس اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے اور امریکہ اپنی
فوجیں واپس لی جائے اور شاہ فہد اور صدر صدام حسین اور دوسری مسلمان
ریاستیں یعنی شارجہ۔ کویت۔ بحرین۔ مسقط۔ ابو ظہبی۔ یمن۔ مصر
شام اور اردن کے حکمران اکٹھے بیٹھ کر ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھ کر اور اسلام
کے رشتہ میں منسلک جان کر کوئی فیصلہ کر لیں کہ جھگڑا کس بات کا ہے اور اس
تصادم کا حل کیا ہے۔

حضرات گرامی۔ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ چونکہ جنگل
کے اس بھیڑیے نے حق اور سچ بیان کرنے کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے
بھائیوں کا مکرو فریب اور ان کے بھوٹے خون کی نشاندہی کرنے کے ساتھ حضرت
یعقوب علیہ السلام کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ آپ کا فرزند یوسف زندہ ہے اور بھیڑیے نے حضرت
یعقوب کو سلام کرتے ہوئے کہا تھا السلام علیک یا بنی اللہ تو مذکورہ بالا کئی نسبتوں
کے باعث اس بھیڑیے کو جنت کا مستحق بنا دیا گیا۔

امام غزالی۔ علامہ صفوری اور افتخار الحسن سچ کہتے ہیں کہ۔

نسبت ایچی ہو تو جنت کا ملنا کوئی مشکل نہیں !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَحُوتٌ يُونُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جناب صحیح امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اور ان دونوں متبحر علمائے کرام کی تحقیق کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی بھی اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائے گی اور یاد رہے کہ اس مچھلی کا ذکر بھی اللہ کریم نے کئی بار کیا ہے اور قرآن مجید اور فرقان حمید میں فرمایا ہے !

مثلاً — پارہ ۲۳ — سورۃ الصافات — آیت ۱۳۹-۱۴۰ اور آگے
وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ — إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ —
فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ —

ترجمہ اعلیٰ حضرت — بیشک یونس پیغمبروں میں سے ہیں — جبکہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا! — تو غسر ڈالا تو ڈھکیلے ہوؤں میں سے ہوا! —
فَالْتَقَتْهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُسْلِمٌ

پھر اے مچھلی نے نکل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا!
تفسیر کبیر — جلد ۵ ص ۱۱ — تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۱۹ —
ترجمہ اعلیٰ حضرت ص ۱۱۱ — تفسیر خزائن العرفان — صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

موصل شہر کے قریب ایک بستی کا نام تھا نینوا۔ لوگوں کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوگی

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَنْبَغُونَ !
 وہ لوگ بتوں کی پرستش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی گمراہی و ضلالت میں بری طرح لٹھڑے ہوئے تھے، کفر و شرک کے اندھیروں میں گم تھے۔ اور جب ان لوگوں کی بت پرستی حد سے بڑھ گئی اور ان کی عیاشیوں اور فحاشیوں کی انتہا ہو گئی اور ان کے کفر و شرک کے اندھیروں اور زیادہ گہرے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو انہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور اسلام کی روشنی کی طرف لانے اور ان کی بت پرستی کے جہال کو توڑنے اور ایک خدا تعالیٰ کی عبادت کا درس دینے اور انہیں عیاشی و فحاشی اور ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں سے نکال کر نیکی و شرافت اور رشد و ہدایت کے نور کی طرف لانے کے لئے بھیجا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کو دن رات توحید و اسلام کی دعوت دی۔

دَعَاهُمْ إِلَى التَّوْحِيدِ أَرْبَعِينَ سَنَةً

اور انہیں چالیس سال تک توحید و اسلام کی دعوت، نیکی و شرافت، کادرس اور حق و شرافت کا پیغام دیتے رہے۔ اور کفر و شرک کی دیواروں کو پاش پاش کرتے۔ ایمان کی چار دیواری میں پناہ گزیں ہو جانے پر زور دیتے رہے۔ مگر ان لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی کسی بھی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور آپ کی تکذیب ہی کرتے رہے اور آپ کی تبلیغ کو رد کرتے رہے۔

آخر کار حضرت یونس علیہ السلام نے تنگ آکر انہیں اللہ کے دروزناک عذاب کی علامات بھی بتا دیں۔ کہ

پہلے سیاہ بادل چھا جائیں گے اور پھر کالا دھواں چھا جائے گا۔ اور پھر تم دروزناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

ان بت پرستوں اور دن رات عیاشی و فحاشی کی لعنت میں گرفتار لوگوں میں سے چند ایک نے کہا کہ یونس کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔ یہ بھی بات ضرور سچ ثابت ہوگی۔ صبح دیکھیں گے۔ انہوں نے کہا، اگر وہ شہر میں موجود ہوئے تو عذاب نہیں آئے گا اور اگر حضرت یونس شہر سے نکل گئے تو عذاب ضرور آئے گا۔

جب صبح ہوئی تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو غائب پایا۔ پھر انہیں خوب اچھی طرح انہیں تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔

بات یہ ہوئی کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی گمراہ قوم کو خدا کے عذاب اور اس کی علامتیں بتانے کے بعد عذاب الہی کا انتظار کرتے رہے اور جب عذاب الہی کی علامت ظاہر نہ ہوئی تو وہ ایک رات شہر نینواس سے نکل کر بحرِ قلزم کو عبور کرنے کیلئے ایک کشتی پر سوار ہو گئے۔

مگر جو نہی کشتی دریا کے دریاں میں گئی تو چلنے سے رک گئی۔

ملاحوں نے اپنے طور پر بڑی کوشش کی مگر کشتی آگے نہ چلی۔ تو ملاحوں نے کہا کہ آج اس کشتی میں کسی آقا کا غلام جو کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کشتی میں سوار ہو گیا ہے اور ایسی صورت میں ہماری کشتی نہیں چلا سکتی۔

چونکہ ایسے غلام کا بھی ظاہری طور پر پتہ کرنا مشکل تھا اسلئے ملاحوں نے

تین بار قرعہ اندازی کی تو تینوں بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام ہی نکلا۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے عوام کی ذریدہ نگاہوں سے بچنے کے لئے بحرِ قلزم میں خود چھلانگ لگا دی یا ملاٹھوں نے انہیں غرق کرنے کی غرض سے دریا میں پھینک دیا۔!

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کنز الایمان میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام نے اقرار کیا کہ وہ اپنے آقا سے بھاگا ہوا غلام ہے تو انہیں دریا میں ڈال دیا گیا، کیونکہ اس زمانہ کا یہی دستور تھا کہ ایسے بھاگے ہوئے انسان کو کشتی چلنے کے لئے دریا میں غرق کر دیا جاتا تھا۔

قارئینِ کرام! ————— اب ذرا حضرت یونس علیہ السلام کے اعجازِ نبوت اور اللہ کریم کی قدرت کا تماشا دیکھو کہ یمن کے کسی دریا کی مچھلی کو حکم ہوا کہ فوراً اور ایک آن واحد میں بحرِ قلزم میں جا کر میرے پیارے اور مخلص پیغمبر کو اپنے منہ میں نگل لو۔ اور اپنے پیٹ میں اسے محفوظ رکھو۔

اور ہاں ————— یاد رکھنا۔

إِنِّي لَمَّا أَجَعَلُهُ لَكَ رِزْقًا وَلَكِنْ جَعَلْتُ بَطْنَكَ لَهُ دَعَاءً

کہ میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تیرے لیے خوراک نہیں بنایا۔

لیکن تیرے پیٹ کو ان کے لیے پناہ بنا دیا ہے۔

فَلَا تَكْسِبُ مِنْهُ عَظْمًا — وَلَا تَقْطَعِي مِنْهُ وَصْلًا —

اور میرے پیغمبر علیہ السلام کی ہڈی اور کوئی ناری تک نہ کٹنے پائے۔

اور پھر اس طرح حضرت یونس علیہ السلام چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔

و آں ماہی ہفت دریا را بگذشت!

اور پھر وہ مچھلی ساتوں دریاؤں میں پھرتی اور تیرتی رہی۔ اور اللہ کریم نے مچھلی

کو ایک صاف و شفاف آئینہ بنا دیا تاکہ حضرت یونس علیہ السلام دریاؤں کے عجیب و غریب نظاروں سے لطف اندوز ہو سکیں۔

اور اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں دن رات اللہ کا ذکر پاک خدا کی حمد و ثنا اور صبح و شام باری تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تسبیح کے کلمات طیبات یہ تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

اور پھر قرآن پاک میں اللہ کریم نے حضرت یونس علیہ السلام کو ذالنون بھی فرمایا ہے یعنی مچھلی والا! اور پھر خداوند قدوس نے اس مچھلی کی قسم بھی کھائی۔

ن — والقلم

قسم ہے مجھے مچھلی کی! —

تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۸۳ — النون هو السمكة ومنه ذكر

یونس مثلاً — وَذَالنُّونِ !

کہ مچھلی سے وہ مچھلی مراد ہے جس سے حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر و البتہ!

وَإِنَّهُ قَسَمَ اللَّهُ بِالنُّحُوتِ الَّذِي أَحْتَسِبُ يُونُسَ فِي بَطْنِهِ۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کی قسم کھائی ہے جس نے اپنے پیٹ میں

حضرت یونس علیہ السلام کو رکھا اور پھر کمال اور اس مچھلی کی عظمت ملاحظہ ہو کہ

اللہ تعالیٰ اس انعام کے بدلہ مچھلی کو بغیر ذبحہ کے حلال قرار دے دیا!۔

تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۴۲۸ — فَكَرَّمَهُ اللَّهُ ذَلِكَ

النُّحُوتِ بِأَنْ أَقْسَمَ بِهِ وَأَحَلَّ جِئْسَهُ مِنْ غَيْرِ ذِكَاةٍ۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کی والدہ ماجدہ کو نعوذ باللہ کافرہ اور جہنمی کہنے والے بے ادب و گستاخ لوگو! جس مچھلی کے پیٹ میں اللہ کا ایک پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہیں وہ مچھلی تو قیامت تک کے لئے چھری کے عذاب سے محفوظ رہے اور جس بطن مادر مبارک میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نو مہینے تک رہیں وہ ماں جہنم کی آگ سے کیوں محفوظ نہیں رہ سکتی۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے تین سوالات ایسے کرنا چاہتا ہوں جن کے جوابات نبی کے سوائے اور کوئی بھی آدمی نہیں جانتا۔ کہ

۱۔ قیامت کی پہلی نشانی کونسی ہے؟ اور

۲۔ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اور

۳۔ کبھی کوئی بچہ باپ پر ہوتا ہے اور کوئی ماں پر؟

قَالَ فَاخْبِرْنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ الْفَأُ

مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی وقت مجھے حضرت جبریل علیہ

السلام نے خبر دی ہے۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسے نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کو جواب آتے نہیں تھے بلکہ ایسے کہ اگر کوئی سوال کرے تو جواب خدا تم یا

حضرت جبریل علیہ السلام دیں گے۔

قارئین کرام! کتاب کے موضوع کے اعتبار سے کہ

”نسبت اچھی ہو تو جنت کاملنا مشکل نہیں!۔ اور پھر ابوالحامد

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کے پیش نظر جو آدمیوں کی جنس کے علاوہ اللہ کی مخلوق جنت میں جائے گی، ان میں حضرت یونس علیہ السلام کی پھلی بھی شامل ہوگی۔ اسیلئے میں نے حضرت یونس علیہ السلام اور پھلی کے واقعات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ذرا، تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ خدا تعالیٰ کی کرشمہ سازیاں بیان کر دی ہیں۔ یعنی پھلی کو حکم ہونا کہ میرے برگزیدہ پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں نکل لے۔ مگر اس کی ہڈی اور پھلی نہ ٹوٹنے پائے۔ اور میں نے اسے تیرے لیے خوراک نہیں بنایا بلکہ ابگینہ بنایا ہے تاکہ میرا یونس علیہ السلام سات سمندروں کے عجائبات اور میری پانی کی مخلوق کا نظارہ کر سکے!۔

حضرت گرامی — اور حضرات یونس علیہ السلام نے کشتی میں سے بحرِ قلزم میں پھلانگ لگا دی اور ادھر آپ کی قوم نے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے پھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کیا کیا؟

اب اس کی تفصیل سنئے — کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور کس طرح نافرمان۔ عیاش اور بت پرست قوم کو بخش دیا — معاف کر دیا۔ اور جہنمی لوگوں کو جنتی بنا دیا۔

درویش لاہوری علامہ اقبالؒ نے سچ کہا ہے! **ع**

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے جن لئے

قطرے جو تھے میرے سب سے سرقِ افعال کے

اور سید وارث شاہ مرحوم بھی اس شعر میں کتنا ذوق اور لطف

پیدا کرتے ہیں — کہ

لکھاں ہین پہاڑ زمین اندر پر رقبہ کے دائیں کوہ طور جیہا
 وارث شاہ جیہا گنہگار کوئی نہیں تے بخشہا نہیں رب غفور جیہا
 اور مراد شاہ وارثی نے بھی خدا کی رحمت کا اظہار کرتے ہوئے
 خوب کہا ہے کہ ص

اے میرے مولا میں تیرے رستاروں میں ہوں
 تجھ سے اک دن پھول لوں گا ایلے خاروں میں ہوں
 عرض کی میں نے کہ مولا میں گناہ گاروں میں ہوں
 بول اٹھی رحمت نہ گبھرا میں مدوگاروں میں ہوں
 آخر میں صاحبزادہ سید افتخار الحسن عرض کرتا ہے - ص
 رحمت رب دی جوش بی مار دی اے
 اج کون ایڈا گناہ گار آیا

رولا پے گیا حشر میدان اندر
 اوہ افتخار آیا اوہ افتخار آیا
 پارہ - ۱۱ - سورۃ یونس - لَمَّا مَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ
 الْعَذَابَ الَّذِي فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا -
 اور پھر جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان پر سے ذلت اور رسوائی
 والاعذاب اٹھایا

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی نافرمان اور نیت پرست قوم سے یہ
 کہا تھا کہ اگر تم نے میری پیش کردہ دعوت و ہدایت کو قبول نہ کیا تو چالیس دن کے
 اندر اندر، توحید اور حق پرستی قبول نہ کرنے کی صورت میں ذلت اور رسوائی والاعذاب

نازل ہو جائے گا۔

فَلَمَّا مَضَتْ خُمْسٌ وَثَلَاثُونَ لَيْلَةً ظَهَرَ فِي السَّمَاءِ غَيْمٌ أَسْوَدٌ
شَدِيدٌ السَّوَادِ فَظَهَرَ مِنْهُ دُخَانٌ شَدِيدٌ —

پس جب ۳۵ دن اور راتیں گزر گئیں تو عذاب کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع
ہو گئیں۔ آسمان پر کالے بادل۔ سیاہ دھواں اور ہلاکت خیز آندھی۔
فَخَرَجُوا إِلَى الصُّحُورِ — وَفَرَّقُوا بَيْنَ النَّسَامِ وَالصَّبِيَّانِ
تو عذاب الہی کو آنا دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت یونس علیہ السلام
نے سچ کہا تھا تو بھروسہ ہو سیدہ کپڑے پہن کر۔ بال بکھیر کر اور چہروں پر خاک
ل کر صحرا میں چلے گئے۔

فَخَنٌّ وَكَثُرَتِ التَّضَرُّعَاتُ وَأَظْهَرَ وَالْإِيمَانَ وَالتَّوْبَةَ
تَضَرَّعُوا إِلَى اللَّهِ وَكُشِفَ عَنْهُمْ الْعَذَابَ —

اور بھروسہ اپنے گناہوں۔ بت پرستی اور اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ
پیغمبر کی پیش کردہ ہدایت کو ٹھکرانے پر گریہ کرنا اور رونے لگے
یونس علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور کثرت کے
تھکر گریہ زاری کرنے لگے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے۔ بس تو اللہ
ہم نے ان پر سے عذاب کو مٹا دیا اور اپنی رحمت و بخشش کے دروازے ان
ہول دیئے۔

ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ تمام گناہ معاف ہو گئے اور حضرت یونس علیہ
سلام کی نافرمان قوم۔ جو بت پرستی۔ عیاشی و مخاشی کے جال میں پھنسی قوم
رف پچی توبہ کرنے اور معافی مانگنے پر جہنم سے نکال کر جنت کا وارث بنا دیا گیا۔

وَقِيلَ خُذْ جُؤاٰلِی شَیْءٌ مِّنْ بُقِیَّةِ عُلَمَآءِهِمْ وَقَالَوْا قَدْ نَزَلَ
بِنَا الْعَذَابُ عَنْهُمْ

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے اپنے علمائے کرام کے پاس گئے
علماء کرام کی نشان

انہوں نے علماء کرام سے کہا کہ ہم پر عذاب

نازل ہونے والا ہے اس رسوائی اور ذلت والے عذاب سے بچنا کارا حاصل کرنے
اور ہماری توبہ قبول ہو جانے کے لئے کوئی راستہ دکھا دیں یا کوئی وظیفہ بتا دیں۔

تو ان علماء کرام نے ان کو مندرجہ ذیل وظیفہ بتا دیا:۔

قَالَوْا يَا حَسْبُ حَسْبُ وَيَا حَسْبُ الْمَوْتِ وَيَا حَسْبُ

تاریخ سے کرام!۔ دیکھا آپ نے اور غور کیا آپ نے کہ حضرت یونس علیہ
السلام کی بت پرست اور نافرمان قوم نے بھی توبہ کرنے سے پہلے اپنے علماء کرام
سے توبہ و استغفار کے لئے رجوع فرمایا اور ان سے توبہ قبول کروانے کا وظیفہ
حاصل کیا

حضرات گرامی! تفسیر کبیر کے اسی حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور اور ہر
زمانہ میں ہر قوم، خدا تعالیٰ سے اپنے گناہ معاف کروانے اور اللہ کی طرف سے نازل
ہونے والے عذاب سے بچنے اور بچنا کارا حاصل کرنے کے لئے اپنے علماء کرام سے
رجوع کرتے رہے ہیں اور ان سے وظیفہ سیکھتے رہے ہیں۔ — لیکن
افسوس ہے کہ آج کی دنیا میں خصوصاً پاکستان میں حضرات علماء کرام کا نہ تو
کوئی احترام ہے اور نہ ہی کوئی پاسِ ادب۔ — بلکہ ہمارے عوام نمازیں بھی
انہی علماء کرام کے پیچھے پڑھتے ہیں، جمعے بھی اور عیدیں بھی۔ مرنے کے بعد ان

کا جنازہ بھی علمائے کرام ہی پڑھتے ہیں بلکہ بعض بستیوں میں تو غسل میت دینا بھی علمائے کرام کے ذمہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود علمائے کرام کا احترام نہیں کیا جاتا اور انہیں نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی عالم دین الیکشن میں کھڑا ہو جائے تو اسے ووٹ بھی نہیں دیتے۔ اگر یہاں نہیں ہے تو پھر پچھلے الیکشن میں مقبول عرب و عجم خطیب صاحبزادہ سید بشیر حسین شاہ صاحب حافظ آبادی کیوں کامیاب نہ ہوئے اور مولانا صاحب نوری کیوں شکست کھا گئے اور مولانا سید حامد علی شاہ صاحب کاظمی مان والے کیوں نہ جیت سکے۔ اور اسی طرح مولانا سید پیر محمد یعقوب شاہ صاحب فن پھالیہ کیوں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور شیخ الحدیث مولانا یالکوٹی دامن ووٹوں سے کیوں نہ بھر گیا! اور اس الیکشن میں جناب علامہ ہر القادری کا ایک امیدوار بھی کامیاب نہ ہو سکا اور نہ ہی محدث پاکستان کا مت جگر جناب حاجی فضل کریم صاحب فیصل آباد سے کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر ان علمائے کرام کے ہاتھ پاؤں چومے جاتے ہیں یا ان کے حق میں نعرے بلند کئے جاتے ہیں اور یا کسی جلسہ میں ان کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے تو یہ ایک مکارانہ چال اور دھشیانہ منافقت ہے۔

اور یہی امیر اور سرمایہ دار لوگ اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی پر اور الیکشن لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر جس عالم دین نے کسی جوڑے کو نکاح کے من میں باندھ کر دولہا پر بیوی کو حلال کر دیا، اسے نہ کپڑوں کا جوڑا اور نہ کوئی قبول اور با احترام نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: —————

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

کہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والی جماعت علماء کرام کی ہے۔
اور پھر فرشتوں کے مقابلہ میں اللہ کریم نے ایک عالم دین یعنی حضرت آدم علیہ
السلام کے سر پر اپنی خلافت کا پہنری تاج رکھ کر نسل انسانی کی نمائندگی۔ عوام
کی سیادت اور اپنے بندوں پر سرداری کا متحق بنانے کے ساتھ ساتھ نبوت
کے پتے موتیوں کا مار بھی ان کے گلے میں پہنا دیا۔

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

النُّظْمُ إِلَىٰ وَجْهِ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ

کہ علماء کرام کے چہرہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے !

بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "ہیر" میں لکھا ہے
کہ جب قاضی شمس الدین مرحوم کو میر کاکا کاح سید اکھڑے کے ساتھ پڑھانے
کے لئے بلایا گیا تو میر اور قاضی کے درمیان بہت سے سوال و جواب ہوئے
اور اس مکالمہ کے آخر میں، میر نے ایک فیصلہ کن بات کہی۔

پوے قہر خداوا جھوٹیاں تے لغت ربدی اے کا ذہن قاضی

مونہوں بول اولڑے بولنا ایں دے توں روہوں مشرکین قاضی

رانجھے رب دے وچہ جے و تھہ جاناں جے عشق کیوں ڈھین قاضی

حسن چاکراتے جلوہ ذات ربی، میر دیکھیا نال یقین قاضی

رانجھا دید شہید حسین مینوں

کھیرا شمر یزید لعین قاضی

اور

تو ہی سہرا یہ سوال سنکر قاضی صاحب غضبناک ہو گئے اور میر کو جواب دیا۔

نال عالماں وے ساناواں بولنی اے
 نامعقول۔۔۔ مجہول۔۔۔ مرتدا میرے
 دیکھن عالماں دا زیارت نبی دی اے
 جیہڑے ہون منکر سوئی روزِ ہیرے
 تینوں شرع شریف دی قدر نا، میں
 لنگ توڑا میں ٹپ نہ حدِ ہیرے
 شرح نبی اتوں جانا کُربان کیتی
 سیس شاہ حسین سدِ ہیرے
 شرح نبی دلوں جیہناں منہ پھیرے
 روزِ حشر ہو سن شکل بدِ ہیرے
 وارث شاہ کی عمل دکھاویں گی توں
 جسدوں پوسی حضور توں سدِ ہیرے

اور پھر مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۵ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔۔۔ ابن ماجہ شریف کے حوالے سے۔ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،۔۔۔
 يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ — کہ قیامت کے دن گنہگاروں کی
 تین تین جماعتیں شفاعت کریں گی۔!

اول _____ الانبياء

دوم _____ العلماء

سوم _____ الشهداء

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ علماء کرام کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے گمراہ لوگو اور علمائے دین کے مقابلہ میں عیاشی امیروں — بدکار سرمایہ داروں کو اور دھوکے باز مکار دولت مندوں کو دوٹو دے کر کامیاب کرانے والے بد فطرت انسانو! اگر قیامت کے دن تمہاری شفاعت نہ کی تو تم جہنم کی آگ میں ایندھن بن جاؤ گے! —

خدا کے نافرمان بندو! کیا علمائے کرام کی یہ غلطی ہے کہ تمہارے گناہ کرنے کے تمام راستے بند کرتے ہیں۔ یہ تمہیں میدھی راہ بتاتے ہیں۔ یہ — اور ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں رشد و ہدایت کے چراغ جلاتے ہیں یہ! اور عیاشی و فحاشی کے ظلمت کدوں سے نکال کر تمہارے لئے نیکی و شرافت کی شمع روشن کر کے تمہیں صحیح راستہ دکھاتے ہیں یہ —

بتاؤ مجھے — کیا ان کی یہ غلطی ہے — کیا یہ ان کا قصور ہے۔ اور ان کی یہ زیادتی ہے — نہیں — اور ہرگز نہیں — تو پھر ان سے نفرت کیوں؟ — ان کی مخالفت کیوں؟ — اور ان سے تمہیں عداوت کیوں؟ —

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر قومی کھیل میں دو ریفری اور دو ایمپائر ہوتے ہیں۔ کھیل ہاکی کا ہو یا کبڈی کا — اور کھیل فٹ بال کا ہو یا کرکٹ کا — کھیل کے میدان میں اگر کسی کھلاڑی سے کوئی غلطی ہو جائے تو ریفری فوراً سیٹی بجا کر اس کھلاڑی کو اس کی غلطی کا یا اسکے فاول کا بتاتا ہے تاکہ وہ محتاط ہو جائے اور آئندہ وہ غلطی نہ کرے اور کھیلوں کی دنیا اور ہر کھیل کے میدان میں ریفری کو سیٹی بجا کر کھلاڑی کو آگاہ کرنا ہوتا ہے اور یہ اس کا حق ہوتا ہے —

تو یہ سوچ کر کہ یہ علمائے کرام کی مقدس جماعت ایک ریفری کی طرح

ہی ہے —————

ان کا حق ہے کہ تمہاری ہر غلطی پر اور تمہارے ہر فاول پر یہ قرآن و حدیث کی سیٹی بجا کر تمہیں خبردار کریں کہ تم فاول کرنا چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا کرنا چھوڑ دو گے تو سیٹی بجانا چھوڑ دیں گے۔!

لیکن پاکستان کے غیر ملکی ایجنٹ اور انگریزی حکومت کے پروردہ امیر زاوے اور خانہ کعبہ پر گولیاں برسانے والے فرنگیوں کے انعام یافتہ جاگیر دار اور لینڈ لارڈ، سردار خان بہادر کے خطاب حاصل کرنے انگریزوں کے بٹھو نواب زاوے اور ٹامیوں کی کاسہ لیبی سے بننے والے دولت مند، قوم اور ملک کو لوٹ کھانے والے سرمایہ دار علمائے کرام کے بارے میں کتنے گھٹیا قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کیوں نہیں شرتے؟

بقول شاعر

شرم تم کو — مگر نہیں آتی

جن علمائے کرام کی ہم توہین کرتے ہیں، نماز میں تو ان کے پیچھے دست بستہ کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ”پیچھے اس امام کے۔“

جو نماز میں تمہارا امام ہو وہ باہر تمہارا کئی کیوں؟ یہ تو انبیاء کا وارث ہے۔ اور پھر کیا یہ خدا تعالیٰ کی نورانی جماعت قابل احترام نہیں ہے کہ ان گندے۔ مندے اور ناپاک لوگوں کے مرنے کے بعد انہیں غسل دے کر پاک و صاف کر کے اور نیا سفید لباس کفن کی صورت میں پہنا کر اور پھر نماز جنازہ میں یہ دعا کر کے — اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَ مَمَاتِنَا —

کہ لے اللہ ہمارے اس مرنے والے کو بخش دے۔۔۔۔۔ یہ اس قوم پر
 علماء کرام کا احسان ہے تو اور کیا ہے۔۔۔ مگر یہ سب جلنے کے باوجود بھی یہ لوگ
 بر ملا کہتے ہیں کہ یہ مولوی لوگ تو ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور وطن کے گلشن کے
 کانٹے ہیں۔۔۔۔۔

کیا پچھلے دنوں امریکہ میں پیدا ہونے والی۔۔۔ برطانیہ میں پڑھنے والی اور انگریزی
 تہذیب و تمدن کے جال میں پھنس جانے والی اور بے پردہ اور بے حجاب اور اسلامی
 جمہوریہ پاکستان کی ذریر اعظم۔۔۔۔۔

بے نظرنے نہیں کہہ دیا تھا کہ ”مولوی سب جھوٹے ہوتے ہیں۔“
 سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چلو یاد رہم کانٹے ہی ہی لیکن یاد رکھو۔ کہ
 جو پچ پوچھو تو کانٹے ہی پھولوں کی حفاظت کرتے ہیں۔۔۔۔۔ جلا گلاب کے خوبصورت پھول
 کے ارد گرد کانٹوں کی ہڈ کیوں؟۔۔۔۔۔

ایسے کہ پھول توڑنے والے گچھیں یا مالی کے دامن کو پکڑ لیں اور الجھنیں۔
 ملک کے چھستان کے پھولویہ علمائے کرام کانٹے ہی ہی۔۔۔۔۔ لیکن
 یہ بھی یاد رہے۔۔۔۔۔

کہ۔۔۔ تم نے خود ہی پھانٹے ہیں پھول ہیں یا کہ کانٹے ہیں۔
 ہار نہیں تو باڑھ بنا لو کانٹے بھی بیکار نہیں
 مطلب یہ کہ اگر کسی کے ظالم ہاتھوں نے اس گلشنِ پاکستان کے پھولوں
 کو توڑنے کی کوشش کی تو یہی علمائے کرام جنہیں تم کم علمی اور جہالت کے سبب کانٹے
 کہتے ہو یہ کانٹے اس ظالم انسان کے دامن سے الگ پڑیں گے۔۔۔ اس کے دامن
 کو بھاڑ دیں گے اور اس کے ہاتھوں میں چبھ کر انہیں زخمی کر دیں گے اور اپنے پاکستان

کے گلشن کے پھولوں کی حفاظت کریں گے اور کسی دشمن کو اس کا پھول توڑنے نہیں دیں گے۔ مگر افسوس کہ ایسے متعصب لوگ علمائے کرام کو نہیں مانتے — عوام تو عوام رہے۔ پاکستان کے جموں اور محبٹرٹیوں نے بھی کہہ دیا تھا کہ ہم مولویوں کے ساتھ بیٹھ کر کام نہیں کریں گے۔

لیکن سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ عجیب حُسن اتفاق ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والا بھی ایک مولوی تھا — یعنی مولانا فضل حق خیر آبادی — ۱۹۲۱ء میں لندن جا کر انگریزوں سے ہندوستان کی آزادی کا پروانہ مانگنے والا بھی ایک مولوی تھا — یعنی مولانا محمد علی جوہر اور پھر سن ۱۹۴۷ء کو قرار دیا گیا کہ پاکستان پیش کرنے والا بھی ایک مولوی تھا یعنی مولانا فضل حق بنگالی اور پھر آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں ہندوستان کے پانچ ہزار علمائے کرام نے پاکستان حاصل کرنے کی خاطر اپنا تین۔ من اور دھن لٹانے کا ہمد کیا تھا اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ کلکتہ کے مسلم ہال میں مولانا تیز الدین — مولانا فرید احمد — ناظم الدین ہروری اور بہادر یار جنگ کی موجودگی میں پنڈت جواہر لعل نہرو — پیٹیل — راجندر پرادو دوسرے مہا بھائی اور کانگریسی لیڈروں کو جواب دیتے ہوئے صاحبزادہ سید افتخار الحسن نے پاکستان کے حق میں پہلی تقریر کی تھی۔

اور ان مسلمہ حقائق کے باوجود بھی یہ گندے لوگ اگر پھر بھی علمائے کرام کے دشمن ہیں تو پھر میں ان سے کہوں گا کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اس پاکستان سے نکل جاؤ۔

قرآن پاک میں ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ —

محبوب — فرادو کہ علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔
یعنی نہیں! — عالم و جاہل کیسے برابر ہو سکتے ہیں —
اور پھر علمائے حق پرست — حق گو — حق بین اور حق شناس علمائے
دین کی اس سے زیادہ اور شان و عظمت کیا ہو سکتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اگر ایک عالم دین کسی بستی کے قبرستان سے گزر جائے تو اللہ تعالیٰ
چالیس دن تک کا عذاب اس قبرستان سے اٹھالیتا ہے۔

جیسا کہ نزہت المجالس جلد ۲ ص ۸۱ میں علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ
نقازانی کی کتاب شرع العقائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —

اِذَا مَرَّ الْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ عَلَى قَرْيَةٍ رَفَعَ اللَّهُ الْعَذَابَ عَنْ
مَقْبَرَتَيْهَا اَرْبَعِينَ يَوْمًا !

حضرت محترم — معاف رکھنا۔ بات سے بات نکلتی گئی اور حضرت یونس
علیہ السلام کی بت پرست اور عیاش قوم، خدا تعالیٰ کے رسوائی اور ذلت کے عذاب سے
اپنے آپ کو محفوظ رکھنے اور اسے توبہ و استغفار سے ٹلنے کا وسیلہ تلاش
کرتے ہوئے اپنے ہی علمائے کرام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔
ان کی چوکھٹ کو بوسہ دیا اور ادب و احترام سے ان کے ہاتھ پاؤں کو جوچم
کر ان سے وظیفہ طلب کیا — راستہ پوچھا اور راہنمائی حاصل کی —
بہر حال علمائے کرام کے وسیلہ تجلیل سے حضرت یونس علیہ السلام کی
نافرمان قوم سے عذاب الہی ٹل گیا —

اس عجیب و غریب کرشمہ سازی کے بعد جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی

قوم میں واپس آگے تو

وحی آمد بوبے فلاں مردِ فحارے را بگو

حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ بستی کے فلاں مٹی کے
برتن بنانے والے کہار سے کہو کہ اس سال کے دوران بنائے گئے تمام
برتنوں کو توڑ کر تباہ کرے۔

ہمہ بشکند و بتلف آرد۔

حضرت یونس علیہ السلام یہ سن کر نہایت غمگین ہوئے اور بارگاہِ خداوندی میں اس
کہار پر اپنی رحمت کے لئے سفارش کی اور کہا۔

بارِ خدا یا رحمت می آید براں مرد کہ

یک سال عمل دے تباہ خواہی کرد۔

کہ۔ اے خدا اس کہار پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے کہ وہ اپنی
سال بھر کی کمائی برباد نہ کر دے!

اللہ تعالیٰ گفتند۔ اے یونس! تجھے اس کہار پر توجہ دے۔

لیکن۔ از بندگان من بخشائے نمودی۔

میرے بندوں کے لئے تو نے کوئی بخشش اور معافی کی کوئی درخواست نہ کی۔

(تفسیر روح البیان جلد ۲۔ ص ۲۱۹)

قارئین کرام!۔ پھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں چالیس دن
تک رکھا انہیں سات مندروں کی سیر کرائی اور ان کے بدن مبارک کو محفوظ رکھا۔ بس ان
اچھی نسبتوں کے باعث وہ پھلی بھی جنت میں جائیگی۔ جناب امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے
پچ فرمایا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دو پیش اسما عیال علیہ السلام

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ اور جناب علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور ان کی تحقیق کے مطابق جس طرح اصحاب الفیل کا ہاتھی — اصحاب کہف کا کتا اور حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ابھی نسبت کے سبب جنت میں جائے گی۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنْبہ بھی ابھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس دُنْبہ کی ابھی نسبت کی تفصیل سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انبیائے کرام علیہم السلام صالحین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں

اور صالحیت کے عظیم مقام سے بھی سرفراز ہیں! —

فَلَا — پارہ ۷ — سورۃ الانعام — آیات ۸۵-۸۶

اسحق — یعقوب — داؤد — ایوب — عیسیٰ — ایسا — علیہم السلام کل

مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعتِ صالحین میں شامل ہے اور یا

پارہ- ۱۷- سورة الانبياء- آیات ۷۰ تا ۷۷
 وَنَجِّنَاهُ لَوْطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ-
 وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ
 وَأَدْخَلْنَا فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ — اور- یا

پارہ- ۲۰- سورة العنكبوت- آیت- ۲۷
 وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ
 وَالْكِتَابَ وَأَتَيْنَاهُ آخِرَ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ
 اور — یا

پارہ- ۱۳- سورة يوسف- آیت- ۱۰۱
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی صالحین کی جماعت میں شامل ہونے
 کی دعا کی تھی —

أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تُوَفِّيْ مُسْلِمًا وَتُحِقِّنِي بِالصَّالِحِينَ
 کہ اے اللہ تو ہی اس دنیا اور اس آخرت میں میرا مددگار ہے — اور
 مجھے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت میں موت دے اور مجھے اپنے صالحین بندوں
 کی مقدس جماعت میں شامل کرے —

اور — یا پھر —
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی صالحین کے پاکیزہ گروہ میں داخل
 ہونے کی دعا کی تھی —

پارہ- ۱۹- سورة الشعرا- آیت- ۸۳
 رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَارْحَمْنِي بِالصَّالِحِينَ —

پارہ ۱۷- سورۃ الانبیاء- آیت- ۸۳- ۸۵
 وَاسْمَاعِيلَ وَاِذْ رَاٰ رَبَّهُ وَذُو الْكُرْسِيِّ وَكُلٌّ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ
 وَاَدْخَلْنَا هُمْ فِي رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ه

اور یا پھر

پارہ ۷- سورۃ الانعام- آیت- ۹۷-
 وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِيْسَٰعَ وَاَيُّوْبَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِيْسَٰعَ وَاَيُّوْبَ وَاِسْمٰعِيْلَ
 اور پھر اسے حسن اتفاق سمجھے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کشف اور
 اعجاز نبوت کہ اپنے لئے دعا کرتے ہیں تو رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَاَلْحِقْنِيْ
 بِالصّٰلِحِيْنَ کہتے کہ یا اللہ مجھے حکم عطا فرما اور مجھے اپنے صالحین کے
 گروہ میں داخل کر لے اور جب اپنے فرزند ابرہم کے لئے بارگاہِ خداوندی
 میں درخواست کرتے ہیں تو

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ .

کہ- اے ربِّ کریم مجھے ایک صالح- نیک- فرمانبردار اور
 والدین کا خدمت گزار اور اطاعت گزار لڑکا عطا فرما دے۔
 اور پھر اس دعا کے نتیجہ اور درخواست کے قبول ہو جانے کی صورت
 میں — فَبَشِّرْنٰهُ بِخُلَامٍ حَلِيْمٍ -
 کہ ہم نے انہیں ایک حلیم الطبع — متحمل مزاج اور بردبار لڑکے
 کی خوشخبری سنا دی

جس کی تفصیل کچھ لوں ہے :-

کہ- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو کی ہو گئی اور حضرت

مائی حاجرہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ایک سو سال کی ہو چکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے — نسل انسانی کے امام ہونے اور حج مبارک کے موذن ہونے اور آذر کے عظیم بت خانہ کو توڑ کر توحید باری تعالیٰ آذان دینے کے باوجود ابھی تک اولادِ زریںہ یعنی لڑکے کی رونق سے دامنِ عالی ہے اور ابھی تک یہ گلشنِ خلیل ایک سدا مہکنے والے پھول سے محروم ہے۔

آخر ایک دن بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کر ہی دی —
رَبِّهِتْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ —

جواب آیا — پیارے خلیل — سو سال کے بعد یاد آیا —
عرض کی مولا تیری رحمت کے خزانہ کی طرف دیکھتا رہا ہوں اور تیری —
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كِي لا زوال اور حقیقی قدرت کا انتظار کرتا
رہا ہوں!

اور جب میں نے دیکھا کہ تیری طرف سے میرے اندھیر نہیں ہے اور
کسی مصلحت کی بنا پر مجھے اولادِ زریںہ سے محروم رکھا جا رہا ہے تو دستِ مولا
دراز کر ہی دیا اور تیرے دربار میں دامن پھیلا ہی دیا —
اور — یا اللہ — میں اس قابل نہیں کہ بچہ پیدا کر سکوں اور نہ ہی بیوی
اس قابل ہے کہ کسی فرزند کو جنم دے سکے۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ مجھے
جو ان کر کے لڑکا عطا کرے گا یا اس عمر یعنی بڑھاپے میں —
اور اگر جو ان کر کے لڑکا عطا کرے تو تیری قدرت کا اظہار ہوگا اور میرے
اعجازِ نبوت میں شمار ہوگا —

حضراتِ محترم — یہ کبھی نہیں کہنی کوئی دعا کرے اور خدا تعالیٰ

قبول نہ کرے —
 غور کرو — کہ تعمیرِ کعبہ کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے کوئی انعام
 دینا چاہا تو پوچھا —
 خلیلؑ — کیا چاہتے ہو؟

عرض کی — رَبِّنا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
 کہ مکان میں نے بنایا ہے — اب اس مکان کو زینتِ نختہ والا رسول تو بھیج دے
 — کیونکہ! ع

میرے دل میں جو توبہ ہے اس لیے عرشِ اعظم ہے
 مکانوں کی جو رونق ہے وہ ہوتی ہے مکینوں سے
 اور پھر جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی
 اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے تعارف چاہا تو آپ نے فرمایا —
 اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ — کہ

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں یعنی جس رسول کے
 لیے اللہ تعالیٰ نے خلیلؑ کی دعا کی تھی وہ رسول میں ہی ہوں —
 صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جس نبی — خلیل اللہ علیہ
 السلام کی دعا میں اتنا اثر ہو کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، عدم کے
 بروے سے نکل کر ہست کے نور میں جلوہ گر ہو جائیں اور جب وہی خلیل اللہ
 علیہ السلام اپنے بیٹے کے لئے دعا کریں تو خدا تعالیٰ ان کی دعا کو کیسے رد
 کر سکتا تھا —

ادھر دعا ہوئی اور ادھر ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری سے بارغِ خلیلؑ میں

تازہ بہار آگئی ————— فَبَشِّرْنِي بِنِعْمَةٍ عَلَيَّ حَلِيمٍ ! —————

کہ۔ ہم نے ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری دے دی ! —————

اور پھر اللہ کریم کی طرف سے دونوں باپ اور بیٹے کو انعامات اور فضائل عطا ہوئے۔ وہ ایک مسلمان کے دل و دماغ اور مسک و عقائد کا ایک روشن مینار ہے کہ جس کو دیکھ کر بھٹکا ہوا۔ انسان بھی سیدھا راستہ پا سکتا ہے۔

مثلاً ————— باپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیٹا یعنی حضرت

اسماعیل علیہ السلام کے محاسن و کمالات اور دونوں کی ایک نسبت دیکھیے —————

کہ۔ باپ بھی حلیم اور بیٹا بھی حلیم اور باپ بھی صالحین میں شمار اور

بیٹا بھی صالحین میں داخل —————

مثلاً ————— پارہ ۱۲ ————— سورۃ ————— آیت ————— باپ کے لئے

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّلَهُ مُنِيبٌ —————

اور بیٹے کے لئے فَبَشِّرْنِي بِنِعْمَةٍ عَلَيَّ حَلِيمٍ —————

اور باپ یعنی حضرت ابراہیم کے لئے —————

وَالْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ۔ اور بیٹے یعنی اسماعیل کے لئے

إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ —————

تفسیر کبیر۔ جلد ۴ ص ۱۰۰ کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام

صالحین ہیں اور قرآن پاک نے انکے صالحین ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔

تو پھر یہ ماننا پڑے گا ————— کہ

وَذَلِكَ يُدَلُّ أَنَّ الصَّلَاحَ أَشْرَفُ مِنْ صِفَاتِ الْعِبَادِ۔

کہ انسانی صفات میں سے سب سے افضل صفت صالح ہونا ہے۔

حضرت شیخ سعدی بھی فرماتے ہیں کہ —

صالح تر صالح کند — طالع ترا طالع کند

حضرات گرامی قدر — یہ بھی یاد رہے کہ حضرت اسمعیل علیہ

السلام جناب بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئے جو اس زمانہ کے ایک مشہور بادشاہ جس کا نام مادوقی بن مادون تھا اور وہ قبطلی تھا۔ لیکن اپنے ظلم و ستم اور جبر و تشدد کی وجہ سے وہ جببار کے لقب سے دور دور تک مشہور تھا — تفصیل یہ ہے۔

شکوات شریف ص ۵۰۶ متفق علیہ کے حوالوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہؑ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں اس جببار نامی بادشاہ کے علاقے سے گزر رہے تھے کہ پولیس کی سرحدی چوکی والوں نے اپنے ظالم و جابر بادشاہ جببار کو اطلاع دی کہ ایک اجنبی آدمی آیا ہے — وَمَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ —

اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو نسل انسانی میں سے سب سے

زیادہ خوبصورت ہے! —

اور وہ ظالم اتنا گراہ، عیاش اور بد معاشر ہو چکا تھا کہ اپنے علاقے

سے گزرنے والے مردوں کی بیویوں کو کپڑے کرانے سے زیادتی کرتا تھا۔ ہاں البتہ

ایک بات تھی اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا تو اسے وہ کچھ نہ کہتا اور انہیں

وہ چھوڑ دیتا تھا — اور شاید یہ ایسے کہ وہ مجوسی یعنی آتش پرست تھا اور

اس کے مذہب میں بہن کی عزت و تکریم اتنی تھی کہ مرد کی بہن کو اپنی شہوانی ہوس

کانشانہ نہ بنایا کرتا تھا —

اور پھر جب اس جبار بادشاہ نے حضرت سارہؓ کے حسن و جمال کی تعریف سنی تو اس نے اپنے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت سارہؓ کے متعلق پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے؟ —
 قَالَ اُخْتِي — فرمایا یہ میری بہن ہے! —

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ سے کہا — کہ اگر اس ظالم جبار کو پتہ چل گیا کہ تو میری بیوی ہے تو تجھ پر یہ غالب آجائے گا۔
 اس لئے — فَإِنْ سَأَلْتِ فَإِنْ سَأَلْتِ فَإِنْ سَأَلْتِ فَإِنْ سَأَلْتِ فَإِنْ سَأَلْتِ — اُخْتِي فِي الْإِسْلَامِ — اگر تجھ سے یہ ظالم لوگ پوچھیں تو انہیں کہہ دینا کہ ہاں میں ان کی بہن ہوں —

لَيْسَ عَلَىٰ وَجْهِهِ الْأَرْضُ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِي —

کیونکہ اس وقت زمین پر میرے اور تیرے سوا اور کوئی مومن نہیں ہے!
اشکال — حاشیہ ۵ — يَكُونُ لَوْطًا يُشَارِكُ فِي الْإِيمَانِ

کہ — اس وقت حضرت لوط علیہ السلام بھی مومن تھے —

جواب — بَانَ مُرَادُهَا الْأَرْضُ الَّتِي وَقَعَ فِيهَا —

کہ اس سے مراد وہ زمین کا ٹکڑا ہے جس پر یہ وقوعہ ہوا ہے اور یہ بھی

یاد رہے کہ حضرت سارہؓ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چچا زاد تھیں جیسا کہ شکوات شریف میں ہے — مَلَا وَهِيَ زَوْجَتُهُ بِنْتُ عَتَّةَ —

آخر کار حضرت بی بی سارہؓ کو اس ظالم و جابر بادشاہ کے ہاں پیش کیا گیا۔
 قَامَ اِبْرَاهِيمُ يُصْنِي —

تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔

یہ دعا کرنے کے لئے کہ یا اللہ سارہ تیرے پیغمبر اور تیرے خلیل کی بیوی ہے۔ اس کی عصمت و آبرو کو اس ظالم جبار سے محفوظ رکھنا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے گلشنِ نبوت پر خزاں چھا جائے اور بجا بی سارہ کی عزت و ناموس کے پچھے موتی پامال ہو جائیں۔

فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِمَا — اور پھر جب حضرت سارہ اس جبار بادشاہ کے پاس گئیں اور اس ظالم نے بُری نیت سے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا —
فَعَطَّتْ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ۔
تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے۔

اس ظالم نے بہت کوشش کی کہ زمین اس کے پاؤں چھوڑ دے مگر کسی رسول کی بیوی کی طرف بُرے ارادہ سے جانے والا ایسے دردناک عذاب میں مبتلاء نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا؟

فَقَالَ اَذْعَى اللّٰهُ وَلَا اضْرُكُ۔

ظالم نے کہا کہ اللہ سے دعا کر کہ زمین میرے پاؤں چھوڑ دے تو میں تجھے کوئی ڈکھ نہیں دوں گا۔

حضرت سارہ نے دعا فرمائی تو زمین نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے بد عقیدہ اور گستاخ لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کی دعا قبول نہیں ہوتی — مگر سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبی و رسول تو بہت بڑے مقام اور مرتبے والے ہوتے ہیں اور یہاں تو نبی کی بیوی کی دعا شرفِ قبولیت کا درجہ پالیتی ہے۔ — ایسا تین بار ہوا۔ یعنی وہ جبار بُری نیت سے حضرت سارہ

کی طرف آتا رہا اور زمین اسکے پاؤں پکڑتی رہی — پھر وہ دعا کروا تا رہا۔ اور
زمین اسے پھوڑتی رہی —

اور جب قدرتِ الہیہ نے جبّار بادشاہ کی فحاشی اور عیاشی کا مظاہرہ
کرنے والی قوت سلب کر لی اور اسے ایک برگزیدہ پیغمبر اور اپنے پیارے خلیلؑ کی
مقدس اور عفت آاب بیوی کی عصمت و آبرو بچانے کے لئے اس ظالم کے
تمام راستے بند کر دیئے۔ اس نے جب اپنے آپ کو ہر طرف سے لاچار پایا۔ تو
بے بس ہو کر حضرت سارہؑ کے سامنے تائب ہو گیا اور اپنی ایک لڑکی —
فَاخَذَ مَهَا حَا جَرَه —

حضرت حاجرہ ان کی خدمت کے لئے پیش کر دی جن کے بطن سے حضرت
اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے —

اور پھر جب حضرت سارہؑ واپس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
پاس آئیں — وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي — تو وہ نماز
میں کھڑے تھے — خَا وَمَا بِيَدَاہ — اور حضرت خلیلؑ
علیہ السلام نے نماز کی حالت میں ہی ہاتھ کے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہوا؟
حضرت سارہؑ نے جواب دیا اور کہا —

رَحِمَ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِي الْحَرَامِ — کہ اللہ تعالیٰ
نے اس کافر کے دل اور سینہ سے ہر قسم کی گندگی۔ عیاشی اور بد معاشری کے جرائم
نکال دیئے ہیں۔ اور میرے قریب تک نہ پہنچ سکا اور اس کے مکر و فریب کے
تمام تار و پود بکھیر دیئے اور میرے سامنے وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر چکا ہے
اور میں ہر طرح محفوظ و مامون آپ کے پاس آگئی ہوں۔ وَ اَخْرَجَهَا جَرَه

اور میری خدمت کے لئے اس نے مجھے یہ عاجزہ بی بی عطا کی ہے !
 قال ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تَلَکَ امکم یا نبی اسماء
 حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہے تمہاری ماں۔ اے آسمان
 کے پانی کی اولاد۔

مطلب یہ کہ جس طرح آسمان کا پانی پاک ہوتا ہے، اسی طرح تم بھی اے
 اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پاک و مطہر ہو۔
 اشعت اللمعات جلد ۳ - بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۵۹ - حضرت
 ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم قال ہاجراً بکراہیم
 بِسَارِقٍ۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ
 السلام حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کر کے ظالم بادشاہ جببار کی سلطنت میں پہنچے
 تو اللہ تعالیٰ نے جب سارہ کو اس بیعاش و بد معاش اور ظالم جببار کے ہاتھوں
 ان کی عصمت۔ طہارت اور پاکیزگی کے سچے موتیوں کی لڑی کو محفوظ رکھا تو۔
 وَأَخَذَ وِلِيدَهُ۔ تو اپنی بیٹی ہاجرہ، سارہ کی خدمت

کے لئے وہ وی۔

فَأَخَذَ مَرْهَاَهَا جَرَّةً

قاریین کرام! بخاری شریف کی اس حدیث پاک کے ان الفاظ
 سے حضرت شیخ القرآن والحديث والتفسير جناب علامہ محمد عبد اللہ صاحب
 قصوروانے حضرت ہاجرہ کو جببار بادشاہ کی بیٹی ثابت کرتے ہیں وِلِيدَهُ!
 اور آج کے کوئی پھر سال پہلے میں نے مولینا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے

متعلق پوچھا تھا تو آپ نے یہ حدیث مجھے لکھوا دی تھی —

حضراتِ گرامی — یہ یاد رہے کہ چونکہ مولانا محمد عبداللہ صاحب دنیا کے سنیت کے ایک ممتاز عالم دین اور بلند پایہ مناظرِ اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی اسلامی درسگاہ کے مہتمم بھی ہیں اور انہوں نے ہی علامہ طاہر القادری کے اس منگامہ کا جواب دیا ہے کہ عورت کی دیت بھی مرد کے برابر ہے — تو ان کا جواب یہ ہے کہ نہیں عورت کی دیت مرد کی دیت سے ادھی ہے —

اور پھر مولانا صاحب خوش اخلاق اور مہمان نواز ہونے اور ایک متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے ایک عظیم نعمت بھی ہیں — ان حالات کے پیش نظر اگر انہوں نے بخاری شریف کی اس حدیث مبارکہ اور ولیدہ کے لفظ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت ہاجرہ جبّار بادشاہ کی حقیقی بیٹی تھی، تو تسلیم کر لیا جائیے!

حضراتِ محترم! — صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھیے اور قرآن پاک میں انبیاء کرام کی اولادِ زینہ کے لئے دعاؤں پر غور فرمائیں تو پتہ چلتا ہے کہ اولادِ زینہ یعنی فرزندِ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کہ جس کے حصول کی خاطر کبھی حضرت ذکریا علیہ السلام بارگاہِ خداوندی کے دروازہ پر یہ دستک دیتے نظر آتے ہیں —

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً —

کہ - یارب اپنے رحمت کے خزانوں میں سے ایک نیک سیرت اور پاک فطرت اور فرمانبردار لڑکا عطا کر دے اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ دعا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ —

کہ۔ اے رب! اپنے لطف و کرم کے گلشن میں سے ایک پھول صالح اور نیک اور اطاعت گزار بیٹے کی صورت میں میرے دامن میں ڈال دے!۔
دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور حضرت ذکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی گئی اور ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمعیل علیہ السلام کے تحفہ کی بشارت سنائی گئی۔

تسراں مجید کے ان مسلمہ حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی انسان کے پاس دولت کے خزانے۔۔۔ رنگین بنگلے۔۔۔ شاہی ساز و سامان اور سررسم کی شان و شوکت موجود ہونے کے باوجود اگر اس کے رنگین بنگلے میں کسی لڑکے کی رونق نہیں ہے تو وہ رنگین بنگلہ ماں باپ کے لیے ایک ظلمتکدہ بن جاتا ہے۔

اور۔۔۔ اگر ماں کی چھوٹی اور باپ کا دامن بیٹے کے کھلونوں سے خالی ہے تو دونوں کی زندگی کے چمنستان میں کبھی بہار نہیں آسکتی۔

اجباب گس اہر! یہی حال میرا تھا۔ ہم دونوں کی اولادِ زرینہ کے بغیر اس دن اور غم و الم کی تاریک راتیں بس یہی دعائیں کرتے ہوئے گزر جاتی تھیں۔ مگر ہماری شام و سحر کی دعائیں شرفِ قبولیت نہ کر سکیں۔
گو جبرہ شریف کا عرس مبارک شہنشاہِ لاتانی رحمۃ اللہ علیہ کا آگیا جو خطیبِ پاکستان جناب صوفی غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں منعقد ہوا کرتا ہے۔
پیر و مرشد حضرت صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پور میں شریف نے مجھے بلایا۔۔۔ اور پوچھا!۔

گھر کا کیا حال ہے؟۔

عرض کی حضور۔۔۔ سب ٹھیک اور سب اچھا ہے۔

مگر وارث شاہ مرحوم نے سچ کہا ہے کہ۔ صر
 ساڑھے بھابھ دے پیر فقیر مر گئے ہو یاں رانجھیا الٹ خدایاں دے
 یہ مصرع زبان پر تھا اور آنکھوں میں آنسو! —
 حضور کے مزاجِ اقدس میں انقلاب آیا اور بڑے ہی نرالے اور خوشگوار
 انداز میں کروٹ بدلتے ہوئے فرمایا —

افتخار احسن اپنا دامن پھیلاو —!

میں نے پھیلا دیا — آپ نے دعا فرمادی! اور
 پورے ایک سال کے بعد اگلے عرس مبارک پر اور عین ختم تشریف کی روحانی
 محفلِ پاک میں تارائی کہ صاحبزادہ سید افتخار احسن کو اللہ تعالیٰ نے ایک نیٹے کے
 نعمتِ عظمیٰ سے نوازا ہے —

تار دینے والا صاحبزادہ سید فیض احسن تھا!
 اور مجھ تک پہنچانے والے مولینا محمد فاضل صاحب تھے! — مگر
 افسوس کہ وہ شہزادہ انوار احسن شاہ مرحوم عین شباب اور پھر لوہے پر جوانی کے عالم میں
 بجلی کا جھٹکا لگنے سے اس جہانِ فانی سے موت کی آغوش میں جا لیٹا —
 پھر چھوٹے بھائی سید مختار احمد مرحوم کی وفات اور بزرگوار مردِ قلندر
 حضرت پیر سید محمود احسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دصالِ پاک کے صدر نے مجھے
 اتنا ڈھال کر دیا اور ساتھ ہی بیماری نے کمزور کر دیا کہ چلنے پھرنے سے معذور
 ہو گیا جس کے باعث کسی واقعہ کو احاطہ تحریر میں لانا اور کسی نئی کتاب کا سرورق
 لکھنا بھی مشکل ہو گیا تھا —

دل و دماغ میں یہ شوقِ ضرور تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے جو کچھ میرے پاس علی

خزانہ ہے وہ کتابی شکل میں عوام تک پہنچ جانے تو حضرت سید سیر زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان اور مولانا حکیم عزیز احمد صاحب نے ڈھارس بندھائی۔ حوصلہ دیا۔ اور پورے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ تو پھر اپنے علمی موتیوں کے خزانہ میں سے کئی قیمتی اور سچے موتی کتابی شکل میں بکھرنے کا ارادہ کر لیا اور پھر اس طرح ”گستاخ رسول کی سزا“ اور۔۔۔ ”اچھی نسبت باعث جنت“ دو کتابیں منظر عام پر آگئی ہیں۔۔۔

حضرات گرامی۔۔۔ سیرت اسماعیل علیہ السلام میں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ رب کریم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور اپنے معصوم بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر عرب کے صحرا سے گزر کر مکہ مکرمہ کی دو پہاڑیوں کے قریب اور عرب کے بے آب و گیاہ خطہ میں آگے!۔۔۔

اور ان دونوں کو ایک دو دن کا سامانِ خورد و نوش دے کر خود واپس چلے گئے۔۔۔

آخرین ہے ایسی فرمانبردار اور وفادار بیوی یعنی حضرت ہاجرہ پر کہ جو صرف یہ پوچھ کر خاموش ہو گئیں اور آگے آنے والے مصائب کے پہاڑوں کا عزم کر کے چپ ہو گئیں کہ اے اللہ کے خلیل!۔۔۔

آپ جو کچھ کر رہے ہیں کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟۔۔۔
فرمایا۔۔۔ ہاں!۔۔۔

حفیظہ جالندھری مرحوم نے خوب کہا ہے کہ ص
خدا کا قافلہ جو شمل تھا تین جانوں پر : معزز جس نے ہونا تھا زمین و آسمان پر

خورد و نوش کا توشہ ختم ہو گیا اور پھر حضرت ہاجرہ کو فکر ہوئی۔ اور اپنے نخت جگر حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ایک پتھر کے سائے میں لٹا کر خود پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑنے لگیں۔

مگر ان پہاڑیوں کی وادی اور چٹانوں کی بستی اور غیری ذرے یعنی بے آب و گیاہ خطہ میں پانی کہاں۔

عجب دردناک منظر تھا اور عجیب بے تابی کا سماں تھا کہ ایک طرف پانی کی تلاش اور دوسری طرف معصوم بچہ کی پیاس!۔

اور پھر مصمم ارادہ کر کے پورے یقین اور پانی کی آس اور امید کے ساتھ حضرت ہاجرہ نے کوہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑنا شروع کر دیا۔

کبھی وہ مروہ سے صفا کی طرف اور کبھی صفا کی طرف مروہ کی جانب دوڑتی تھیں۔ مگر جب بچے کا خیال آتا تو واپس لوٹ آتی تھیں۔

ایک گھڑی اس دوڑ دھوپ میں ایسی بھی آئی کہ بچہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو ماں کا کلیجہ بھٹ گیا۔ بیتابی سے یہ فاصلہ دوڑ کر طے کیا۔ بچہ کو دیکھا تو آنکھوں میں ٹھنڈک آگئی اور دل کو سکون ملا۔ پھر اٹھیں۔ بچے کو سینے سے لگایا۔ بوسہ دیا اور اس کی تلیوں کو آنکھوں سے لگایا اور پھر دوڑنے لگیں۔

کہ اس قیامت کی گھڑی میں بچہ کے شدتِ پیاس سے بلکنے کی آواز آواز آئی تو ماں نے سمجھا کہ موت کی آخری بھکی ہے۔ واپس لوٹ کر دیکھا تو جس پتھر کے سایہ میں بچہ کو لٹایا گیا تھا وہ پتھر آگ کی طرح تپش ریز ہو رہا ہے۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر کی اس تپش سے بچنے کیلئے کبھی ادھر کبھی
ادھر کر دہیں بدل رہے ہیں! — اور شدتِ پیاس سے تنگ آکر اڑیاں گڑ
رہے، بس پھر کیا تھا — ماں کی ماتا تڑپ اٹھی کہ جان و جگر کا ٹکڑا ایک قطرہ
آب کو ترس رہا ہے جو کہ تڑپتا ہوا مر جائے گا —

انتہائی حزن و ملال کے عالم میں معصوم اسماعیلؑ کو اپنے مقدس ہاتھوں میں
اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے پکارا۔! یا اللہ المدد!
بس پھر کیا تھا — ادھر نبی بی ہاجرہ کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے

تو ادھر! — بقول حفیظ جالندھری مرحوم! —

قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جب ٹریل کو پایا

انگوٹھا چومتے سائے میں اسماعیل کو پایا

ٹھٹھک کر رہ گئیں اک اور نظر انظر آیا

قریب پائے اسماعیل فوارہ نظر آیا!

سید افتخار احسن یوں کہتا ہے —

یہاں آکر خدا کی شان کا جلوہ نظر آیا

جہاں پتھر ہی پتھر تھے وہاں چشمہ نظر آیا۔

اب زمزم — کا چشمہ جاری ہو گیا —

جناب ہاجرہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے!

”زمزم“

ٹھہر جا — لیکن چشمہ کا پانی ابلنے لگا اور پھینے لگا۔

حضرت ہاجرہ نے اچھے گروا گروٹی اور تھپڑوں کی بارش بنا کر اسے پھینے سے روکا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے — کہ اگر حضرت ہاجرہؓ پانی
کو نہ روکتیں تو آج ساری دنیا — آبِ زم زم ہی پیتی! —
قدرتِ خداوندی کی کرشمہ سازی ادھر یہ ہوئی کہ اسماعیل علیہ السلام
کے پاؤں کی ٹھوکرے سے آبِ زم زم کا چشمہ جاری ہو گیا! —
اور ادھر حضرت ہاجرہ کو بیٹے کے لئے پانی کی تلاش میں کوہِ صفا
اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات بار دوڑنے اور ادھر ادھر جانے کا یہ انعام
ملا کہ خدا تعالیٰ کو ان کا دوڑنا بڑا ہی پسند آیا اسی لئے قرآن مجید میں یہ فیصلہ
فرمایا: —

إِنَّ الصَّفَاَ وَالْمَرْوَةَ مِمَّا شَعَّرَ اللَّهُ

کہ — صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں —

اور قیامت تک کیلئے بی بی ہاجرہ کی بھاگ دوڑا رکاز حجِ مبارک
میں شامل کر دی اور جب تک حاجی ان صفا و مروہ کے درمیان اسی طرح
جس طرح اماں ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے
نہ پورے کرے اس کا حج قبول نہیں ہوتا — چاہے کوئی عام مسلمان ہو یا
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم —

طوافِ کعبہ کے بھی سات چکر اور صفا و مروہ کے درمیان بھی سات
پھیرے لازمی ہیں —

قارئینِ کرام! — یہ یاد رہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کے
درمیان فاصلہ ایک طرف کا ۵۰ ذراع ہے —
تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اول ص ۲۲۶ الحج عباس کرارہ —

عن جابر رضی اللہ عنہ - قال - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - مَاؤُ زَمْزَمٍ لِمَا شُرِبَ لَهُ -
 کہ - زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ مقصد پورا ہو
 جاتا ہے! —

یعنی — اِنْ شَرِبْتَ يَشْتَشْفِي شِفَاءَكَ اللَّهُ —
 کہ اگر تو اسے شفاء کی غرض سے پیے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دیگا۔
 وَ اِنْ شَرِبْتَهُ يَشْبَعُكَ اللَّهُ —
 اور تو بھوک دور کرنے کے لئے پیے گا تو اللہ تیری بھوک دور کر دیگا
 اور اگر پیاہ کے لئے پیے گا تو اللہ تجھے پیاہ دے گا۔
 دارقطنی کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما —
 اِذَا شُرِبَ مَاؤُ زَمْزَمٍ —

کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آب زمزم پیتے تو یہ دعا دیا
 کرتے تھے۔ — اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ جِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا وَاسِعًا وَ
 شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَآءٍ —
 کہ اے اللہ۔ میں تجھ سے نفع دینے والا علم کا سوال کرتا ہوں اور
 اور وسیع رزق کا سوال کرتا ہوں اور ہر قسم کی بیماری کی شفاء کے لئے سوال کرتا
 ہوں! —

ما جزا وہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ آب زمزم میں اتنے کمالات
 ہیں اور اتنی صفات اور بیماریوں کے لئے شفا ہی شفا ہے۔ پیاہ تلاش کرنے
 والوں کے لئے پیاہ گاہ اور ہر مقصد کو پورا کرنے کا نسخہ ہے۔! —

یہ سب کچھ معصوم حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک کی برکت کی بدولت حاصل ہوئے اور ان کے پاؤں کی ایک ٹھوکر کے صدقہ میں اتنی صفات پیدا ہو گئیں۔ اور پھر ابن ماجہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 اِنَّ آيَتِهِ مَا بَيْنَ وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَتَمَيَّلُوْنَ مَاؤُ زَمْزَمَ۔

کہ۔ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والی ایک نشانی آب زمزم بھی ہے کیونکہ منافقین آب زمزم کم پیتے ہیں جیسے آج کے شہزادگانے عرب آب زمزم کی بجائے فرانس کا پانی پیتے ہیں!

اور پھر آب زمزم کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہوگی کہ دوسرے پانی اور شربت تو بیٹھ کر پیئے گا حکم ہے مگر آب زمزم کیلئے حکم یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اور کھڑے ہو کر پیا جائے اور حاجی کے لئے حکم ہے کہ وہ آب زمزم کثرت سے اور پیٹ بھر کر پیا جائے۔

وَ اِنْ يُقْصَدَ بِشْرِبِهِ الشُّفَاءُ مِنْ اَمْرَاضِ الْجَسَدِ وَالْقَلْبِ۔
 اور اس قصد اور اس غرض سے پیا جائے تاکہ جسم اور دل کی بیماریوں کو شفاء حاصل ہو۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وفدیۃ بذب عظیم!

اور ہم نے ایک بہت بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیکر اسے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا! —————

قارئین کرام! آپ اس اچھی نسبت کو دیکھئے جس کے باعث حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذنب جنت میں جلے گا —————

ایک حلیم لڑکے کی اللہ کی طرف سے خوشخبری پانے کے بعد — جب اسے اللہ کے فرزند یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام پھر جوان ہوئے تو اللہ کے خلیل کو اپنا نیکو دوست بنا لیا۔

اس اللہ کے خلیل اٹھو اور اپنے بیٹے کو میری راہ میں اور میری رضا حاصل کرنے کے لیے قربان کرو۔ —————

تین راتیں یہی خواب آتی رہی کہ کوئی اچھی اور پیاری شے قربان کرو۔ —————

حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوتے تو بھیڑ، بکریاں اور اونٹ قربان کرتے لیکن تیسری رات اور تیسرے حکم میں صاف کہہ دیا گیا کہ میں رت و دھماں ہوں بھیڑ، بکریاں، گائیں اور اونٹ لے کر راضی نہیں ہوں گا۔ — میری رضا تو اسمعیل علیہ السلام کی قربانی اور اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے میں ہے!

انبیاء کا خواب حق

اور وحی ہوتا ہے

حضراتِ محرم — غور فرمائیے کہ قربان کر
دینے کا حکم براہِ راست بیداری میں نہیں دیا
گیا بلکہ خواب کے ذریعہ۔

اس کی دو وجوہات ہیں :

پہلی — یہ کہ دنیا کو پتہ چل جائے — کہ
رویا والا نبیاءِ حق — کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب حق اور وحی ہوتی ہے۔
دوسری — یہ کہ اپنے نختِ جگر کو جس کو آخری عمر کے حصے میں خدا تعالیٰ
سے التجا میں کر کے حاصل کیا گیا اور جب وہ بڑھاپے کا سہارا بننے کے لائق ہو تو اسکو
خود اپنے ہاتھ سے قربان اور فیکہ کرنا ایک باپ کے لئے کوئی معمولی کام نہیں ہے
بلکہ یہ منزل بڑی ہی دشوار ہوتی ہے۔ ہمیں ایسا نہ ہو کہ میرا خلیل کسی دوسرے کے
جال میں پھنس جائے۔

اور پھر خواب میں بھی بذریعہ جبریل علیہ السلام حکم نہیں فرمایا گیا
بلکہ خود ذاتِ خداوندی نے ارشاد فرمایا تاکہ اگر جبریل علیہ السلام سے کہا گیا کہ تم
خلیل اللہ علیہ السلام کو میرا پیغام دے دو کہ وہ اپنے نختِ جگر اسماعیل کو ذبح
کر دو راہِ خدا میں رضا کے الہی کے لئے تو ہو سکتا ہے کہ جبریل امین یہ کہہ کر خاموش
ہو جائے کہ یا اللہ جس حلیم بیٹے کی بشارت تو نے مجھ سے اپنے خلیلؑ کو دلائی
تھی اور اب اسی بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم میں کیسے دوں ! —

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو چہرہ پر کوئی
حزن و ملال اور نہ ہی دل و دماغ میں کوئی دسواہ تھا۔ — نہ بدن میں کوئی
اداسی اور آنکھوں میں کوئی بکیسی کی کوئی جھلک تھی۔ — بلکہ خوشی و مسرت

میں جھوم رہے تھے کہ اگر میرا پروردگار میرے فرزند کی قربانی سے راضی ہو جائے
تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے۔

اپنی وفا شعار بیوی سے فرمایا کہ آج ہمارے بیٹے کو اچھی طرح بناؤ،
سنوارو، غسل دو اور نئے کپڑے پہناؤ کیونکہ آج ہم اپنے پیارے اسمعیلؑ
ایک اچھی جگہ گھمانے کے کر جائیں گے۔

وفا شعار و جانشین بیوی نے حکم کی مطابق بچہ کو غسل کر کے خوب بناؤ سنگھا
کر کے تیار کر دیا۔ اس کے بعد خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک رٹی اور ایک تیز
پھری لی اور کوہ بوقریس کے فنا کے مقام پر پھرتے گئے۔

حضرت اسماعیل صاف ستھرا لباس پہنے قریب ہی پہاڑ پر اپنی بکریاں چرا
رہے تھے۔

ع۔ پہاڑی پر سے دی آواز اسمعیل اور آؤ

اور آؤ خدائے پاک کا ارشاد سن جاؤ

پدر کی یہ صدا سن کر پیر دوڑا ہوا آیا

مرا ہرگز نہ اسمعیل گو شیطان نے بہکایا

بیٹا حاضر خدمت پدر ہوا۔ اور عرض کی۔

اب جان حکم!

فرمایا بیٹا میں نے آج رات ایک ایسا سہانا خواب دیکھا ہے اور

یہ خواب میری زندگی کی کتاب کا ایک سہری باب ہے!

عرض کی ابا حضور کھل کر بیان کریں۔

فرمایا:۔

یہ دیکھا ہے کہ میں خود آج تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں
بس پھر کیا تھا فرزندِ رحمن نے نہ سوچا، نہ سمجھا، نہ تامل، نہ گھبراہٹ
اور نہ کوئی پریشانی — فوراً —

سعادت مند بیٹا جھک کیا فرمان باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اس اطاعت گزار پر
اور ہوتے بھی کیوں نہ جبکہ وہ کوئی پاکستانی کا نافرمان بیٹا نہیں تھا۔
ماں باپ کلبے ادب اور گستاخ لڑکا نہیں تھا بلکہ حضرت خلیل اللہ کا
اطاعت گزار۔ فرمانبردار اور حلیم نخت جگر تھا —
بڑے ہی تحمل مزاجی سے جواب دیا —

اب جان پھر دیر کیسی جو کچھ حکم ملا سے کر گزریے! —
سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ —
انشاء اللہ آپ ہر حالت میں مجھے صابر پائیں گے — حلیم ہونے
کے ساتھ اگر مجھے صابر ہونے کا رتبہ بھی مل جائے تو مجھے اور کیا چاہیے اور وہ بھی اللہ
تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور رضائے الہی کے پیش نظر تو میرے لئے
اور خوش قسمتی کیا ہوگی؟ —

دونوں باپ اور بیٹا راضی ہو گئے باپ ذبح کرنے کیلئے اور بیٹا ذبح
ہونے کے لئے —

فَلَمَّا اَسْلَمًا — جب دونوں نے تسلیم درضا کی وادی میں قدم
رکھ دیا — تو

سورة - الصافات - تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۱۳
 اِنَّهُ رَمَى الشَّيْطَانَ حِينَ تَعْرَضُ لَهُ بِالْوَسْوَسَةِ عِنْدَ
 ذِجْرِ وَاٰلِهِمْ -

کہ - شیطان اس نیکی کے راستے میں دیوار بن کر کھڑا ہو گیا اور
 حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگا! -

اللہ کے خلیل ہوش کرو - اپنی ضیعفی کا عصالپنے ہاتھ سے توڑنے
 لگے ہو - اور اپنے بڑھاپے کا سہارا خود بر باد کرنے لگے ہو -

کیا کسی باپ نے ایسا کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے ہی معصوم
 نحت جگے لگے پر تھری چسلائے! -
 خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا - مجھے اللہ تعالیٰ نے
 حکم فرمایا ہے! -

شیطان - کس طریقہ اور کس انداز میں سوتے میں - یا -
 جاگتے میں - نیند میں یا بیداری -؟

جواب دیا - اِنِّیْ اَرِیْ فِی الْمَنَامِ - خواب میں!

شیطان - یہ تو شیطانِ دوسرے ہوگا! -

فرمایا - نہیں - رُوٰیاءُ الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ مُّوْتَمَّرٌ - کہ

انبیاء علیہم السلام کی خواب بھی حقیقت پر مبنی ہوتی ہے اور وحی الہی ہوتی ہے -

پھر خلیل اللہ علیہ السلام نے پورے جلال سے پوچھا تو کون ہے جو میرا راستہ

رک رہا ہے اور مجھے خدا کے حکم کی تعمیل میں دیوار کھڑی کر رہا ہے -

شیطان نے کہا - اَنَا ابْلِیْسُ -

تو سات کنکر مارے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور فرمایا! —

دفع ہو جا یہاں سے —

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے سات کنکر ابلیس لعین کو مارے ہوئے

قیامت تک کے لئے سنتِ ابراہیمی بنا دیئے گئے! —

یہاں سے نا امید ہو کر اور اپنی شیطانی دیوار کو منہدم ہوتا دیکھ کر —

وہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو درغلانے — دوسوہ میں

ڈالنے — اور نیکی و ثواب کے اس راستے سے ہٹانے کے لئے آگیا۔

نزہت المجالس جلد ۱ ص ۱۶۹ — فَلَمَّا خَرَجَ بِهِ جَاهِرًا

الشَّيْطَانُ — وَقَالَ يَا هَاجِرَةُ إِنَّ ابْنَهُمَا مُرِيدُ ذَرْبِ نَجِجِ اسْمَعِيلَ۔

اے ہاجرہ!۔ جانتی ہو آج ابراہیم علیہ السلام، اسمعیل علیہ السلام

کو بنا سنوار کر کہاں لئے جا رہا ہے! —

فرمایا — نہیں —

شیطان — اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے ارادہ سے۔

ہاجرہؑ — وہ کیوں؟ —

شیطان — زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمْرُهُ!

اس کا وہم و خیال ہے کہ اُسے اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے!

ہاجرہؑ — قَالَتْ سَلَّمْنَا أَمْرَ اللَّهِ —

کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر پورا پورا یقین ہے — اور اس

کے پر ہمسارِ تسلیم خم ہے!

فَلِحَقِّ اسْمَعِيلَ — شیطانِ لعین، حضرت ہاجرہ سے بھی

ماریس ہو کر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس جا پہنچا۔

اور وہی الفاظ دہرائے جو حضرت ہاجرہ سے کہے تھے!۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام نے بھی وہی جواب دیا جو کران کی والدہ ماجدہ نے دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قربان ہونے کو تیار ہوں۔

یہاں سے بھی ناامید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملا اور کہنے لگا۔۔۔۔۔ اپنی زندگی کے آخری بہارے اور اپنے اس سخت جگر کو ذبح کرنے لگے ہو جسے تم نے اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا ہے۔۔۔۔۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۔

شیطان نے پھر کہا۔۔۔۔۔ جَاءَكَ الشَّيْطَانُ فِي الْمَنَامِ۔ کہ ہو سکتا ہے کہ خواب میں آپ کے پاس شیطان آیا ہو اور اس نے آپ کو یہ حکم دیا ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان سے غصہ میں فرمایا!۔۔۔۔۔

أَلَيْكَ عَنِّي يَا عَدُوَّ اللَّهِ۔ کہ۔۔۔۔۔

میری طرف سے تجھ پر لعنت ہے اور اے اللہ کے دشمن دور ہو جا بھ

ے۔۔۔۔۔ اور پھر

حضرت اسمعیل علیہ السلام نے والدِ مکرم سے کہا!۔۔۔۔۔

ارْفَعْ قَمِيصِي إِلَىٰ أُمِّي۔ کہ۔۔۔۔۔

میری قمیص میری امی جان کو دے دینا۔۔۔۔۔

وَاقْرَأِيهَا السَّلَامَ مِنِّي۔ اور۔۔۔۔۔

میری والدہ محترمہ کو میرا سلام بھی پہنچا دینا۔۔۔۔۔ اور اگر

فَإِنْ سَأَلْتُكَ عَنِّي — اگر میری اماں جان، آپ سے
میرے بارے میں دریافت کریں — تو انہیں جواب دینا —
تَرَكْتَهُ عِنْدَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ وَصِيَّتِي! — کہ
میں اسے لیے مہربان کے پاس چھوڑ آیا ہوں جو کہ تم سے بھی اور مجھ
سے بھی بہتر ہے —

یعنی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر آیا ہوں! —
”شاہنامہ اسلام“ — حفیظ جالندھری مرحوم نے اس قربانی کے دردناک
واقعہ کی خوب منظر کشی اور اس ذبحِ عظیم کے پرسوز حادثہ کی خوب تفسیر کی ہے۔
کہ ع — عجب ہتاشش تھے دونوں رضائے ربِ عزت پر
تامل یا تذبذب کچھ بھی نہ تھا دونوں کی صورت پر
کہاں زندگی لے باپ اسماعیل صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۵۳ — حضرت اسماعیل علیہ السلام
نے عرض کی ابا جان — يَا اَبْتِ اشْدُدْ رِيبًا طِيْفِي — مجھے رسی سے
باندھ لیجئے — تاکہ اگر میں چھری کے نیچے ترلوں تو آپ کو رحم نہ آجائے۔
وَ اَكْفُفْ عَنِّي سِيَابَكَ — اور اپنے کپڑے بھی مجھ سے بچا
کے رکھیں — تاکہ میرے خون کے قطرے آپ کے لباسِ اطہر پر نہ گریں۔
اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر شریف صرف سات برس تھی یا پھر تیرہ
سال کی

وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ — پھر باپ نے نیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا —

بیٹے نے عرض کی — ابا حضور! مجھے اونڈھا لٹالیں —
 پوچھا — بیٹا کیوں؟ —

جواب دیا — کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو میری صورت دیکھ کر رحم
 آجائے اور آپ کے ہاتھ سے پھری گرجائے۔
 آخر کار — باپ نے ایسا ہی کیا۔

اور پھر — — —

پچھاڑا اور گھٹنا سینہ معصوم پر رکھا
 پھری پتھر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا
 آسمان کے فرشتوں نے جب یہ المناک نظارہ دیکھا تو ان کی چنچیں
 نکل گئیں — اور زمین و آسمان کانپ گئے۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید ایسے بھی کہ آج تک کوئی فرشتہ اللہ
 کے نام پر اس طرح قربان ہوتا نہ دیکھا گیا جس طرح یہ دونوں باپ بیٹے خدا
 کے نام پر اپنے آپ کو قربان ہونے اور قربان پر مائل ہیں۔ عجب انسان ہیں
 دونوں صبر و رضا کے پیکر۔ رضائے الہی کی خاطر باپ ذبح کرنے پر خوش
 اور بیٹا قربان پر راضی! — — —

نزہت المجالس۔ جلد اول ص ۱۰۱ —

وَفَتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ — اور جنت کے دروازے کھول دیئے
 گئے تاکہ آسمان کے فرشتے دیکھ لیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کو تمہاری تسبیح و تحلیل
 حمد و ثناء اور رکوع و سجود کی ہی ضرورت نہیں ہے، اُسے تو ایسے بندے
 بھی چاہئیں جو ان صفات کے ہو کہ خواب کو بھی وحی الہی سمجھ کر قربانی کے جذبہ

سے سرشار ہو کر میری خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی خاطر ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے تیار ہو جائے اور بیٹا اپنے باپ کی بات پر یقین رکھتے ہوئے اور اطاعت گزاری کا ثبوت دینے کے لئے اللہ کی راہ میں قربان ہو جانے فخر کرے اور پھر حضرت ہاجرہ جیسی مقدس ماں بھی چاہیے جو شیطان کے جال کو توڑ کر اپنے سخت جگر کو خداتعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے وفادار بیٹے کو ذبح کروا کر بھی غمگین اور اداس نہ ہو۔

ذَقِيلٌ — اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی بھیجی۔

أَذْرِكُهُ وَإِنْ قَطَعْتَ السِّكِّينَ عَنْهُ مَثِيًّا لَا أَحْوَنَكَ مِنْ

دِيْوَانِ الْمَلَأْبِكَةِ —

کہ — فوراً جاؤ اور دونوں باپ بیٹے کو پکڑ لو۔ اور اگر اسمعیل علیہ السلام کا چھری نے ایک بال بھی کاٹا تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام کا دیا جائیگا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی بار چھری چلائی مگر — اسمعیل علیہ السلام کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی۔

تُو غَضَبٌ مِیْنِ اَکْرِبَاتِهِ سَے چھری پھینک دی! —

اور پھر چھری نے کہا — لَمْ تَغْضَبْ —

يَا خَلِيلَ اللَّهِ — آپ مجھ پر غضب ناک کیوں ہوئے۔

فرمایا — اس لیے کہ تو اسمعیل علیہ السلام کا گلا تو ایک طرف رہا

اس کا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکی۔

چھری نے جواب دیا — كَيْفَ لَمْ تَحْرِقِ النَّارُ

کہ۔ آتشِ نمرود نے آپ کو کیوں نہ جلا یا تھا۔
 فرمایا۔ ایلے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ کو حکم ملا تھا۔
 يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ۔ کہ اے
 آگ ٹھنڈی ہو جا اور میرے ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی بن جا!۔
 چھری نے پھر عرض کی۔ خَرَجَ بِي سَبْعِيْن مَرَّةً لَا قَطْعِي شَيْئًا
 کہ مجھے ستر دفعہ کہا جا رہا ہے کہ خبردار اسمعیل علیہ السلام کی کوئی شے
 نہ کافی جائے۔

میرا اپنا شعر ہے جو کہ میں نے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں جناب حکیم زاد آبادی
 مرحوم کی صدارت میں پڑھ کر رئیس المتغزلین سے دار و صول کی تھی۔
 نہ احساس ایذا پھر بھی ہوا وقت ذبح مجھ کو
 تہ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے
 غرضیکہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین دفعہ اپنے معصوم
 بیٹے پر چھری چلائی مگر بیٹے کا بال بھی چھری نے نہ کاٹا۔ حضرت ابراہیم
 علیہ السلام حیران تھے کہ کیا ماجرا ہے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور کیا
 کہیں اس امتحان میں فیصل تو نہیں ہو رہا!

یہ سوچ ہی رہے تھے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے آواز آگئی۔
 صَدَقْتَ السُّؤْيَاءُ۔

کہ۔ اے ابراہیم علیہ السلام! بس اتنا ہی کافی ہے اور تو نے
 اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے۔ ایلے کہ میرے حکم کے بعد نہ خود تمہارے
 چہرہ پر شکن آئی اور نہ ہی تیرے جانثار بیٹے کی پیشانی پر حزن و ملال کے

آثار دکھائی دیئے میں! —

وَسَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ - إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ -

اور ہماری طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر - اس جذبہ - تعمیل - اور
کامیابی پر انعام کے طور پر ہزاروں سلام ہوں — کیونکہ وہ ہمارے

کامل الایمان بندوں میں سے ہے —

پھری چلاتے وقت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر - اللہ اکبر
اسماعیل علیہ السلام نے کہا — لا الہ الا اللہ واللہ اکبر - اور ابراہیم علیہ
السلام نے کہا واللہ اکبر! —

وَقَالَ جِبْرِيلُ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّ اللَّهَ أعطاك بِصْرِكَ
دَعْوَةً لَكَ مُسْتَجَابَةً —

کہ - اے ابراہیم علیہ السلام، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس صبر کے بدلے
دعا کے مستجاب عطا کی ہے —

کوئی دعا کرنی ہو تو کہو — تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا
کی — اللَّهُمَّ لَا تَعَذِّبْ أَحَدًا مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ —

کہ — اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ اصل اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو بھی
عذاب نہ دینا —

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا
کہ — اذمركم — کہ

اسماعیل علیہ السلام کو فوراً پرواز کر کے پکڑے یعنی اسے پھری کے نیچے سے
نکال لو — تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۳۱۱ چنانچہ ایک

دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا؟
 هَلْ أَمَّا بَكَ مُشَقَّةٌ وَتُعَبُّ فِي تَرْوِيكَ مِنَ السَّمَاءِ —
 کیا تجھے آسمان سے نازل ہوتے وقت کبھی کوئی تکلیف اور مشقت بھی ہوئی؟
 تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا!
 نَعْمَ أَرْبَعَةٌ مَوْضِعٍ —

ہاں چار دفعہ! —

الْأَوَّلُ حِينَ أَلْقَى إِبْرَاهِيمُ فِي النَّارِ كُنْتَ تَحْتِ الْعَرْشِ قَالَ

اللَّهُ تَعَالَى أَدْرَاكَ عَبْدِي —

پہلا یہ — کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غرووں نے آگ کے بھڑکتے
 ہوئے شعلوں کی نذر کیا تو میں عرش کے نیچے یہ المناک حادثہ دکھ رہا تھا کہ اللہ جل
 شانہ کی طرف سے حکم ہوا۔ کہ جبریل! اپنا پورا زور لگا کر اور اپنے پورے پھر سو
 پیروں کی طاقت صرف کر کے جاؤ اور میرے نیک — صالح اور برگزیدہ پیغمبر
 حضرت ابراہیم کو پکڑ لو — یعنی بچالو —

چنانچہ میں پرواز کر کے پہنچا — اور کہا کوئی حاجت ہے تو بتاؤ!

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا — أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا! —

حاجت تو ہے پر تجھ سے نہیں! —

نسبت المجالس میں فرمایا ہے کہ — نَعْمُ

کہ — ہاں حاجت ہے تو جبریل نے پوچھا کونسی؟

تو فرمایا — — — — — إِنَّ تَكُونُ مَعِيَ فِي النَّارِ

کہ میرے ساتھ آگ میں پھلانگ لگاؤ! —

دومرا — حِينَ وَضَعَ اِبْرَاهِيْمُ السِّكِّينَ عَلَى خَلْقِ
اسْمَعِيْلَ كُنْتُ تَحْتَ الْعَرْشِ — کہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
معصوم حلق پر پھری رکھی تو میں عرش کے نیچے یہ دروناک نظارہ دیکھ رہا تھا۔
تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آن واحد میں زمین پر جاؤ اور میرے ذبح ہونے
والے صالح۔ صابر اور اطاعت شعار پیارے رسول حضرت اسمعیل علیہ السلام
کو بچاؤ۔

چنانچہ حکم الہی سنکر میں نے اپنی پوری قوت سے پرواز کر کے زمین

پر پہنچا۔

فَقَلَّبْتُ السِّكِّينَ — میں نے پھری کو پھیر دیا۔
تیسرا — جب کفار مکہ نے جنگ احد میں آپ کا دندان مبارک
شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جاؤ۔
ادبک دم حبیبی — اور میرے محبوب علیہ السلام کے
خون مبارک کو اپنے پروں پر اٹھا لو۔ کہ وہ زمین پر گرے!
فَاِنَّهُ اَسْقَطَ مِنْ دَمِهِ عَلَى الْاَرْضِ قَطْرًا مَا اَخْرَجَتْ
مِنْهَا مَنَابِتًا وَلَا شَجَلًا۔

کیونکہ اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خون کا قطرہ زمین
پر گر گیا تو زمین پر کوئی سبز اور کوئی درخت پیدا نہیں ہوگا۔ تو یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم زمین پر آن واحد میں پہنچا اور آپ کے خون مبارک کو ہوا میں اڑا دیا۔
پیشتر اس کے کہ وہ زمین پر گرے۔

پہلام — حِينَ اَلْتَقَىٰ يُوْسُفُ فِي الْحَبْتِ — کہ
جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے اندھیرے کنوئیں میں جینکا
گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ جاؤ میرے ہونے والے صابروشا کرنی
کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے سنبھال لو —

چنانچہ — میں نے اپنی پوری طاقت و قوت سے پرواز کی اور اپنے چہرے
پروں کو کھول کر اس اندھیرے کنوئیں میں آیا اور حضرت یوسف کو کنوئیں میں گرنے
سے پہلے اپنے پروں پر اٹھالیا اور انہیں ایک پتھر پر آرام سے بٹھا دیا —
صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ قدرت الہی کی کرشمہ
سازی ہے ورنہ کہاں چھری کا حلق پر چلنا — کہاں آگ کے شعلوں میں
گزنا — کہاں خون کے قطرہ کا زمین پر پڑنا — اور کہاں یوسف کا کنوئیں
میں آنا اور کہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عرش کے نیچے ہونا اور کہاں
سدرۃ المنتہاء میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا اور کہاں کروڑوں میل کا
فاصلہ اللہ کی شان اور خدا کی قدرت کے ساتھ ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے
قوت اور چہرہ سو پروں کی طاقت دیکھو ! —

حضرات محرم — اگر کروڑوں میل کا فاصلہ ایک آن واحد میں
حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر عرش سے آسکتا ہے تو امام الانبیاء
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آن واحد میں زمین سے عرش پر کیوں نہیں جاسکتے !
اقبال مرحوم کہتا — کہ

ع — سبق بلا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

تو قارئینِ کرام! — جبریل علیہ السلام آن واحد میں زمین کی
 وادیِ منام میں اترتے اور جنت سے ایک دُنبہ یا مینڈھا بھی ساتھ
 لائے جو چار ہزار سال تک جنت میں پلٹا اور چہرہ تاربا —
 اور پھر حکم ہوا کہ اے میرے برگزیدہ رسول اور صالح نبی اور صابِ پیغمبر
 — اب اپنے نختِ جگر اسمعیلؑ کی بجائے اس دُنبہ کو ذبحہ کر دو —
 تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنت سے لائے ہوئے دُنبہ
 کو ذبحہ کر دیا جسے قرآن مجید نے بذبحِ عظیم کہا ہے یعنی عظیم اور بہت بڑی
 شے ذبحہ کی گئی — اور اس طرح اسمعیل علیہ السلام کے جگہ اسے
 مینڈھے کا ذریعہ دے دیا گیا — ذبحہ کر دیا گیا اور قربان کر دیا گیا — تو اس
 اس دُنبہ کی یہ نسبت کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبحہ کر
 دیا گیا اسے جنت میں لے جائے گی —

امام غزالی اور علامہ صفوریؒ نے سب سے فرمایا ہے — کہ

نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں

اقبال مرحوم نے اس قربانی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے — کہ
 عر . یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
 سکھائے کس نے اسمعیلؑ کو آدابِ فرزندگی
 اور ایک دوسرے شاعر نے بھی قرآنِ پاک کے اس دردناک واقعہ
 کو یوں بیان کیا ہے — کہ عر

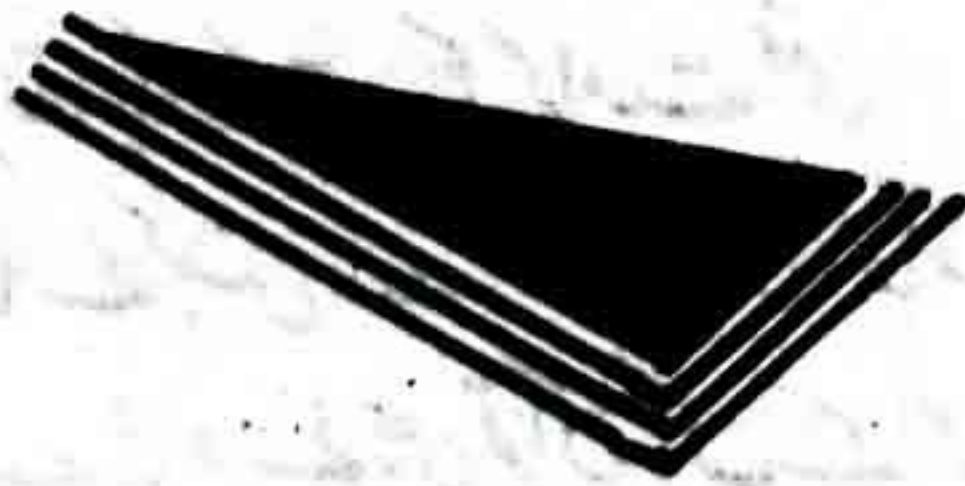
دیا تھا سب سے پہلے کس نے سر میرے خدا بھٹکے
 کہ مقتل سے ابھی تک رستم قربانی نہیں جاتی

اصل میں یہ شعر یوں تھا —

دیا تھا سب سے پہلے کس نے سرے سنگدل تجھ کو
تو سید افتخار الحسن نے سنگدل کی بجائے میرے خدا کہہ دیا ہے —
قارئینِ کرام! — یہ تینوں باپ بیٹے اور ماجرہ کی کتنی عظمت
پائی جاتی ہے کہ تینوں نے شیطان کو کنکر مارے اور خدا نے ان کے اس حسن
کردار کو اپنے حج مبارک کے لئے رکن بنا دیا —

سید افتخار الحسن کے نزدیک یہ قربانی — یہ فدیہ اور یہ ذبح کوئی
معمولی شے نہیں تھی۔ ایسے کہ ایک پغمبر کے بدلے اپنی جان دینی — اپنے
آپ کو قربان کرنا اور اللہ کے خلیل کی خواب کو سچ کرنے کے لئے پھری کے
بچے آپ ذبح ہو جانا ایک عظیم کارنامہ اور انتہائی جان شاری کی دلیل ہے
اور اسی لئے قرآن حکیم نے اس فداکاری کو بذبح عظیم فرمایا ہے —

عزیز و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
انتہا ہے اس کی حسین اور ابتدا ہے اسماعیل



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ کے خلیل کی دعائیں

اور

عرب کے شہزادے

قارئین حضرات! — حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ذنبہ کے جنت کی قرآن حکیم کے مطابق بھی کہانی تو آپ نے سن لی اب ذرہ دونوں باپ اور بیٹے کا ایک اور قرآنی قصہ بھی ملاحظہ فرمائیں — کہ دونوں باپ بیٹے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اللہ کا گھر بنایا اور رب داکوٹھا تیار کیا — جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے —

سورة البقرہ - آیت ۱۲۷ — وَ اذِیْرَفِعْ اِبْرٰهٖمُ

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں — اور اسماعیل — اور

دونوں یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ یارب ہماری اس محنت کو قبول فرما! —

بیشک تو ہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اور پھر تعمیر کعبہ کے انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اس پتھر کو جائے نماز بنا دیا۔
وَ اتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّیٰ

خانہ کعبہ تعمیر تو ہو گیا لیکن بے آب و گیاہ خطہ میں جہاں نہ کوئی فصل۔
نہ کوئی سبزی اور نہ کوئی زراعت، نہ کھیتی باڑی۔ بس فلک بوس پہاڑوں کا
سلسلہ۔ پہاڑیوں کے دامن اور چٹانوں کی بلندیوں کے ساتھ حد
نگاہ تک پھیلے ہوئے صحرائے عرب کے ریت کے ٹیلوں کے سوا اور کچھ بھی دکھائی
نہیں دیتا تھا اور آتش فشاں پہاڑ کی طرح بھلا دینے والے گرم ہوا کے جھونکوں
کے علاوہ اور کوئی شے نظر نہیں آتی تھی۔

یہ بھی ایک حضرت اسمعیل علیہ السلام کا اعجاز نبوت سمجھو کہ بچپن میں ہی پاؤں کی
ٹھوکر سے آب زمزم، جاری کر دیا تھا تاکہ عرب کے اس وسیع ریگستان
میں پانی کی ایک لہر بھی جاری ہو جائے تاکہ آنے والی انسانی نسلیں ملت ابراہیمی
اور اولاد اسمعیل کی شکر گزار رہیں۔

اور یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوراندیشی اور پیغمبرانہ فکر و سوچ
ہی کا نتیجہ ہے کہ اس بے آب و گیاہ خطہ میں اور ان پہاڑوں کے دامن میں اس
پتے ہوئے ریگستان کے ٹیلوں میں کبھی کبھی کوئی آبادی ہوگی اور لوگ دور
دور سے آکر یہاں بستیاں آباد کریں گے اور پھر ہر طرف سے خانہ کعبہ کا طوف
اور خانہ کعبہ کا حج مبارک کرنے والے اہل ایمان یہاں آکر کھائیں گے کیا!
یہ سوچ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔

سورت البقرہ - آیت ۱۳۶ —————

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ
مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ————— اور

پھر سورۃ ابراہیم — آیت ۲۵ —————

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا —
اور آیت ۳۶ میں - وَإِنَّهَا قَرْيَةٌ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ -

کہ — یارب اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس شہر کے رہنے والوں کو
جو کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہیں پاک و صاف پھلوں سے رزق عطا کر تاکہ
یہ لوگ تیرے شکر گزار اور احسان مند ہوں —————

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ مَّغْيِرًا نَّزِيعًا ————— کہ

میں اپنی اولاد کو ایک ایسی وادی میں چھوڑ چلا ہوں، جہاں کوئی خورد و نوش
کا سامان اور زراعت یعنی کھیتی باڑی کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس لئے
انہیں تازہ پھلوں سے رزق مہیا کر —————

تاریخ الحرمین الشریفین - حصہ اول ص ۶۵ مکہ مکرمہ از عباس کرارہ -

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۲۲۵ — حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا معصوم و صابر
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گود میں لئے بیٹھی ہے۔ ایک دودن کی خوراک

بھی ختم ہو چکی ہے —————

فَمَرَّعَطَشْتُ وَعَطَشْتُ الْعَبْيُ ————— پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا

کو بھی اور اس کے معصوم بچہ کو بھی پیاس لگی اور پھر اسماعیل کو پیاس نے تنگ
کیا۔ ہاجرہ تو کوہِ صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں بھٹنے

لگیں اور ادھر — ضَرَبَ بِقَدَمِهِ فَعَارَتْ عَيْنَا —
 حضرت اسمعیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پاؤں شدتِ پائس سے مجبور ہو کر
 پتھر پر مارے تو آبِ زمزم کا چشمہ فوارے کی طرح ابل پڑا۔ حضرت ہاجرہؑ نے
 چشمہ کے ارد گرد پتھروں کی بارگھڑی کر دی تاکہ پانی ادھر ادھر پھیل کر ضائع نہ ہو
 جائے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

رَحِمَ اللهُ اُمَّرًا سَمِعِلًا لَوْلَا اَنْهَا عَجَلَتْ لَكَانَتْ زَمْزَمٌ عَيْنًا

معینا — کہ

” اللہ تعالیٰ، حضرت اسمعیل کی والدہ پر رحم فرمائے، اگر وہ جلدی سے
 آبِ زمزم کے ارد گرد باڑ نہ بنا تیں تو یہ چشمہ ساری دنیا کے لئے کافی ہوتا“
 حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پورے اطمینانِ قلب اور پرسکون چشمہ
 کے ارد گرد بیٹھتی ہیں اور چشمہ کے ارد گرد پرندے چھپاتے اڑتے بھرتے اور
 اپنی چونچیں آبِ زمزم میں ڈبو کر اپنی پیاس بجھا رہے ہیں —
 اعلیٰ حضرت — تفسیر کنز الایمان — ماشیہ نمبر ۹۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور سب پہلے عرب کے مشہور اور پرانے
 قبیلہ جرہم کا ادھر سے گزر ہوا —

انہوں نے دیکھا کہ اس وادی غیر ذی ذرع اور کوہساروں کے وسیع سلسلہ
 میں پرندے اڑ رہے ہیں۔ قبیلہ والے سمجھ گئے کہ یہاں مزدرا کہیں پانی موجود ہے ورنہ
 یہاں پرندوں کا اڑنا کیا؟ وہ اس طرف چل پڑے جدھر پرندے اڑ رہے تھے،
 جب قبیلے کے لوگ قریب آئے تو ان کے تعجب و حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ ایک
 صاف و شفاف، ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ فوارے کی طرح ابل رہا ہے۔

اور ایک خاتون خوشی و مسرت کے عالم میں سر جھکائے بیٹھی ہے۔
 قبیلے کے لوگ پیاس کے مارے نڈھال ہو رہے تھے اور پانی کی تلاش میں
 ہی عرب کے صحراؤں اور خشک چٹیل پہاڑوں کو عبور کرتے ہوئے وہ ادھر آنکلا تھے۔
 اور اب ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ اُن کے سامنے تھا۔ ان کی خوشی کا اندازہ ان کے
 چھلکتی آنکھوں سے صاف لگایا جاسکتا کیوں کہ عرب کے صحراؤں میں پانی کا ملنا زندگی
 کی سب سے بڑی نعمت تصور ہوتا تھا۔

جب وہ آب زمزم کے چشمہ کے پاس آئے اور ایک عصمت و عفت
 ما آب خاتون کو اس کے قریب بیٹھے دیکھا تو ہاتھ فیسی سے ایک سرور کون آواز
 آئی۔ جس سے انہیں بھی سکون دل حاصل ہو گیا۔

شاہنامہ اسلام۔ میں حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کینچا

ہے۔ کہ

نذا آئی کر اے جرہم کے بچو ! باد یہ گردو

ادب کی جا ہے لے بوڑھو، جوانو، عورتو، مردو

یہ وہ عورت ہے قربان عورتیں جس کی شرافت پر

یہ ایسی ماں ہے مائیں رشک کھائیں جس کی قسمت پر

یہ ام المسلمین ہے اور شہزادی ہے صحرا کی

اسی کے نازنیں قدموں سے آبادی ہے صحرا کی

یہ عورت اور اس کی گود میں بچہ جو لیٹا ہے

یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے

قبیلہ جرہم کے لوگوں نے بڑے ادب و احترام اور نہایت ہی

عجز و انکساری سے حضرت ہاجرہؓ کو سلام کیا اور ساتھ کئی قسم کے نذرانے اور تحائف بھی پیش کیے اور اس جگہ اپنے خیمے لگانے کی اجازت طلب کی۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ بس پھر انہوں نے اپنی رہائش و قیام کے لئے چشمہ کے ارد گرد اپنے خیمے نصب کر کے اپنی کمریں کھول دیں اور یہ پہلی آبادی تھی جو آب زمزم کے چشمہ کے ارد گرد بنی اور مکہ آباد ہونے لگا۔ اور

پھر رفتہ رفتہ ادھر ادھر کے قافلے پانی کی تلاش میں سرگرداں اس طرف آنکلتے اور یہیں آباد ہوتے گئے اور جو اس صحرا میں بھٹک گئے وہ سینکڑوں میل چل کر بھی سراب میں گم ہو گئے اور ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

بالآخر۔۔۔ صدائے خلیل علیہ السلام اور مشیت الہی اپنا رنگ دکھانے لگی

اور مکہ مکرمہ آباد ہونے لگا۔ جس کی نشاندہی قرآن مجید میں یوں کرائی ہے۔ کہ

انَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى
لِّلنَّاسِ۔۔۔ فِيهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ۔۔۔ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَّمَنْ دَخَلَهُ

كَانَ اٰمِنًا۔۔۔

خلیل اللہ کی دعاؤں کا

لُبِّ لِبَاب

حضرت گرامی۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ

السلام کی مندرجہ بالا قرآنی دعاؤں اور ارشاد

باری تعالیٰ کا لب لباب یہ ہے اور ان سے

مندرجہ ذیل حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں۔۔۔

۱۔۔۔ یا اللہ اس بے آب و گیان داوی کے رہنے والوں کو ہر طرح کے

اور ہر طرح کے اور ہر موسم یا بے موسم کے ترقی ماہہ پھیلوں اور میوہ جات سے برزق

ہیٹا سر ہا۔۔۔۔۔

۲۔۔۔ اور اس شہر کو امن و سلامتی کا گہوارہ بناوے۔۔۔

۳۔۔۔ اور اس شہر میں جو بھی داخل ہو جائے اسے امان دے دے۔

مَنْ أَمِنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔

جو بھی ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں ان کے لئے یہ انعامات و

اکرامات مخصوص کر دے!۔۔۔۔۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔۔ خزائن العرفان تفسیر۔۔۔ حضرت

صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔ فرماتے ہیں کہ۔۔۔ اس شہر کو امن و امان والا بنا

دے۔۔۔ اس سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے اور وہاں

شکار تک کو امن ہے۔۔۔ یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر اور بھیڑیے بھی شکار

نہیں کرتے۔۔۔۔۔ اور مومن اس میں داخل ہو جائے تو عذاب سے مامون

ہو جاتا ہے۔۔۔ اور حرم کو اس لئے حرم کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل۔ ظلم اور

شکار تک حرام و ممنوع ہے۔۔۔ (احمدی)۔۔۔۔۔

اور اگر کوئی مجرم بھی حرم شریف میں داخل ہو جائے تو اس سے تعرض

کیا جائے گا۔۔۔۔۔ (مدارک)

وَجَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ۔۔۔۔۔ اور ہم نے

اس گھر کو مرجع الخلائق۔۔۔۔۔ پناہ گاہ اور دارالامان بنا دیا۔۔۔ اور یہاں پر

امن و امان کی رکھوالی اور حفاظت کے لئے یہاں تک حکم نافذ کر دیا گیا کہ ایام

حج میں کسی قسم کی لڑائی کھجکڑا۔ قتل و غارت اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانا تو

درکنار کوئی شخص ان ایام میں ایک مکتی نہیں مار سکتا اور ایک ٹیک ہلاک نہیں کر سکتا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں قبول ہوئیں یا نہیں؟
تو قرآن پاک ہی سے ثابت ہے کہ اللہ کے خلیل نے اللہ تعالیٰ سے
جو طلب کیا وہ انہیں عطا کیا گیا۔ جو دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگی وہ سب
پکھ ان کو دیا گیا۔

مثلاً — حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ
السلام کی ولادتِ باسعادت کی دعا ان الفاظ میں کی جو قبول ہوئیں —
رَمَنَّا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا —

اور یا — خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے دامن کو اولادِ نرینہ سے خالی
دیکھنے کے سو سال کے بعد بارگاہِ خداوندی میں ان الفاظ میں درخواست کی۔
رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ — جو کہ اسی وقت قبول
ہوگئی اور اسی وقت ایک حلیم بیٹے کی بشارت بھی آگئی۔

وَلَيَسَّرَنَّ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ الْخُرُوجَ مِنَ الْبِلَادِ الَّتِي كُنتُمْ فِيهَا
وَلَيَسَّرَنَّ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ الْخُرُوجَ مِنَ الْبِلَادِ الَّتِي كُنتُمْ فِيهَا

اب دیکھنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعائیں
قبول ہوئیں کہ ناں —

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا — اور وَاذُرْ قَوْمَكَ مِنَ الْأَثَرِ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعائیں کہ یارب اس شہر کو امن والا بنا
اور اس وادی غیر ذی ذرع میں بسنے والوں کو تروتازہ پھلوں سے رزق پہناتا رہا۔
تو احبابِ کرام! — پہلی دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام

کی قبول ہو گئیں تھیں تو یہ بھی ضرور قبول ہوگئی ہونگی — تو پھر یہ ماننے
میں کوئی باقی نہیں کہ اہل سعود اور عرب کے شہزادے جس عیش و پرستی

اور کیف دستی میں زندگی گزار رہے ہیں اور ہر صبح و شام نئے اور تروتازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات اپنے شاہی خاندان کے دسترخوان کی زینت بناتے ہیں۔ یہ سب کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی دعاؤں کا اثر و نتیجہ ہے ورنہ وہاں تو سوائے گرم ہوا کے ٹھیسروں اور بلند و بالا پہاڑوں کے پتھرتے ہوئے سنگریزوں کے سوا اور اس بستی میں دھڑی کیا تھا۔

اور آج سونے کے پہاڑوں اور تیل کے چشموں کی بدولت آل سعود اور عرب کے ان شہزادوں کی تجوریاں سونے چاندی کے خزانوں سے بھرے پڑے ہیں اور تیل کے چشموں کی آمدن سے ان کے شاہی محلات تعمیر ہو رہے ہیں۔ یہ بھی، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اس بے آب و گیاہ بستی کے لئے دعا ہی کا اثر ہے۔ اور آج اس بستی کے رہنے والے آل سعود اور عربی شہزادوں کے شاہی دسترخوان پر جو امریکی بروسٹ مرغے، زیتون کے تیل میں تلیے ہوئے شامی کباب، زعفران کی چاشنی سے پکے ہوئے زردہ و پلاؤ اور سر بھر یافتہ کیلے اور سنگتے چنے جاتے ہیں، یہ بھی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ یہ شہزادے تو دنیا بھر کے بد و مشہور تھے جو کہ ڈاکوؤں کی طرح حاجیوں کے قافلے لوٹ کر اور کھجوروں کی گھٹلیوں اور جو کے پلنیوں پر اپنی گذر اوقات کیا کرتے تھے۔ اور آج دولت کی فراوانی، سونے چاندی کے خزانوں اور تیل کے چشموں کی اربوں روپوں، ڈالروں اور یونٹوں کی آمدنی نے ان بدوؤں کو شہزادے بنا کر ان میں شیطانی تکبر و غرور اتنا بھر دیا ہے کہ مسلمان تو آبِ زمزم کو بطور تبرک اور بطور شفاء پیتے ہیں لیکن یہ یہ بدست شہزادے آبِ زمزم کی بجائے فرانس کا پانی خرید کر پیتے ہیں۔

لیکن یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ آل سعود کے شہزادے جن انبیاء علیہم السلام کے صدقے سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں انہی کے نام و نشان تک کو مٹا دیا گیا ہے، یہاں تک کہ خاندان نبوت کے مقدس مزارات کو بھی بلڈوز کر دیا ہے!

شورش کاٹھیری مرحوم نے اپنی کتاب ”شب جائے کہ من بودم“ کے صفحہ ۲۳ میں سعودی حکومت کے گماشتوں نے صرف شرک کو ہی مسمار نہیں کیا اس کے ساتھ ہی عشق و محبت کے جال کو بھی توڑ دیا ہے اور اس کے مضبوط قلعہ کو بھی مسمار کر دیا۔ افسوس کہ سعودی حکومت شرک اور عشق میں امتیاز نہ کر سکی۔

اور یہ لوگ مزارات کی زیارت اور ان پر معمول چڑھانے کی بدعت اور شرک کہتے ہیں مگر جب کبھی خود کافروں۔ مشرکوں اور غیر مسلموں کی قبروں پر جلتے ہیں تو انہیں شرک نظر نہیں آتا!

روزنامہ نوائے وقت۔ ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں لکھا گیا ہے کہ اس وقت کے وزیر اعظم امیر فیصل کی سادھی پر معمول چڑھانے۔

مسلمان بھائیوں۔۔۔ ان شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ بتاؤ خاتون جنت کا مقدس مزار مبارک کہاں ہے۔ (صلوة اللہ علیہا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا روضہ نور کس جگہ ہے اور دوسرے خاندان نبوت کے چشم و چراغ کی قبریں پاک کس جگہ ہیں؟

اور پھر روزنامہ جنگ ۲۷-۲۸-۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ ہندوستان کا وزیر اعظم پنڈت ہنر وجب سعودی عرب کے دورہ پر آیا تو سعودی عرب کے شاہی خاندان نے ان الفاظ سے اس کا استقبال کیا۔

مَرْحَبًا رَسُولُ السَّلَامِ بِكَ كَمَا مِنْ كَيْفِ بَعْدَ بَعْدِ تَهَارَا خَيْرَ مَقْدَمٍ كَرْتِي مَلِي -
 افسوس کہ نہ کوئی عالم دین بولا — نہ کسی مفتی نے زبان کھولی — اور نہ ہی
 امام کعبہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آئی —

حضراتِ محترم — یہ سب کچھ عبدالوہاب نجدی کے بنائے ہوئے
 ذاتی اصولوں کے پیش نظر کیا جاتا ہے اور چونکہ یہ سعودی حکومت عبدالوہاب نجدی
 کو ہی اپنا پیشوا اور رہنما مانتے ہیں اس لئے ان کی شخصی حکومت اور آمرانہ
 سلطنت میں عیاشی و فحاشی کے بازار کھلے ہیں —

اور وہ مقدس وادی جس میں تازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات کے
 ڈھیر لگے رہتے ہیں، وہاں آج شراب کی بوتلیں — سور کا گوشت اور تعیش
 کے سامان کے ڈھیر و انبار لگے ہوئے ہیں اور جہاں مسلمان بھائیوں! ان عربی
 شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں — مسلمانوں کی مذہبی کتابوں اور خصوصاً
 "کنز الایمان" کے سعودی عرب میں داخلے پر سخت پابندی ہے لیکن وہاں آجکل
 امریکہ کی عیاش فوج اور غیر مسلم فوجی سپاہیوں اور افسروں کے بے پناہ فحش لٹریچر
 اور عریاں تصویریں مکہ مکرمہ کے بازاروں و صراطِ بک رہی ہیں —

میں ۱۹۷۹ء میں امیر الحج بن کر حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ رسول
 رسول صل اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہونے کے لئے گیا — حسن اتفاق سمجھیے کہ
 آستانہ عالیہ محدثِ پاکستان فیصل آباد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑا وہ نشین جناب صاحبزادہ
 پیر فضل رسول صاحب رضوی حیدر اور مولانا محمد حسین صاحب خطیب مرالی والا
 بھی اسی سال اس خطہ ارضی مقدس میں حاضر تھے —

ایک دن ملاقات کے دوران عرض کی! حضورِ حجرِ اسود کو بوسہ تو دیا مگر

لطف نہیں آیا اور پیاکس نہیں سمجھی! —

فرمایا — آج رات ایک بجے چلیں گے —

وقت پر خانہ کعبہ پہنچے — خدا کے مقبول بندوں کا ہجوم — حاجیوں کا
اثر دھام اور طواف کرنے والوں کی بھیڑ — خیال آیا کہ ایسی صورت حال میں
کیسے ہوگا اور صاحب جزا وہ صاحب کیا کریں گے — مگر ان کی جوانی اور ان کے
بازوؤں میں خدا جلنے اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ دونوں بازو بکھیر دیئے لوگ
تیپھے ہٹتے گئے اور راستہ ہوتا گیا —

حجرِ اسود کے قریب جا کر بازو پھیلا دیئے اور فرمایا صاحب جزا وہ صاحب!
جی بھر کر حجرِ اسود کو بوسے دے لو! —

وہاں سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر نفل پڑھنے لگے — دونوں رکوع
میں گئے تو ایک سپاہی نے دیکھ لیا — ایک ڈنڈا میری کمر پر اور ایک صاحب جزا
کی کمر پر پڑا —

اسی لئے کہ عبد الوہاب کی اس مسلکی و نظریاتی اولاد — نجدی کے ان پیش
چیلوں اور عیش پرست شہزادوں کے نزدیک یہ شرک ہے — مگر ہم نے
سلنے دیکھا تو شیعہ خاتونِ غربی میں کوئی قصیدہ پڑھ رہی تھی، اس میں اہل
بیت اطہار اور بارہ اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے — اسی سپاہی کی نظر
پڑ گئی — فوراً وہاں پہنچا اور اس عورت کے ہاتھوں سے قصیدہ چھین لیا اور
ایک لات بھی اس عزت مآب خاتون کے سر پر جڑی —

بس پھر کیا تھا — اس خاتون نے ایک آواز تو سینکڑوں ایرانی اس آواز

پر اکٹھے ہو گئے اور اس بے ادب اور گستاخ سپاہی کو پکڑ لیا —

اور بھر جب تک گورنر اور قاضی نے تحریری معافی نہیں مانگی معاملہ رفع نہ ہوا اور سپاہی کو بے ادبی کی سزا فوری مل گئی —————

مدینہ منورہ — پہنچا، تو ایک دن مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک نجدی — دہانی اور بے دین مولوی درس دینے لگا — وہاں ایسے بد عقیدہ لوگوں کو تو اجازت ہے — مگر ہم اہل سنت و جماعت والوں کو اجازت نہیں ہے۔ مگر وہ مکروہ چہرے والا مولوی۔ سیاہ فام اور چہرہ پر جھپک کے داغ نمایاں طور پر اس کے چہرے کو اور زیادہ کمرہ بہ بنا رہے تھے، بڑے ہی بے ادبانہ انداز اور گستاخانہ، لہجہ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی طرف ارشاد کر کے کہہ رہا تھا۔ نقل کفر، کفر نباشد۔ نعوذ باللہ۔ کہ — ”دیکھو وہ مرا پڑا ہے اور مشرک لوگ اس کی جالی کو چوم رہے ہیں اور اگر یہ کسی کے کام آنے یا اسے کوئی اختیار ہوتا تو جنگ اُحد میں اس کے دانت لیول ٹوٹتے۔ وغیرہ وغیرہ —————

نماز کے بعد میں گھڑا ہو گیا اس کے سامنے اور بلند آواز سے کہا!

ادب عقیدہ و بد فطرت مولوی بند کر اپنی زبان اور مجھے بتا کہ —————
 وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ — کس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے گنہگار لوگ معافی اور بخشش طلب کرنے کے لئے پہلے تیرے پاس آئیں۔ میرے محبوب پاک اور تو مجھے کہے گا تو میں ان کو بخش دوں گا۔ تیرے کہنے پر میری رحمت جوش میں آجائے گی۔
 اس بے دین مولوی نے جواب کیا دینا تھا۔ سپاہی کو بلوایا۔ میں نے جب اس سپاہی کو بڑے غضب سے اپنی طرف آتے دیکھا تو حیران ہوا کہ کیا کروں۔

کیا بنے گا! —————

نزدیک ہی دوسری طرف دیکھا تو ملک کے ممتاز قاری محمد نونس صاحب بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں آواز دی — وہ نماز توڑ کر ٹرنے بھڑنے کو تیار ہو گئے اور جب انہوں نے یہ کہا کہ پہلے تم بے ادبوں سے مجھ لوں پھر نماز پڑھ لوں گا۔ تو پتہ نہیں اس سپاہی کے دل میں کیا آیا کہ میں ٹرنے کے لئے تیار دیکھ کر واپس چلا گیا۔ یہ ہے وہاں کے بد عقیدہ اور بد مذہب آل سعود کے شہزادوں کی کافرانہ کارروائیاں —————

اے اہل ایمان لوگو! اور انبیاء و اولیاء کے وفادارو یہ عبد الوہاب نجدی وہابی وہی بد فطرت — بد مذہب اور بد طینت انسان ہے جس کے متعلق امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی علم غیب کے طور پر فرما دیا ہوا تھا۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲ — بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۵۱ —

عَنْ ابْنِ عُمَرَ — قَالَ — قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا — اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا —
قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا — يَا رَسُولَ اللَّهِ — قَالَ هَذَاكَ الْمُرْتَلِّزُ
وَالْفِتْنُ وَبِمَا يُطْلَعُ قَسْرُ الشَّيْطَانِ —

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک دعا میں کہ —————

یا اللہ ہمارے شام والوں پر اپنی برکت عطا فرما — اور — یا اللہ ہمارے
یمن والوں پر اپنی برکت نازل فرما — کچھ نجدی — وہابی اور بد عقیدہ لوگ بھی
نیٹھے تھے انہوں نے کہا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کیلئے بھی

دعا فرمائیں — تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — نہ
کیونکہ اس میں یعنی نجد میں زلزلے آئیں گے — فتنہ و فساد اٹھیں گے اور
وہاں سے شیطان کا سینک ظاہر ہوگا —

زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات پر سچ ثابت ہوئی کہ عبد الوہاب نجدی
پیدا ہوا — جس کے پیروکار آج بھی انبیاء کرام — اولیائے عظام — بزرگانِ
دین اور ان کے مزارات کے دشمن اور ان کی پاکیزہ اور پر نور قبروں کو بت کہتے والے
دنیا کے ہر خطہ میں ملتے ہیں اور یہ آل سعود بھی اسی نجدی — وہابی کو اپنا مذہبی پیشوا
لمتے ہیں —

قارئینِ کرام — اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ
فرمادیں —

پارہ - ۶ - سورۃ المائدہ — آیت نمبر - ۵۱
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ — إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الضَّالِّينَ —

ترجمہ اعلیٰ حضرت — اے ایمان والوں یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔
وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں — اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی
رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے !

قرآن حکیم کی اس آیت پاک پر غور کرو اور پھر دنیا کے اسلام کی یہود و
نصاریٰ سے دوستی دیکھو اور پھر فیصلہ کرو کہ ہم مسلمان ہیں یا انہیں یہود و نصاریٰ
میں سے دوسرے اسلامی ممالک کی بات پھر ہوگی — پہلے سعودی عرب کی حکومت

کو دیکھو جہاں سے آفتاب اسلام کی کرنیں پھوٹیں اور جہاں قرآن پاک کی یہ آیتِ پاک نازل ہوئی اس کا غیر اسلامی رویہ اور غیر دینی کردار ملاحظہ ہو کہ عراق نے کویت پر حملہ کر کے اس کے مال و متاع اور تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لیا تو سعودی عرب کی حکومت کو خدا جانے کیوں یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کویت کے بعد عراق کا صدام حسین سعودی عرب پر حملہ کرے گا۔ غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے فوراً عیسائی مملکت امریکہ کو امداد کے لئے پکارا۔

سید افتخار الحسن زبیدی کے نزدیک آل سعود کے شہزادہ فہد کی ایک عیسائی ملک سے اپنے اقتدار کی کرسی کی حفاظت کے لئے بلانا اور اس سے مدد طلب کرنا کھلم کھلا اسلام سے غداری۔ دین سے بغاوت اور قرآن حکیم کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔ اور پھر ایک لائبریری نہیں بلکہ اسلام دشمن، یہود و نصاریٰ کی ساری حکومتوں نے مل کر صدام حسین کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ الکفر ملتہ واحدة کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اور قرآن مجید کے ان الفاظ کی تائید کرتے ہوئے کہ یہ کافر و مشرک اور یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں، عراق پر ٹوٹ پڑے۔ اُولِيَاءُ بَعْضُهُمْ

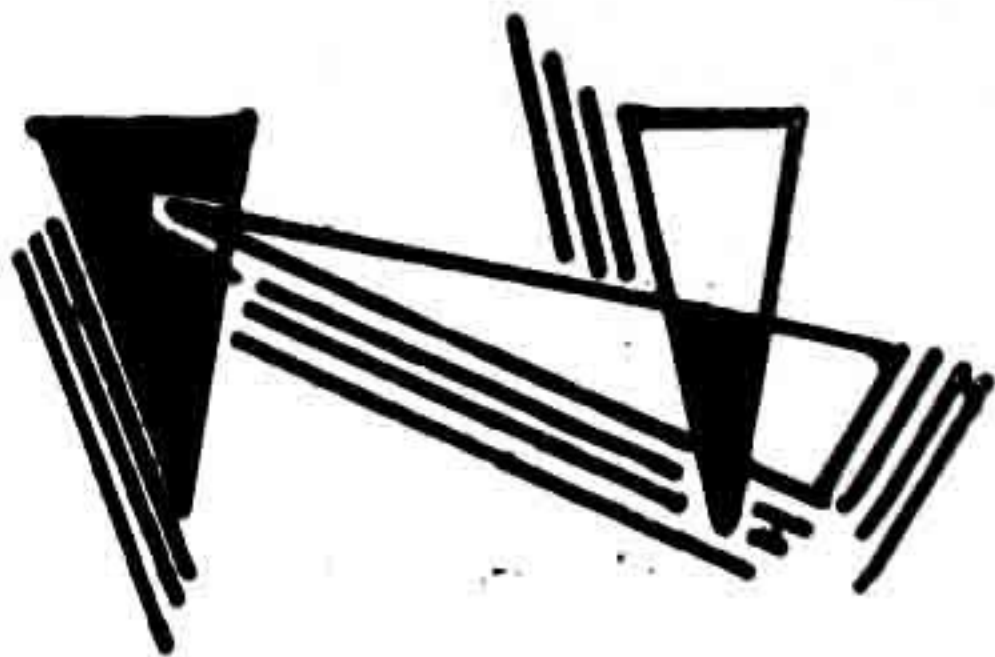
اُولِيَاءُ بَعْضُهُمْ! مگر صدام حسین کا تینس غیر مسلم اور سپر طاقتوں کا ڈیرہ ماہ تک مقابلہ کرنا، اس کی بہادری۔ شجاعت اور جرأت مندی کی ایک روشن دلیل ہے!

بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ اور اللہ کے خلیل نے جس شہر یعنی مکہ مکرمہ کو امن و سلامتی کا گہوارہ فرمایا تھا اس سرزمین میں آج بمبار طیارے۔ آگ برسانے والے ٹینک!۔ آتش نشاں توپیں اور خطرناک میزائل نفاؤں میں اڑتے دکھائی دیتے ہیں۔

افسوس ہے کہ ہماری نام نہاد اسلامی ریاستیں، بے پناہ مالی وسائل اور دولت کے بھرپور خزانوں کے ہوتے ہوئے اتنی کمزور اور نبردیں ہیں کہ کویت کے حکام — امر اور عوام جو آج فتح کا جشن ہوائی فائروں سے منارہے ہیں۔ عراق کا ایک گھنٹہ بھی مقابلہ نہ کر سکے اور بجمع الصباح کے سر پر پاؤں رکھ بھاگ نکلے۔ کسی کے پاس کوئی اسلحہ — کوئی سامان جنگ نہیں اور کوئی فوج نہیں ہے تو پھر کیوں خادمِ حرمین الشریفین بنے بیٹھے ہیں — دو لاکھ یہودیوں کے مقابلے میں دس کروڑ سے زیادہ عربی شہزادے نہ ٹھہر سکے اور اسرائیلی حکومت قائم کروا کر اب بیت المقدس بھی ان یہودیوں کے قبضہ میں دے کر اپنی شہزادگی پر ناز کرتے ہیں۔

۱۹۷۹ء میں، میں بھی امیر الحجاج بن کر جمع بیت المقدس گیا ہوا تھا تو چند عرب کے شہزادے کی شخصی حکومت اور آل سعود کی آمرانہ سلطنت کے مخالفوں نے اچانک خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا — لیکن سترہ دن تک عرب کے سپاہی حملہ آوروں کو خانہ کعبہ سے نہ نکال سکے — پاکستانی فوج کے بہادروں نے آدھ گھنٹہ کے اندر ہی ان بافیوں کو گرفتار کر لیا تھا —

پھر یہ خادم اور محافظِ حرمین الشریفین کیسے ہوئے ؟



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیویتی

اور

شہزادی بلقیس کا ہدھد

قارئین گرامر! — جس طرح اصحابِ نبیل کا سفید ہاتھی —
حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی — حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیریا اور حضرت
اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے اسی طرح حضرت
سلیمان علیہ السلام کی حیوٹی اور شہزادی بلقیس کا ہدھد بھی اچھی نسبت کے باعث
جنت میں جائیں گے۔

اور جس طرح مذکورہ بالا جنیتوں کا ذکر پاک کو قرآن مجید کی زینت بنایا گیا،
اسی طرح حیوٹی اور ہدھد کا تذکرہ بھی قرآن مجید کی زینت بنایا گیا ہے اور اس کا بیان
بھی بڑا کھل کر کیا ہے۔

مثلاً: — پارہ ۱۹ — سورۃ النمل — آیات ۱۷ تا ۲۲
پورا قصہ اس طرح ہے۔ — وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ۔ اور

جب حضرت داؤد علیہ السلام کے علم و عرفان کے وارث بنے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا —

وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مِنْتُمْ أَنْ تَبْهَمُوا وَتَكْتُمُونَ
أَنْ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ

اور فرمایا — کہ اے لوگوں ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔

اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا اور یہی ظاہر فضلِ خداوندی ہے —

تفسیر خازن العرفان — السيد صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ جو کہ میرا ستاؤ

گرامی بھی ہیں، مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد — کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ملک بھی عطا کیا گیا — اور

مشرق و مغرب کا مالک بنایا گیا — اور پھر چالیس سال تک اس کے مالک بھی

رہے اور پھر تمام دنیا کی مملکت عطا فرمائی — اور جن وانس — شیطان — پرند و

پرند — درندے اور چوپائے اور شب چیزوں پر آپ کی حکومت تھی — اور اس

ساری دنیا کی حکومت کے ساتھ ہر شے کی زبان کو سمجھ سکتے تھے — اس کے علاوہ بڑی

بڑی اور عجیب و غریب صنعتیں آپ کے دور میں بروئے کار آئیں! —

وَحِثْرٍ لِّسُلَيْمَانَ جَنُودَهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ

ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تختِ حکومت پر جمع اپنے لشکروں

کے بیٹھے سیر کو نکلے —

حَتَّىٰ إِذَا تَوَاعَىٰ وَاذِلَّ الْعَمَلِ قَالَتْ نَمَلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا

مَسْكِنَكُمْ — یہاں تک کہ اس وادی

میں آگے جہاں چوہٹیوں کی کثرت تھی — چوہٹیوں کی سردار نے چوہٹیوں

سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا میں اُرتتا ہوا آ رہا ہے اور وہ اسی وادی میں اترے گا، تم اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں۔ اپنے اپنے گھروں، اپنے بلبوں میں چلی جاؤ۔ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر ہی تمہیں کچل دیں۔

چیونٹی کی یہ بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام مکرانے اور یہ آواز اور چیونٹی کی یہ بات آپ نے تین میل کے فاصلہ سے سُن لی تھی۔

حضراتِ گرامی! کیا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اعجازِ نبوت نہیں ہے کہ آپ نے چیونٹی کی بات ہو اپراڑتے ہوئے تخت پر تین میل کی دوری پر سُن لی۔ اور آج جبکہ ہزاروں جدید سائنسی آلات ایجاد ہو چکے ہیں کوئی ایسا آکر موجود ہے جو کہ چیونٹی کی آواز ریکارڈ کر سکے۔ اسکو سمجھنا تو بہت دور کی بات ہے!

لیکن اللہ کریم نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو معجزات کے طور پر ایسے کمالاتِ دلچسپ کئے ہوتے ہیں جو ان کی نبوت کے شاہد ہوتے ہیں اور اسی طرح صحابہ کبار اور اولیائے عظام پر بھی ایسی عنایات کی بارش کی جاتی ہے تاکہ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے عظام کی کرامات کا انکار کرنے والوں کے لئے اتمامِ حجت ہو سکے!۔ جیسا کہ بہت سی کتابوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہما وندہ کی جنگ میں برسبر پکار تھے کہ آپ کے کانوں نے یہ آواز سنی **يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ**۔ کہ ساریہ پہاڑ کی جانب سے بچو!۔ اور یہ فاصلہ ۳۳ سو میل کا تھا۔ یہ الفاظ حضرت فاروق اعظم کی زبانِ پاک سے اس وقت نکلے جبکہ آپ مدینہ منورہ میں جمعہ المبارک خطبہ ارشاد

فسر رہے تھے —

خطبہ کے وقت آپ کی نظر ولایت اٹھی تو مدینہ پاک سے ۲۲ سو میل دور ہنہاوند کے میدان جنگ پر پڑی جہاں پر لشکر اسلام امیر حضرت ساریہ کی قیادت میں ایرانیوں کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ آپ نے دیکھا کہ دشمن کی فوج پہاڑ کی اوٹ سے لشکر اسلام پر حملہ کرنے ہی والی ہے تو آپ نے حضرت ساریہ کو آواز دے کر خبردار کر دیا اور پھر یہ کمالِ نظر ولایت حضرت عمر فاروقؓ ہے تو ادھر کمالِ قوتِ سماعت حضرت ساریہؓ کی طرف غور فرمائیے کہ کوئی تار برقی نہیں، نہ کوئی لاسکی کا نظام اور آلہ کشادِ صوت ہے مگر پھر بھی نگاہِ فاروقؓ نے دیکھ لیا اور حضرت ساریہؓ کے کانوں نے سن لیا۔

تفسیر کبیر - جلد ۶ - ص ۲۰۳ - چیونٹی نے کہا —

وَهَذَا خَيْرٌ مُسْتَبَعْدًا — اور یہ کوئی بعید نہیں ! —
فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ فِيهَا الْعَقْلَ وَالنُّطْقَ —

کیونکہ - اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اس نے چیونٹی میں عقل اور قوتِ گویائی

عطا کر دی ہو۔

اور چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کیوں کہا کہ اپنی اپنی کھڈوں میں داخل

ہو جاؤ !

لَا تَهَاخَا فَاثًا عَلَى قَوْمِهَا — کیونکہ وہ چیونٹی اپنی قوم کی سردار

اور سربراہ تھی۔ ایلئے اسے اپنی قوم کا خوف پیدا ہوا اور وہ اپنی قوم کے سردار

اور سربراہ ہونے کے ناطے یہ ضروری سمجھتی تھی کہ اپنی قوم کو آنے والے خطرہ سے

بچانے کی کوشش کرے —

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ کا گورنر بن کر وہاں گیا تو

لوگوں نے بڑا پرتیاک خیر مقدم کیا
فَقَالَ سَلُوا عَمَّا شِئْتُمْ — تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے

عوام سے کہا کہ مجھ سے جو پوچھنا چاہو تو پوچھ لو —

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَاضِرًا وَهُوَ غُلَامٌ —

اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اس اجتماع میں حاضر تھے اور آپ
ابھی نوجوانی کے عالم میں تھے —

آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا سوال پوچھا —

أَكَا نَتْ ذَكَرْتُ أُمَّ أُنْتَلَى — کیا حضرت سلیمان علیہ السلام

والی چیونٹی مذکر تھی یا مونث؟ —

حضرت قتادہ — خاموش ہو گئے تو حضرت امام ابو حنیفہ نے خود ہی

جواب دیا — كَا نَتْ أُنْتَلَى —

کہ وہ چیونٹی مونث تھی —

تو لوگوں نے پوچھا — مِنْ أَيْنَ عَرَفْتُ

کہ آپ کو کیسے پتہ چلا — تو فرمایا کہ اگر وہ چیونٹی مذکر ہوتی تو قائلت

کے بجائے قال ہوتا —

کنز الایمان — سبحان اللہ — اس سے حضرت امام صاحب کی شان

علم معلوم ہوتی ہے — چیونٹی کا نام مُنْتَلَى تھا —

حضرت سلیمان علیہ السلام نے وادیِ بمل میں اتر کر ڈیرا لگا دیا —

جن انسان اور ملائکہ و چرند و پرند باادب بالملاحظہ حلقہ باندھ کر ارد گرد کھڑے

ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اپنے لشکر کی طرف نگاہ اٹھائی تو خوشی و مسرت

کے عالم میں پکار اُٹھے ————— القرآن

اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ شکر کروں تیرے احسانات
کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیئے — اور میں وہ اچھا اور نیک کام کروں
جو تجھے پسند آئے —————

وَادْخُلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔

اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص
کے سزاوار ہیں ————— (صالحین)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے شکر کو دیکھا تو هُدُ هُدُ پرندہ دکھائی نہ
دیا۔ — بنجابی میں اسے ”چکتی راھا“ کہتے ہیں اور اس میں کمال یہ ہے کہ یہ پتہ
چلا لیتا ہے کہ زمین کے کس خطے میں پانی ہے! —————

وَكَانَ يَرَى الْمَاءَ مِنْ تَحْتِ الْأَرْضِ —————

تفسیر کبیر — جلد ۶ — ص ۴۰۲ - تفسیر نسفی جلد ۴ ص ۱۰۸۔

تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب هُدُ هُدُ نظر نہ آیا تو جلال اور غصہ
میں فرمایا کہ هُدُ هُدُ میری اجازت کے بغیر کہاں اور کیوں غائب ہو گیا! —————

ہیں اُسے اس غلطی پر سخت سزا دوں گا! —————

ہاں! اگر اس نے کوئی معقول جواب اپنی —————

غیر حاضری کا دے دیا تو میں درگزر کروں گا! —————

حضرت سلیمان علیہ السلام ابھی یہ اعلان ہی کر رہے تھے کہ هُدُ هُدُ بھی فضائے

آسمان میں پرواز کرتا ہوا — اور چھپاتا ہوا حاضرِ مجلس ہو گیا —————

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ میری اجازت بغیر کیوں اور کہاں گیا تھا۔

ہدھد پرندہ نے جواب دیا — حضور! میں ملکِ سبا سے آ رہا ہوں اور ایک عجیب و غریب اور حیران کن خبر لایا ہوں — اور خبر سچی اور حقیقت پر مبنی ہے —

وہاں ایک حین و جمیل شہزادی بلقیس ہے جو ملکہِ سبا کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ اسکا ملک بڑا ہی سرسبز و شاداب اور خوبصورت ہے! — اور وہ اور اس کی پوری قوم سورج کی پرستش کرتی ہے جو شیطان کے جال میں جھنس چکی ہے —

وَلَمَّا عَرُشٌ عَظِيمٌ — اور وہ ایک بہت بڑے تخت کی مالک ہے! —

تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۴۰۴ — تفسیر سفی۔ جلد ۳ ص ۱۰۹ —

كَانَ ثَمَانِينَ ذِرَاعًا فِي ثَمَانِينَ ذِرَاعًا وَطُولُهُ فِي الْهَوَاءِ
ثَمَانِينَ ذِرَاعًا — اسی ہاتھ لبا — اسی ہاتھ
چوڑا اور اسی ہاتھ اونچا ہے وہ تخت —

وَكَانَ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ وَكَانَ مَرصَعًا بِأَنْوَاعِ الْجَوَاهِرِ وَتَوَامُهُ
مِنْ يَاقُوتٍ أَحْمَرَ — ام

وہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا ہے اور وہ لعل و جواہرات سے بڑا ہوا ہے۔ اس کے پائے سُرخ یا قوت کے ہیں — اور وہ بہت ہی خوبصورت اور چمکے موتیوں سے آراستہ ہے! —

احبابِ کرام! — شہزادی بلقیس کے تخت کو قرآنِ پاک نے عظیم فرمایا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ قرآنِ حکیم نے اور بھی کئی اشیاء کو عظیم کہا ہے —

مثلاً۔ احسن القصص ص ۱۲۵ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو اور اپنے تخت کو عظیم فرمایا ہے۔

پارہ ۱۸-۵ سورة المؤمنون۔ آیت ۱۶۔ (۱)۔ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

(۲)۔ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔

(۳)۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔

اور اپنے عرش کو ایسے عظیم کہا ہے۔ لَإِنَّهُ خَلَقَ عَظِيمًا۔ کہ

یہ ساری مخلوقات سے بڑا ہے۔

لَهُ أَرْبَعَةٌ أَرْكَانٌ وَكُلُّ رُكْنٍ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ قَائِمَةٌ مِنْ

يَاقُوتٍ أَحْمَرَ۔ کہ اس کے چار ستون اور تین سو ساٹھ سرخ

یاقوت کے پائے ہیں۔

وَمَسِيرَةٌ ثَمَانِينَ بِأَجْحَتِهِ الْمَلَائِكَةِ۔

اور اگر ایک تیز رفتار فرشتہ ایک پائے سے دوسرے پائے تک جانا

چاہے تو اسے اسی برس کا عرصہ درکار ہوگا!

(۴)۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق

کو عظیم فرمایا ہے!

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقِ الْعَظِيمِ۔ وَكَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ

وَلَمْ يَذُغْ حَبِيبٌ كَسْرٌ رَبَّاعِيَّتَهُ عَلَيْهِمُ۔

اور میدانِ احد میں آپ کے دندانِ مبارک بھی شہید کئے گئے مگر اپنے

ہرگز ان کے لئے بددعا نہیں کی!

وَلَا فِي ذَاتِ الشَّدَائِدِ إِذْ ذُوَا —

یہاں تک کہ کفار و مشرکین مکہ نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں مگر آپ صبر و شکر کرتے رہے۔ — طائف کے بازار میں آپ پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ خون جاری ہو گیا۔ — تو صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عارثہؓ نے بددعا کے لیے عرض کی۔ — تو آپ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا —

میں اس دھرم میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا۔ — بلکہ ان کے حق میں یہ دعا فرمائی —

الہی رَحْمَہٗ فَرَسًا آجِ طَائِفِہٖ مَلٰئِکَہٗ
الہی پھول برس پتھروں والی زمینوں پر

— اور —

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گایاں سُن کر دعائیں دیں
(۵) — اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذنبہ کو بھی عظیم فرمایا۔

رَفَدَ یُنَاہُ بَدِیْحِ عَظِیْمِہٖ —

کیونکہ وہ تین ہزار تین سو ستائیس (۳۳۲۷) سال تک جنت میں پلتا رہا۔
اور سید افتخار الحسن نے کہتا ہے کہ میدانِ کربلا میں رَفَدَ یُنَاہُ بَدِیْحِ عَظِیْمِہٖ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ کی گود میں پلتا رہا۔

(۶) — اور پھر فرعون کے جادو کو عظیم کہا۔ —

وَجَاءَهُ بِسِحْرِ عَظِيمٍ — کہ
وہ بہت بڑا جادو لے کر آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجز نما
عصا کے مقابلے میں —

(۷) — اور پھر قیامت کے زلزلہ کو عظیم کہا: —
إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ — کہ
قیامت کا زلزلہ بہت بڑا ہے! —

(۸) — اور عورتوں کے مگر کو بھی عظیم فرمایا —
إِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيمٌ — وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ
(۹) — اور پھر شرک کو بھی عظیم فرمایا —
إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ —

ہدھد کی گفتگو سن کر اور شہزادی بلقیس کی تعریف اور اس کے سنہرے
تخت کی توصیف سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی حیران ہوئے۔ اور
پھر آپ کو شہزادی بلقیس اور اس کے خوبصورت تخت کو دیکھنے کی تمنا پیدا ہوئی تو
آپ نے ایک خط شہزادی بلکہ سب کو لکھ کر ہدھد کے حوالے کیا اور فرمایا
میرا یہ خط انہیں دے آ۔ خط یہ تھا —

وَإِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ — وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
خط کا مضمون یہ تھا — کنز الایمان — کہ از جانب بندہ خدا
سلیمان بن داؤد بسوئے ملکہ سبا بلقیس بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس پر سلام
جو ہدایت قبول کرے۔ اس کے بعد مدعا یہ: —

لَا تَعْلَمُوا عَلَيَّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ — کہ

تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو۔ اور آئینوں میں خط پر اپنی مہر لگا کر ہدہ پرنڈہ کے پروں میں باندھ دیا۔

ہدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر پرواز کی۔
 زہرت المجاسس جلد ۱ ص ۲۶ حضرت علاء عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ
 علیہ۔ لَمَّا أَرْسَلَ سُلَيْمَانُ الْهُدُودَ إِلَى بَلْقَيْسَ قَالَتْ الطِّيُّورُ كَيْفَ
 تَذْهَبُ وَاحِدَكَ۔ کہ جب حضرت سلیمان

علیہ السلام نے ہدہ کو خط لے کر بلقیس شہزادی کی طرف بھیجا تو پرنڈوں نے
 بدبہ سے کہا کہ تو اکیلا ملک سب میں کیسے جائے گا؟۔
 تو۔ بدبہ نے پرنڈوں کو جواب دیا!۔

مَنْ كَانَ مَعَهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ کہ
 جس کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نقش ہو تو وہ ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے۔
 فَتَرَى عَلَى أَدْبَعِ الْآلِ صَيَّادٍ۔

راستہ میں چار ہزار شکاریوں نے بدبہ کو پکڑنے کی اور اس پر تیر ہلا کر
 نشانہ بنا کر گرانے کی کوشش کی مگر ہدہ محفوظ رہا۔

چنانچہ ہدہ وہ خط لے کر شہزادی بلقیس کے پاس پہنچا۔ اس وقت
 شہزادی بلقیس کے ارد گرد اراکین سلطنت، وزراء و امراء دربار میں بیٹھے تھے
 کہ بدبہ نے وہ خط شہزادی بلقیس کی گود میں ڈال دیا۔ پہلے تو وہ
 گھرائی مگر پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خط پر مہر دیکھ کر خوش ہوئی اور خط
 پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ پر صکر سے مزید طمانیت حاصل ہوئی اور
 پھر اراکین سلطنت سے کہا۔ کہ

اسے میرے سردار و وزیر و اور امیرو! —
 اَلْقَى عَلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ —

کہ میری طرف ایک نہایت ہی عزت و تکریم والا خط آیا ہے جس میں
 لکھا ہے کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور مطیع و فرمانبردار بن کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔
 کتاب کریم — اس لیے کہ خط بھیجنے والا ایک برگزیدہ
 اور مکرّم و محترم بادشاہ کی طرف سے تھا —

تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۰۷ — کنز الایمان —

لَا تَهْ مِنْ عِنْدِ مَلِكٍ كَرِيمٍ —

تفسیر قادری جلد ۲ ص ۱۷۶ امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ — امام قشیری
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس خط کو بزرگی ایلے حاصل تھی کہ اس میں ملک گیری سے
 کی ہو س نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا گیا تھا اور اللہ کی طرف ہی
 بلانے والا تھا —

پھر بتایا کہ یہ خط حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ اور
 پھر ملکہ سبا نے، ارکان سلطنت حکومت کے نمائندوں اور فوجی جرنیلوں
 کا ایک ہنگامی اجلاس بلا کر کہا کہ مجھے بتاؤ کہ اس خط کے جواب میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟
 تو سب نے متفقہ طور پر جواب دیا —

تَحْنُ اُولُو قُوَّةٍ وَاُولُو اَبْصَارٍ شَدِيدٍ —

کہ ہم قوت رکھتے ہیں — طاقت پر ہمیں ناز ہے اور ہم سخت لڑائی لڑنے
 والے جنگجو ہیں — مگر پھر بھی جو تمہاری رائے اور مرضی ہوگی وہی ہماری ہوگی!
 اب تم اپنا مشورہ دو جنگ کا یا صلح کا؟

شہزادی بلقیس اپنے ارکانِ حکومت کی باتیں سن کر سمجھی کہ یہ لوگ جنگ کرنے اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں تو اسے یہ بات پسند نہ آئی تو پھر انہیں جنگ و جدال کی خرابیوں اور لڑائیوں اور قتل و غارت گری کی تباہ کاریوں کے متعلق فرمایا —
 إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْدَاءَهُ
 أَهْلِهَا أَذِلَّةً — کہ

بیشک تم لوگ میرے وفادار ساتھی ہو۔ بہادر ہو۔ قوت والے بھی ہو۔ شجاع بھی اور جنگجو بھی ہو۔ میری عزت و آبرو کی خاطر اپنی جانیں نثار کرنے والے بھی ہو مگر یہ یاد رہے کہ جب یہ دنیا کے بادشاہ فاتح کی حیثیت سے کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اور وہاں فتنہ و فساد کا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں اور اس بستی کے معزز لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔
 اور مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں۔

وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ

اور وہ ایسا کرتے ہی رہتے ہیں جیسا کہ آج اہل سعود کے شہزادے شاہ فہد نے ایک مسلمان حکومت کو تباہ و برباد کرنے کے لیے امریکہ کی عیاش فوج اور دوسری عیسائی اور کافروں، مشرکوں کی سلطنت کے اوباش گانگستوں کو اپنی شہزادگی کی کرسی بچانے کی خاطر بلوا کر عرب کے ریگستان کو مسلمان کے خون سے رنگین کرنے میں مصروف ہے۔

مگر افسوس کہ "الکُفْرُ بِلْتَةِ وَاحِدَةٍ" کی عملی تفسیر تو ظاہر ہو گئی، مگر ابھی تک المسلم بِلْتَةِ وَاحِدَةٍ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ تیس کافروں
 مشرک یعنی یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں اکیلا عراق کا بہادر صدام حسین۔

قرآن حکیم کا کیا خوبصورت حُسن اتفاق ہے کہ ادھر شہزادی بلقیس نے اپنے سرداروں سے کہا ————— **يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ! كِر**
اے میرے درباریو! ————— **أَفْتُونِي فِي أَمْرِي**۔

مجھے اس کام کے بارے بارے اپنی اپنی رائے پیش کرو! ————— اور
ادھر حضرت سلیمان نے بھی اپنے درباریوں سے بھی یہی فرمایا تھا
يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ ————— کہ

اے میرے درباریو لشکریوں اور جرنیلوں تم میں سے کون ہے جو شہزادی بلقیس کا تخت ہمارے پاس لائے۔

ایک جن نے کہا کہ میں لاتا ہوں ————— تیرے اٹھنے سے پہلے —————

فرمایا۔ مجھے اس سے بھی جلدی چاہیے ————— تو ایک علم والے

یعنی برخیا آصف نے کہا ————— حضور وہ تخت میں لاتا ہوں ————— آپ
کی آنکھ پھپکنے سے پہلے —————

پس سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ تخت پاس موجود ہے —————

حالانکہ آصف برخیا جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر بھی تھا اور فقیر بھی وہاں سے اٹھا بھی نہیں۔ ————— غائب بھی نہیں ہوا اور ہاتھ بھی باہر نہیں نکالے۔
مگر پھر بھی تخت لے آیا ————— **هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي** —————

حصولِ قصہ یہ ہے کہ ملکہ سبا شہزادی بلقیس نے کہا۔

رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ہ

کہ — اے رب — آج تک تو میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی کہ سوزج کی پوجا کرتی رہی اور اب میں حضرت سلیمان کے ساتھ ایک رت پر ایمان لاتی ہوں اور حلقہ بگوشِ اسلام برتنی ہوں۔

تفسیر کبیر علیہ ۶ ص ۴۰۳ - تفسیر کنز الایمان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے شکر کے ساتھ وادی نمل میں سے گزرے تو چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں سے کہا کہ اپنی اپنی کھڑوں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان اور ان کا شکر تمہیں کچل ڈالے۔

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ — بے خبری میں —

كَانَهَا عَرَفَتْ أَنَّ النَّبِيَّ مَعْصُومٌ فَلَا يَقَعُ مِنْهُ هَذِهِ الْحَيَوَانَاتُ

الْأَعْلَى سَبِيلِ السَّمَوَاتِ — کہ وہ چیونٹی

جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں اور ہر خطا سے معصوم ہیں۔ اور

صاحب عدل ہیں اور جبر اور زیادتی آپ کے شایان شان نہیں ہے۔

ایسے وہ گزریں اور خبری میں چیونٹیاں کچلی جائیں۔

وَهَذَا تَنْبِيْهُ عَظِيْمٌ عَلَى وُجُوْبِ الْجَنَابِ لِبَعْضَةِ الْأَنْبِيَاءِ

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ — اور چیونٹی

کا یہ کہنا پختہ دلیل ہے اس بات کی کہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم

عن الخطا ہوتے ہیں۔

سید افتخار الحسن زبیدی کہتا ہے کہ چونکہ اس چیونٹی نے حضرت سلیمان

علیہ السلام کو اور تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی معصوم عن الخطا کہا ہے اس

لیئے اس کی یہی اچھی نسبت اسے جنت میں لے جائے گی۔ اور

ہد ہد کے خط لے جانے کی اچھی نسبت کے باعث ملکہ سباء شہزادی

بقیس حلقہ بگوش اسلام ہوئی ایسے وہ ہد ہد بھی جنت میں جائے گا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ امام غزالی اور علامہ صفوری نے یہ سچ کہا ہے۔

کہ ”نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں ہے۔“
 جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور بلقیس شہزادی کا ہدھد۔
 اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیر اعظم جب بے نظیر بھٹو موٹی تو علمائے
 کرام نے بخاری شریف کی اس حدیث پاک کے پیش نظر فتویٰ دے دیا کہ نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”جس قوم کی سربراہ ایک عورت ہو وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔“
 تو سپینز پارٹی کے جاہل اور تنخواہ دار مولویوں اور گمراہ قسم کے عوام نے شہزادی
 بلقیس کی سربراہی کو دلیل بنا کر پیش کرتے رہے! —

مگر وہ سیم زدہ مولوی اتنا بھی نہ سمجھ سکے کہ جب شہزادی بلقیس ملک
 سبا کی سربراہ تھی اس وقت تو وہ کافرہ تھی —

مسلمان ہونے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے
 بعد کوئی ملائمت ثابت کرے کہ وہ پھر بھی کسی ملک کی سربراہ رہی ہو! —
 مثلاً — بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۳۷: —

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی کہ —

إِنَّ أَهْلَ فَارِسٍ قَدْ مَلَكَوْا عَلَيْهِمْ بِنْتُ كِسْرَى — کہ
 فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو یعنی ایک عورت کو فارس کی سربراہ
 بنالیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —

كُنْ يَفْلِحُ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ — کہ یہ قوم

کبھی فلاح و ترقی نہیں کر سکتی جس قوم نے عورت کو اپنا سربراہ بنالیا۔ اور زبان نبوت سے نکلی ہوئی بات سچ اور حقیقت پر مبنی ثابت ہوئی کہ جب تک پاکستان کے بے علم۔ جاہل اور عیاش لوگوں نے بے نظیر صاحبہ کو ملک کی وزیر اعظم بنائے رکھا ملک پر بخوست و بیوست کے سیاہ بادل ہی پھائے رہے اور ملک کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے تمام راستے بند ہی رہے ! اور ————— اب بنگلہ دیش میں بھی ایسا ہی ہونے والا

ہے کہ عالیہ الیکشن میں خالدہ ضیاء کی پارٹی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئی ہے اور وہ بنگلہ دیش کی سربراہ یعنی وزیر اعظم بننے والی ہیں —————

اور اس لعنت کے متعلق جب بنگالی مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخاری شریف کی یہی حدیث پاک انہیں سنائی جاتی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی موجودگی میں اور پاکستان کے بڑے۔ بڑے علماء کرام کے ہونے کے باوجود جب بے نظیر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم بن سکتی ہے تو خالدہ ضیاء بنگلہ دیش کی سربراہ کیوں نہیں بن سکتی۔ گویا کہ پاکستان کے اوباش اور بازاری قسم کے لوگوں کی لعنت بنگلہ دیش کے لئے بھی دلیل بن گئی ————— اور اس لعنت کا دروازہ کھولنے والی اسلام کی ٹھیکیدار جماعت اسلامی ہے —————

اسی لئے کہ صدر ایوب مرحوم اور محترمہ فاطمہ جناح کے درمیان صدارت کا الیکشن ہوا تو اسی جماعت نے عورت کی سربراہی کو جائز قرار دیتے ہوئے۔ محمد علی جناح مرحوم کی ہمیشہ محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کر کے ان کو میدان ریاست میں شکست دلائی اور درپردہ ان کی رسوائی کا باعث بنی —————

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَدُلُّدُلُّ عَلٰی عَلَیْهِ السَّلَام

کتاب — حسن القصص منہ جناب ابوالحامد امام غزالی رحمۃ اللہ
 علیہ قارئین کرام — جس طرح اصحاب فیل کا ہاتھی — حضرت یعقوب علیہ السلام
 کا بھیڑیا — حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی — حضرت اسمعیل
 علیہ السلام کا دنبہ — حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی سے
 بلقیس کا پرندہ ہڈ ہڈ آدمی کی جنس کے علاوہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں
 جائیں گے۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کا دل بھی اچھی نسبت
 کے باعث جنت میں جائے گا۔

حضرات گرامی — اسلام کی عظمت، دین کی رکھوالی اور ناموس
 رسالت کی خاطر اسلام اور کفر کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئیں ہر جنگ میں
 ذوالفقار، حیدر مئی کفر و باطل کے سر چھپتی دکھائی دیتی ہے اور یہ
 بھی یاد رہے کہ جس اسپ تازی پر سوار ہو کر شیر خدا میدان جہاد میں جا کر توحید

رسالت کے پرچم کو کفر و شرک کی مضبوط دیواروں پر لہرایا کرتے تھے۔ اس گھوڑے کا لقب دُلّ تھا۔

مدارج النبوت — اُردو — ص ۲۰۱

جنگ اُحد میں نطلحہ بن ابی طلحہ جو کہ شکر کفار کا علمبردار تھا اس کے مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام آئے۔ شیر خدانے اس کے سر پر ذوالفقار ماری جو اس کافر کا دماغ چاٹتی اور دل چیرتی ہوئی اُسے دو نخت کر گئی۔

ص ۲۱۱ — جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس شجاعت اور جواں

مردی کے باعث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّهُ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ

”علیٰ مجھ سے ہے اور میں علیٰ سے ہوں۔“

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی — اَنَا مِنْكُمْ
کہ میں ان دونوں میں سے ہوں۔

حق و باطل کے درمیان تلواریں ٹکرا رہی تھیں اور میدان جنگ سے شعلے اٹھ رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی !

لَا فَتَىٰ اِلَّا عَلِيٌّ — لَا سَيْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَارِ — کہ

علیٰ کے علاوہ اور کوئی جوان نہیں — اور سوائے ذوالفقار کے اور

کوئی تلوار نہیں ہے۔

اسی لئے کہ جس تلوار سے شیر خد کفر و باطل کی دیواروں کو پاش پاش کیا کرتے تھے کسی غیبی آواز نے اس تلوار کا نام ”ذوالفقار حیدری“ رکھ دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا !

اے علی ! جانتے ہو یہ کس کی آواز تھی؟ —
عرض کی نہیں ! —

فرمایا — آسمان کے ”فشتہ رضوان“ کی آواز تھی۔

ص ۲۱۲۔ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ احد کی جنگ میں مجھ پر تلواروں

کے ٹکڑے وار ہوئے — بارہ میں نے روکے اور چار پر میں گرتا رہا —

لیکن کوئی حسین و جمیل آدمی میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھا دیتا تھا —

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ! —

اے علیؑ — جانتے ہو وہ کون تھا؟ —

عرض کی — اس کی شکل و صورت دیر کلبی سے ملتی جلتی تھی —

فرمایا — جب رائیل علیہ السلام تھے —

اقبال مرحوم نے پسح کہا —

طر۔ تیری خاک میں شرر اگر تو خیالِ فکر و غنا نہ کر

کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

• کون علیؑ؟ — جس کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک

کو دیکھتے ہوئے قضا ہو جائے تو ڈوبا ہوا سوزج واپس آ جائے ! —

کون علیؑ؟ جن کو دیکھنا عین عبادت ہے —

النَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا : —

اور اس کی ولادت بخانہ کعبہ میں ہو اور شہادت مسجد میں !

طر۔ اللہ کے گھر میں جسکی ولادت ہو جائے نہ کیوں نہ وہ قبلہ اربابِ ارادت ہو جائے

اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہوگا
جس کو دیکھنا بھی عین عبادت ہو جائے

اور

کے رامیتسرنہ شدہ این سعادت
بکعبہ ولادت مسجد شہادت
شیر خداری اللہ تعالیٰ اعنہ جہاں حکمت و علم اور دانائی کا سرچشمہ۔
حق و ہدایت کا مرکز۔ لطف و کرم کا پیکر۔ بہارت و نفاست کا مجسمہ۔ فقر و غنا
اور درویشی کا منبع اور حقیقت و معرفت کے بحر بیکراں تھے وہاں وہ بہادری و
شجاعت کے کوہ گراں اور وفاداری و جان نثاری کی چٹان بھی تھے۔
بخاری شریف۔ جلد اول ص ۵۲۵۔ مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۷۹۔ ترمذی
شریف جلد ص ۲۱۳۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳۔

تاریخ اسلام میں جنگ خیبر کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ اسی
سے لگایا جا سکتا ہے کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اسلام کا جھنڈا
لے کر خیبر کی فتح کے لئے گئے مگر کسی کو بھی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

آخر ایک دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لَاُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ يَدَيْهِ۔
کہ کل میں اسلام کا جھنڈا اپنے اس غلام کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ
تعالیٰ فتح دے گا۔

اور۔۔۔۔۔ وہ شخص ایسا ہے۔

يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔۔۔۔۔ کہ جس سے اللہ اور اس کا رسول

محبت کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔
 زبان نبوتؐ سے یہ مژدہ جانفزا رسن کر ہر ایک کی تمنا تھی کہ اسلام کا
 جھنڈا اُسے عطا ہو! ————— لیکن صبح ہوئی تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا: —————

اَبْنُ عَلِيٍّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ! ————— کہ
 عسلی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ —————
 جواب ملا ————— ان کی تو آنکھیں دکھتی ہیں! —————
 حکم ہوا ————— انہیں بلا کر لاؤ! —————

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر خدمت ہو گئے کہ ان کی آنکھیں آشوب چشم کی
 وجہ سے کھل نہیں رہی اور بہت زیادہ تکلیف میں ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنا لعابِ دہن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی آنکھوں پر لگایا۔
 بس یہ لعابِ دہن مصطفویؐ کا اعجاز کہ حضرت علیؑ کی دکھتی آنکھیں تاروں
 کی طرح چمکنے لگیں اور آشوب چشم جاتا رہا۔ —————

پھر والی کو وہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جھنڈا حضرت علیؑ کو عطا کیا۔
 ذوالفقارِ حیدری مکر سے باندھی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ بس پھر شکر
 اسلام لے کر خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دل میں عشقِ رسولؐ تھا، سینہ میں دین
 کی تڑپ۔ ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور دماغ میں شہادت کا شوق۔
 علیؑ نے جھنڈا ہوا میں لہرایا تو فضا نے آسمانی نعرہ ہائے سبکدوشی سے گونج اٹھی۔
 احبابِ کرام! ————— یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھنڈا حضرت علیؑ کو عطا کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنها کی چادر مبارک سے تیار کیا تھا، جیسا کہ
 انسان العیون - المعروف کسیرة حلبیہ - جلد ۲ ص ۲۳۳ عن برہان الدین
 حلبی رحمۃ اللہ علیہ

وَكَانَتْ زَايِدَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ مِنْ
 بَنِي لَعْلَشَةَ تَدْعَى الْعِقَابُ — اور اس جھنڈے کا نام عقاب تھا۔
 وَلَعَلَّ السَّوَادِ وَكَانَ كِتَابَةً فِي ذَلِكَ الْعِلْمِ لِوَأَبِي بَيْضَانَ مَكْتُوبًا
 لِلَّهِ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

زنگ اس جھنڈے کا سیاہ تھا اور اس پر سفید زنگ سے کلمہ شریف لکھا ہوا
 تھا۔ — يُقَالُ لَهُ الْعِقَابُ — اسے عقاب کہتے تھے!

اس مسلمہ حقیقت کے بعد اگر شیعوہ حضرات، حضرت علیؑ اور حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین زمانہ نبوت کے وقت یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بعد کوئی اختلاف یا عداوت تھی تو ایسے حضرات کی عقل و ہوش پر سوائے
 افسوس کے اور کیا کیا جاسکتا ہے! —

اگر دونوں میں کوئی عداوت اور نفرت ہوتی تو حضرت علیؑ علیہ السلام،
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر مبارک سے تیار کیا ہوا اسلام کا جھنڈا کبھی نہ
 پکڑتے! —

دوسری بات جو اس حدیث پاک سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ
 وہ بے ادب اور گستاخ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا
 ہوگا۔ ان کا یہ مقام نبوت اور علم رسالت پر ایک دھبہ ہے۔ ایسے کرید المرسلین
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — بخدا! — کہ کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو خیر فتح

کر کے آئے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ تو اور علم غیب کے کہتے ہیں۔! —
 پس ثابت ہوا۔۔۔ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم —
 — عالم الغیب میں —

اور پھر شیر خدا نے خیبر کی زمین پر اسلام کا علم گاڑ دیا۔ خیبر کے قلعہ
 قموں کا کمانڈر اور مشہور زمانہ یہودی شہ زور پہلوان مرحب جس کی بہادری
 اور جنگی حکمت کی داستانیں پوری دنیا کے کفر و شرک میں ضرب المثل تھیں حضرت
 علی علیہ السلام کے مقابلہ میں آیا۔ پورا جسم لوہے میں غرق۔ سر پر دو من لوہے
 کا خود پہنے اور ہاتھ میں بھاری بھرم فولادی گرز تھا۔۔۔۔۔
 شیر خدا نے یہ رجز بڑھا اور مقابلہ کے لئے آگے بڑھے۔ سمیٹنی امی حیدر

کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہوا ہے!
 بس پھر دو تلواریں آپس میں ٹکرائیں۔ ایک اسلام کو مٹانے کے
 لئے اور دوسری اسلام کو بچانے کے لئے۔۔۔۔۔

مرحب نے بڑی ہوشیاری سے وار کئے جنہیں حضرت علی نے بڑی
 جوانمردی سے روکا۔۔۔۔۔

مرحب نے گرز ہوا میں لہرائی۔ شیر خدا نے پکڑ لی۔ اور زور دار
 جھٹکا دیا۔ گرز زمین پر گر گئی!
 حضرت علی علیہ السلام کے **وَلَدُلُ** نے اپنے دونوں اگلے کھڑاٹھائے

اور مرحب کے کندھوں پر مارے۔ اور ساتھ حضرت علیؑ نے ذوالفقار حیدری کو
 یہودی مرحب کے سر پر لہرایا۔ اس نے حیدر کی شمشیر کو ڈھال پر روکا۔ مگر ذوالفقار
 کی دھار ڈھال کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی، مرحب کے بدن اور گھوڑے کو چیرتی ہوئی

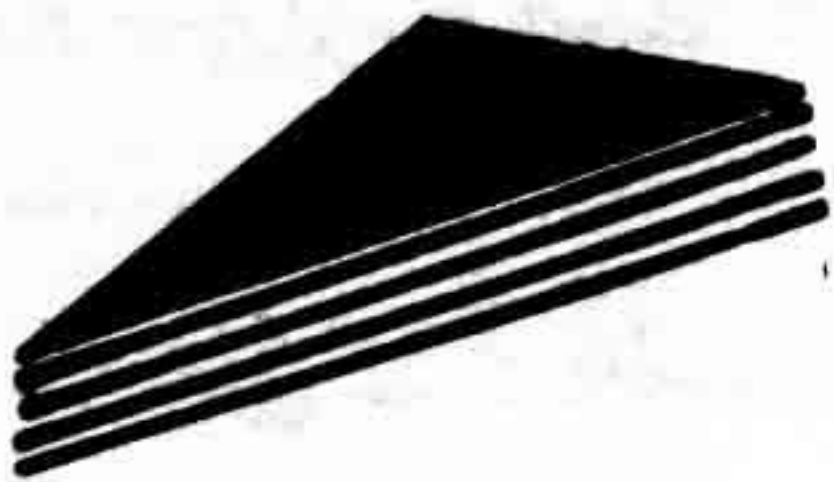
زمین پر آئی — تو زمین پکار اٹھی — !

یا اللہ مجھے علی کی تلوار سے بچالے —
 جنگ کے دوران ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ کے شیر نے
 جوش میں آکر قلعہ کی دیوار کو زور سے ہلایا — کہ زلزلہ آگیا —
 اور درختِ بکر کو چالیس گز کے فاصلے پر پھینک دیا — فتح و نصرت
 نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم چومے — اور اسلام کا پرچم
 خیبر کے قلعہ پر لہا دیا گیا —

سلامہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے کہ —

کبھی تنہائی کوہ و دامنِ عشق
 کبھی سوز و سرورِ انجمنِ عشق

کبھی سرمایہٴ محراب و منبر
 کبھی مولا علیؑ خیرِ مشکنِ عشق



تاریخ الخلفاء ص ۱۱۸ - ریاض النضرہ جلد جلد ۲ ص ۲۳۷ - موضوعات
کبیر ص ۳۶ - ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حَمَلٌ عَلَىٰ بَابٍ نَجِيفًا جَمَعَ بَعْدَهُ عَلَيْهِ سِتُونَ
رَجُلًا لَمْ يَحْمِدْهُ

”ساٹھ آدمی بھی اس دروازہ کو نہ اٹھاسکے!“
ع
آبتاؤں تجھے نادان میں شانِ حیدر
اس جہان سے اونچا ہے جہانِ حیدر
آج بھی جنگ میں اعزازِ کمالِ جرات
مرد میدان کو ملتا ہے نشانِ حیدر

یوں تو عہدِ رسالت میں اسلام و کفر کی کوئی جنگ ایسی نہیں جس
میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہادری و شجاعت کے
جوہر دکھا کر اسد اللہ الغالب کا تمغہ حاصل نہ کیا ہو۔ مگر
غزوہ خندق - میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس
بہادری اور جواں مردی، جان نثاری و شجاعت کا مظاہرہ کیا اس پر
زمین و لے تو کیا۔ آسمان والے فرشتے بھی داد و تحسین
کے پھول برسائے بغیر نہ رہ سکے۔

کفر و باطل مکمل اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تیس ہزار
جرمی، آزمودہ کار، لڑاکا، بہادر اور جنگجو جوان لے کر اسلام کے خلاف
ایک فیصلہ کن لڑائی، سامانِ حرب کی کثرت سے سرشار، اسلام اور اس کو
ماننے والوں کو اس بار صفحہ ہستی سے باکل نیست و نابود کر دینے کا ارادہ

لے کر آیا تھا۔
 اور اس لشکرِ کفار میں دنیائے کفر کا ایک مشہور شہسوار عمرو بن
 ابن وڈ بھی شامل تھا۔ جو کہ ایک ہزار سواروں کے
 برابر مانا جاتا تھا۔

باطل کے لاؤشکر اور سامانِ حرب کو دیکھ مٹھی بھر مسلمانوں کے
 دل دہل گئے۔

اور پھر وہی ابن وڈ اپنے گھوڑے کو اڑھ لگا کر اور خندق پھاڑ کر لشکرِ
 اسلام کے سامنے آن پہنچا۔ اور ہرے
 ہی تکبر و غرور سے آواز بلند پکارا !

هَلْ مِنْ مُبَازِرٍ

کہ کوئی ہے مسلمان جو مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لشکرِ اسلام کی طرف
 نگاہ اٹھائی، تمام مسلمان دم بخود تھے

اس کا فریب کرنے پھر اپنے الفاظ دہرائے

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لشکرِ اسلام کے مجاہدوں کی پھر نظر دوڑائی
 اور سب دم بخود دکھائی دیئے، کسی میں حوصلہ و ہمت نظر نہ آیا !

پھر۔۔۔ جب ابن وڈ نے تیسری بار دعوتِ مبارزت دی
 تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دلدل پورے جوش سے زمین پر اپنے ستم
 مارنے لگا اور اس کے قدموں کی ٹھوکروں سے زمین چنگاریاں بھوٹنے لگیں۔
 اس کے ساتھ ہی خونِ حیدر بھی جوش میں آگیا۔ وہ لشکر کی صف سے

باہر آئے، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر ان کے قدم چومے اور ————— اجازت کے طلب گار ہوئے —————

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے ساتھ، شیرِ خدِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت مرحمت فرمائی ————— ذوالفقارِ حیدری عطا فرمائی اور اپنا عمامہ مبارک حضرت علی المرتضیٰ کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا —————
علیؑ ————— جاؤ! —————

اس کافر کو تیرے سپرد کیا ————— اور —————
تجھے ————— اللہ جل شانہ کے حوالے! —————

اور ————— پھر —————
پئے تعظیم جھک کر اور ہنّادی کی رضالے کر
چلا میدان میں شیرِ خدِ نامِ خدائے کر
نہ سینہ پر زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی تلوار ہی مردوں کا گناہ تھا

اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنے اسپ تازی — یعنی
دُلْدُل کو اشارہ دے کر اس کی راسوں کو ڈھیلا کیا تو وہ بھی عُقَاب
کی طرح کُفر پر چھپنے کے لئے میدانِ کارزار میں آگیا —————

اور پھر ————— دو تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں اور شعلے اُگلنے
لگیں ————— ایک حق و اسلام کی تباہی کے لئے اور دوسری اِگلی
پشتِ پناہی اور حفاظت کے لئے!

ابنِ وُد کے پاس ————— پٹہ ————— بانا ————— بانک اور مکان تھی۔

نسبت باعث جنت

اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس صرف ذوالفقارِ حمیری - نگاہِ مصطفیٰ
اور — قوتِ ایمان تھی —

نولادی تلواروں کی جھنکار — زہراؑ و شمشیروں کا ہکاؤ بجلی کی کرن
اور چمک اور آہنی ڈھالوں کی کھڑکھڑاہٹ سے خندق بھی لرز رہی تھی —
عین اس وقت جبکہ دونوں جنگجو اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھا
رہے تھے — محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھائی — اور
اسلام و کفر کے میدان میں دونوں جرنیلوں کے انداز سپہ گری کو دیکھا —
اور فرمایا! —

بَرَزَ الْإِيْمَانُ كُلَّهُ مَعَ الْكُفْرِ كُلِّهِ — کہ
”آج مکمل ایمان، مکمل کفر سے لڑ رہا ہے — مکمل ایمان
علی المرتضیٰؑ — اور — مکمل کفر ابنِ وُدّ —

وہ جوش میں تھا — اور — یہ ہوش میں!
وہ غصہ میں تھر تھرا رہا تھا — اور — یہ حوصلہ سے مسکرا رہا تھا۔
آخر کار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نعرہ بکیر بلند کرتے ہوئے ایسی
ضربِ حمیری لگائی کہ وہ روک نہ سکا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا اپنے اس مردود
کے سینے پر چڑھ کر اس کا سر کاٹ کر دوبارہ نعرہ بکیر بلند کیا جس فضائے آسمانی
گوںج اٹھی — اور —

اس طرح مغزوة خندق میں شیرِ خدا اور ان کے دُلّٰل کی جانثاری اور
جاں سپازی سے اسلام کو کفر پر — توحید کو شرک پر —
حق کو باطل پر — اور نیکی کو بدی پر — اور انسانیت کو بربریت پر

مکمل اور فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی —————
 اور حضرت علی علیہ السلام کو اس شجاعت کے صلہ میں دربار مصطفیٰ سے یہ انعام

ملا!

ضَرْبَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ - کہ
 ”غزوہ خندق میں علی علیہ السلام کی جنگ تمام مسلمانوں کے اعمال سے
 افضل ہے۔“

مدارج النبوت - جلد ۲ ص ۲۲۲

لِمَا رَزَقَ عَلِيٌّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ
 أَعْمَالِ أُمَّتِي!

تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۳۱۰

جنگ اور فتح کے بعد نبیؐ نے علیؑ سے پوچھا کہ جب تم ابنِ وڈ سے لڑ
 رہے تھے تو کیا محسوس کر رہے تھے؟

جواب دیا: آقا

لَوْ كَانَ أَهْلُ الْعَرَبِ فِي جَانِبِ الْآخِرِ لَقَدَّمْتُ عَلَيْهِمْ -
 کہ اگر تمام عرب کے بہادر ایک طرف ہوتے تو میں اکیلا ہی ان کے لئے
 کافی تھا۔ اور میں امیر غالب آجاتا۔ اور

ایسا ہوتا بھی کیوں نہ!

اسی لئے کہ شیرِ خدا کی شان تو یہ ہے۔ کہ

شہِ مِردَاں شِیرِ یَزِوَاں قُوَّتِ پِروِ رِوَدِگَارِ
 لَا فَتْحَ إِلَّا مَعِيَ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ

نسبت باہشت جنت

ان تمام مسلمہ حقائق کے پیش نظر سید افتخار الحسن زبیدی کہتا ہے کہ جنگ بدر سے لیکر جنگ احد۔ حنین۔ خندق اور دوسرے غزوات میں جس دُلدُل پر سوار ہو کر حق و اسلام کی عظمت کے لئے ساری زندگی کفر و باطل کے ساتھ نبرد آزار رہے۔

اور آپ کا دُلدُل بھی ہر میدان۔ ہر جنگ اور ہر لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پورا پورا ساتھ دیتا رہا، اسی اچھی نسبت کے سبب حضرت علی علیہ السلام کا دُلدُل بھی جنت میں جائے گا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے کہ۔ "نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں۔"

الغرض

حضرت علی کی جانبازی۔ شیر خدا کی مردانگی اور اسد اللہ الغالب کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ میدان جنگ میں بڑے بڑے بہادروں نامور شہسواروں اور جنگجوؤں کے مقابلہ میں بے خوف و خطر نکل آتے تھے اور قوت ارادی کا یہ عالم تھا کہ موت پر اپنا قبضہ سمجھتے تھے۔

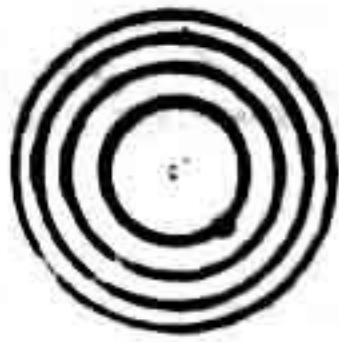
یہی وجہ ہے کہ آجنگ کسی مؤرخ۔ کسی تاریخ دان اور کسی واقعہ نگار نے شیر خدا کی قوت و طاقت کے متعلق صحیح طور پر کچھ نہیں لکھا۔ آخر کار ان کے جنگی کارناموں اور ان کی اسلامی فتوحات کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ شاہ مرواں، شیر نیرداں، قوت پروردگار

لَا قِتِّيَ إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ

قارئین کرام!

مذکورہ بالا حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کتنے افسوس کی بات سچ اور کتنی کسم
ظرفی ہے کہ خارجی لوگ اس مرد مجاہد، مولائے کائنات، فاتحِ خیبر اور دامادِ
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو نام نہاد خلافت سمجھتے ہیں لہ
اور ان کی جرات و شجاعت کو ایک وہم و گمان تصور کرتے ہیں اور سب
سے بڑا ظلم تو یہ ہے کہ

یہ بے ادب و گستاخ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت
ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ کافر اور جہنمی مانتے ہیں —
ان گستاخ لوگوں کے ایسے بیہودہ سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ
”جسے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پر حج کا احرام اور دل میں بغضِ علیؑ
یہ کعبہ پاک کے پیرے تو ہمیں طواف نہیں



لَا فَتَىٰ إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ

کا اعزاز خصوصی

مدارج النبوت — شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ —
 ”جنگ بدر کی ذلت آئینہ اور عبرت ناک شکست کا بدلہ لینے کی
 غرض سے مشرکین مکہ نے میدان احد میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ
 پُرسے جمائے۔“

حضرات محترم! یاد رہے کہ اسی جنگ میں رسول اکرم صلی اللہ کے دندانِ
 مبارک شہید ہوئے اور اسی لڑائی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے — اور
 اسلام و کفر کے اسی تصادم میں حضرت علی علیہ السلام کو
 ”لَا فَتَىٰ إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ“ کا تمغہ
 جرات اور شجاعت کا خصوصی اعزاز بھی عطا ہوا۔

اصل واقعہ کچھ یوں ہے کہ جنگ احد میں نطلو بن ابی طلحہ جو کہ لشکر کفار کا
 علمبردار تھا کے مقابلہ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر تلوار ماری جو اس کافر کا سر،
 دل اور دماغ چیرتی ہوئی نکل گئی۔

لیکن شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ نے اسے جان سے نہیں مارا —
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کافر کو جان سے نہ مارنے کا سبب پوچھا

تو حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ گرتے وقت اس کی شر مگاہ کھل گئی تھی اور میری شجاعت نے یہ پسند نہ کیا کہ میں اسے اس حالت میں قتل کروں۔

ص ۲۱۱ اردو ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شجاعت اور جوان مردی کے باعث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —

إِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ

کہ — علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں —

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی! —

أَنَا مِنْكُمْ

کہ — میں تم دونوں میں سے ہوں —

عین اس وقت جب کہ نطلح بن طلحہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ اپنی شجاعت - جوان مردی اور شمشیر زنی کے جوہر دکھا رہے تھے کہ غیب سے ایک آواز آئی —

لَأَنْتَ الْآخِرُ لَأَسْبَغَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ

کہ — سوائے علی کے اور کوئی جوان نہیں اور سوائے علی کی

تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے! —

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سن کر فرمایا!

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے ہو کہ یہ کس کی آواز تھی؟

عرض کی — نہیں!

فرمایا! — آسمان سے فرشتہ رضوان کی آواز تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ احد کی جنگ میں مجھ پر تلواروں

نسبت باعث جنت

کے سولہ وار ہوئے۔

بارہ میں نے روک لئے اور چار پر میں گرتا رہا لیکن کوئی حسینہ و
جمیل آدمی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھاتا رہا۔

آقائے دو عالم صل اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو وہ کون تھا؟
عرض کی — اتنا جانتا ہوں کہ اس کی شکل و صورت حیرت انگیز
سے ملتی جلتی تھی۔

فرمایا — حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔
اور — یہ بھی سچ ہے کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی فرمانِ
مصطفیٰ ہے کہ

النَّظَرُ إِلَى عِلِّيِّ عِبَادَةٌ — کہ
”علیؑ کو دیکھنا بھی عبادت ہے“

تو پھر یہ بھی صحیح ہے — کہ صر

اللہ کے گھر میں جس کی ولادت ہو جائے
کیوں نہ وہ قبلہٴ اہل ولایت ہو جائے
اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہوگا؟
جس کو دیکھنا بھی عین عبادت ہو جائے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَاقَةُ مُحَمَّدٍ

قدّمین کرام! —

جس طرح اچھی نسبت کے سبب، اصحابِ فیل کا ہاتھی — حضرت یونس
 علیہ السلام کی مچھلی — حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیریا — حضرت
 سلیمان علیہ السلام کی چوٹی اور ملکہ سبا شہزادی بلقیس کا ہدیہ جنت میں
 جائیں گے —

اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ بھی اچھی نسبت کے باعث
 جنت میں جاوے گی —

حضراتِ گرامی! —

اگرچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سواریوں پر سواری کی ہے
 اور ہر سواری قابلِ تکریم ہے۔ قابلِ تعظیم اور قابلِ ادب و احترام ہے۔ لیکن
 وہ ناقہ جس پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمایا کرتے تھے اس کی شان
 و شوکت، عظمت اور اس کی عزت و تکریم کچھ اور ہی ہے — اور اس
 ناقہ میں جو کمالات تھے وہ اور کسی سواری میں نہیں تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آقائے

نسبت باعثِ جنت

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کے لئے دس گھوڑے آئے۔
۱۔ پہلے گھوڑے کا نام سکب جس کے معنی پانی بہانے کے ہیں۔ (قاموس)

مطلب یہ کہ گھوڑا اپنی تیز رفتاری میں ایسا تھا جیسا کہ پانی رواں دواں ہو!

۲۔ دوسرے گھوڑے کا نام مُزْتَجَر تھا۔

یہ اچھی آواز میں بہناتا تھا۔

۳۔ تیسرے کا نام لَمْرَاز تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے

کو بہت پسند فرماتے تھے۔ لزاز کے معنی گوشت سے بھرا ہوا۔

اور اسے مقوقس شاہِ اسکندریہ نے ہدیہ کے طور پر حضورؐ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر اسی پر سواری فرمایا کرتے تھے۔

المواہب میں ہے کہ تیز رفتاری کے باعث اس کا یہ نام تھا۔

سید المرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خچروں پر بھی سواری فرمائی

چنانچہ۔۔۔ طرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل

کیا ہے۔۔۔ کہ

غزوہ حنین میں مسلمان کمزور ہو گئے۔ ان کے دل و دماغ پر

پر لشکرِ کفار کی مسیبت چھا گئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بغلہ شہا

پر سوار تھے۔۔۔ یہ آپ کی خچر کا نام تھا۔

اور۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے دُلْدُل کے نام پکارتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔

”اے دُلْدُل ذرا زمین سے قریب ہو جا تو دُلْدُل نے اپنا سینہ زمین

کے ساتھ لگا دیا۔

تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دُکُل پر بیٹھے بیٹھے ہی زمین
پر سے ایک مشت خاک اٹھائی اور شکرِ کفار کے منہ کی طرف ماری —

اور فرمایا —

فَهُمْ لَا يُنصَرُونَ —

وہ سب مغلوب ہو گئے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی اعجازِ نبوت ہے کہ کائنات
ارضی و سماوی کی ہر چیز آپ سے کلام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ کہیں شجر و حجر آپ پر
درود و سلام کے پھول پھجھو اور کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں جانور آپ کے ہمکلامی
کاشف حاصل کرتے نظر آتے ہیں — اور

کہیں جنگل کے خوشخوار درندے آپ کے ساتھ محو گفتگو نظر آتے ہیں اور یہی
ہیں، بلکہ چاند۔ سورج اور ستارے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کو اپنی سعادت
مندی سمجھتے ہیں! —

چاند پھٹ جاتا ہے — سورج واپس لوٹ آتا ہے — ستارے

بھک جاتے ہیں —

زرقانی۔ جلد ۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳ امام محمد بن عبد الباقی۔ نزہت المجالس

جلد ۲ ص ۹۷-۹۸ علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱

ص ۴۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرت حلبیہ۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ

علیہ۔ المواہب اللدنیہ —

”إِنَّ كُلَّ دَابَّةٍ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ —“

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت قریش مکہ کے

تمام جانوروں اٹھے تھے۔“

وَقَالَتْ قَدْ حَمَلْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کہنے لگی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبی بی

آمنہ رضی اللہ عنہا کے لطنِ پاک میں آ گیا ہے۔“

وَرَبُّ الْكَلْبَةِ

اور ربِ کعبہ کی قسم!

وَهُوَ أَمَانُ الدُّنْيَا وَسِرَاجٌ أَهْلِهَا

اور وہ دنیا کے لئے امن و سلامتی کا اہری پیغام لے کر آیا ہے

اور وہ تاریک راتوں میں روشنی کا مینار بن کر آیا ہے!

مدارج النبوت — ترجمہ اردو جلد ۲ ص ۱۰۲۸ — سیرت حلبیہ جلد ۲

ص ۲۳ — علامہ علی بن محمد برہان الدین

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگِ خیبر کے بعد

أَصَابَ حِمَارًا أَسْوَدًا

”ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔“

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پوچھا!

مَا اسْمُكَ؟

تیرا نام کیا ہے؟

قَالَ مِيزِيدُ بْنُ شِهَابٍ!

کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے!

أَخْرَجَ اللَّهُ مِنْ نَسْلِ جَدِّي سِتِّينَ حِمَارًا كَلِمَةً
لَا يَزُكُّهُمْ إِلَّا بِنِيٍّ -

اللہ تعالیٰ نے میری نسل میں ساٹھ گدھے ایسے پیدا کئے ہیں
جن پر سوائے نبی کے کسی اور نے سواری نہیں کی!

اور اب میری نسل میں کوئی گدھا نہیں رہا۔

وَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرُكَ -

اور اب آپ کے علاوہ نبیوں میں سے کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ اور آپ

مجھ پر سواری فرماویں تاکہ میری نسل کی رسم پوری ہو جائے۔

میرا یہودی مالک جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا تو میں اسے سوار

ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیتا۔

وہ مجھے بڑی طرح مارتا۔ میرے پیٹ پر ڈنڈے برساتا۔ میری پشت پر

بے پناہ کوڑے برساتا تھا۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ يَعْفُورُ

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے تیرا نام یعفور ہے

یعنی حکم کی تعمیل کرنے والا۔“

اور اس یعفور گدھے کا کمال یہ تھا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی کو

بلانے کی ضرورت پیش آتی تو آپ یعفور کو حکم فرماتے کہ فلاں صحابی کو بلا لاؤ۔ تو

یعفور گلیوں اور بازاروں اور راستوں سے گزرتا ہوا اس صحابی کے دروازے

پر پہنچ جاتا۔

فَيَقْرَعُهُ بِرَأْسِهِ - اپنے سر سے دروازہ کو کھٹکھٹاتا۔

نبت باعثِ جنت

جب گھر والا دروازے سے باہر آتا

فَاءَ مَا إِلَيْهِ

تو اشارہ کرتا کہ نبی اکرمؐ تجھے بلا رہے ہیں

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے بعد یعفور یہ صدمہ برداشت

نہ کر سکا اور ایک کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا

أَلْقَى نَفْسَهُ فِي بَيْتٍ

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ دیکھو یعفور گدھا تسلیم کرتا ہے

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب دفتر انبیاء میں کوئی نبی باقی نہیں رہا یعنی
آپ خاتم النبیین ہیں

مگر

افسوس کہ یہ مرزائی نہیں مانتے تو صاف بات ہے کہ ان سے وہ گدھا

ہی بہت اچھا ہے! اور یہ انسان ہو کر بھی گدھے سے بدتر!

ہماری بعض کتابوں میں اس یعفور گدھے کو دراز گوش بھی لکھا ہے

کہتے ہیں کہ یعفور گدھے زیادہ لمبے تھے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تجھے اپنی مادہ کی خواہش ہے

عرض کی ہرگز نہیں!

تمام سواریوں کے افضل ناقہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سواریوں سے افضل ناقہ تھی جس کا نام

قصوا ہے۔ قاموس میں یہ بتایا گیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر

کثرت سے سواری فرماتے تھے، سفر و حضر میں اسی ناقہ کو یہ سعادت بھی حاصل تھی

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اس پر سواری کے دوران وحی بھی نازل ہوا کرتی تھی کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسری سواری وحی کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔

صلح حدیبیہ کے وقت بھی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی خوش بخت ناقہ پر سوار تھے اور ہجرت کا سفر بھی آپ نے اسی مبارک ناقہ پر کیا تھا۔

نزہت المجالس جلد ۲ ص ۲۲۸۔ علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

” ایک دن ایک اعرابی یہ ناقہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔“

مُعَارِجُ النَّبِيِّ ط ۶۰۲-۶۰۱ — مَلَأَ مَعِينِ الدِّينِ كَاثِرِي رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ

فَلَمَّا رَأَيْتِ النَّاقَةَ إِلَى النَّبِيِّ قَالَتْ أَسَلَامٌ عَلَيْكَ

يَا خَيْرَ الْبَشَرِ — أَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الْقِيَامَةِ

أَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا شَافِعَ الْأُمَمِ — أَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا

رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ —

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت فرمایا — تو

اس نے عرض کی — کہ میرا مالک مجھے رات کو جنگل میں چرنے کیلئے پھوڑ

آیا کرتا تھا اور رات کو جنگل کے درندے میرے گرد جمع ہو جاتے اور کہتے!

لَا تُؤْذُوهُ فَإِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — کہ

اُسے کوئی ایذا نہ دو کیونکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے۔“

نزہت المجالس کے الفاظ یہ ہیں

” لَا تَقْرَبُوهُ فَإِنَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — کہ

اس کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ یہ محمد کریم کے لئے ہے۔“

نسبت ہامت جنت

فَكُنْتُ اُخْرِجُ اَرْعَى فَيُنَادِي النَّبَاتُ اِلَى اِنِّى فَاِنَّكَ لِمُحَمَّدٍ
 ”اور جب میں جنگل میں چرتی تو چراگاہ کی نباتات مجھے کہتی کہ میری
 طرف آؤ اور ہمیں چرو، کیونکہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے“
 یا رسول اللہ اس دن سے میں آپ کے ہجر و فراق میں رو رہی
 ہوں۔ آج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ آپ کے
 زیارت سے فیضیاب ہوئی ہوں۔“

میری ایک درخواست ہے يَا نَبِيَّ اللّٰهِ!
 فرمایا کہو:

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے میرے لیے یہ اجازت منظور
 ہو جائے کہ میں جنت میں آپ کی سواری کے کام آسکوں
 دوسری درخواست یہ ہے کہ
 آپ کے وصال پاک سے قبل مجھے موت نصیب ہو جائے تاکہ آپ کے
 دنیا سے پردہ پوشی کے بعد مجھ پر کوئی دوسرا شخص سواری نہ کر سکے!
 سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیری دونوں درخواستیں منظور ہیں
 اور اسی طرح ہوگا جس طرح تو چاہتی ہے۔
 پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت اپنی صاحبزادی حضرت

فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا!
 کہ بیٹی یہ بات یاد رکھنا کہ میرے بعد اس ناقہ پر کوئی دوسرا سواری ہرگز نہ کرے۔
 تم خود اس بات کی نگرانی کرنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس نے کھانا پینا پھوڑ دیا تھا اور حضور اکرم

علیہ السلام کے غمِ فرقت میں گم سم رہنے لگی
ایک رات حضرت خاتونِ جنت اس کے قریب سے گزری تو اس نے
سیدہ شہزادی کو نین کو دیکھ کر پکاری !

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!
مَا شَبَّاعٌ لِي عَلَفْتُ وَلَا شَرَابٌ مِنِّي تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!

کہ۔ جب سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ پاک
ہوا ہے میں نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔

اور اے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دلہندہ۔۔۔ آج میں آپ
کے والدِ گرامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے کے لیے تیار
ہوں۔۔۔ اگر آپ نے کوئی پیغام دینا ہے تو ان کے حضور پہنچا دوں گی۔
خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنا دستِ شفقت
اس کے سر پر پھیرا، بس اسی دوران اگلی رُوحِ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔
خاتونِ جنت نے کفن تیار کروایا۔۔۔ اور گڑھا کھود کر اسے دفن کروا دیا۔
مگر۔۔۔ تین دن کے بعد جب اس گڑھے کو کھودا گیا تو وہ ناقہ رسولِ غائب
تھی یہ اس کی کرامت تھی۔۔۔ کہ

فَإِنَّمَا لَمْ تَنْطِقِ إِلَّا لَهَا وَلَا بِشَيْهَا۔۔۔ کہ
اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والدِ گرامی کے علاوہ اور کسی سے

کلام نہیں کیا۔۔۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو چکا ہے۔۔۔ اور اب مکہ

مکرمہ میں ظاہری طور پر کوئی یار و مددگار نہیں
 اس لئے ایک رات مشرکین مکہ اور اسلام کے دشمن اور سیدِ دو جہان کے
 مخالف انہیں قتل کرنے کا ارادہ سے حجرہ شریف کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، درخت
 بند تھا۔ اور والی کائنات علیہ السلام بسترِ نبوت پر آرام فرما رہے تھے کہ فرستادہ

خدا یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے دستک دی! —————

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا —————

کون ہے؟ —————

جواب ملا جبریلؑ ہوں! —————

پھر پوچھا۔ کیوں آئے ہو؟ —————

عرض کی — بتانا ہوں! —————

دردازہ کھولا! —————

جبریل علیہ السلام اندر داخل ہوا —————

تاوڑات کے اندھیرے میں کیوں آئے ہو! —————

جواب دیا — خدا تعالیٰ کی طرف سے سلام لے کر اور ایک انتہائی ضروری

پیغام لے کر حاضر ہوں —————

فرمایا — جلدی سے پیغام سناؤ! —————

عرض کی! —————

اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكَ الْهَجْرَةَ! ————— کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم فرمایا ہے کہ اٹھو اور مکہ مکرمہ کی مقدس

بستی کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو جائیے! —————

فرشتہ ہجرت کا پیغام دے کر چلا گیا — تو مرکزِ کائنات نے حرکت کی۔
عرش نے جھک کر دیکھا — فرشتوں نے درود پڑھا — حوروں
نے سلامی دی — شجر و حجر ادا کس ہو گئے! —

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر دیکھا — ننگی تلواریں چمک رہی تھیں،
نیرنگ تانے ہوئے اور تیر کمانوں کا ڈال چلے کھینچے حجرہ نبوت مشرکین مکہ نے
اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا —

عرض کی — اللہ پاک مکان پوری طرح دشمن کے زرعے میں ہے
اور — ننگی تلواریں رات کے اندھیرے میں چمک رہی ہیں — کیسے نکلوں؟
جواب آیا — سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے کفار مکہ اور مشرکین
مکہ کے قریب سے بیخوف نکل جاؤ آپ کسی کو نظر نہیں آئیں گے۔!
رسولِ خدا نے دروازہ کھولا — اور سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے
ہوئے دشمنوں کی ننگی تلواروں کے سایہ میں نکل گئے —

مشرکین آپ کے قدموں کی چاپ تو سنتے تھے مگر ان کو دکھائی کچھ نہ دیتا
تھا۔ وہ انتہائی حیران و پریشان نظر آ رہے تھے — ایسے کہ
اللہ کریم نے ان مشرکین کے آگے پیچھے کاغذ کی طرح باریک دیواریں کھڑی کر دی تھیں
فَصُرُّوْا لَیْبُصُرُوْنَ کا اندھیرا ان کی آنکھوں پر چھا گیا تھا۔

حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے —

وہ دڑاتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا

تلاوت سورہ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا

کھینچی ہی رہ گئیں خون ریز خوں آشام شمشیریں،

کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم — حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے — اور فرمایا!

علیؑ — میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ طیبہ کی طرف اسی وقت روانہ ہو رہا ہوں اور مشرکینِ مکہ نے میرے قتل کے ارادہ سے میرے مکان کا محاصرہ کر رکھا ہے! —

آج رات میرے بستر پر تم سو جاؤ! —

شیرِ خدا بچھ گئے کہ آج امتحانِ سخت ہے —

اس لئے کہ آج رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سونا گویا دشمنوں کی تلواروں کے سایہ میں سونا تھا —

اور یہ موت و ہلاکت سے دست بدست جنگ تھی! —

عشق و محبت کی آزمائش اور قربانی و جانثاری کا امتحان تھا — اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبیلوں کے سربراہ اور بہادر شمشیرزہنوں سے مقابلہ تھا!

ہر لمحہ جان جانے کا خطرہ اور ہر گھڑی موت کا انتظار کرنا تھا —

کیونکہ کافراںج اٹل ارادہ سے آئے تھے اور آج وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے — حق و اسلام کا خاتمہ کرنے آئے تھے — توحید و رسالت

کی شمع کو ہمیشہ کے لئے بجھانے کے ارادہ سے آئے تھے — اور

نیکی و شرافت کے چراغ بجھانے آئے تھے! —

مگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر

کسی تامل کے اپنے آقا و مولا علیہ السلام کے بستر پر سونا منظور کر لیا —

اس لئے کہ نبی کے حکم کے بعد سوچنا ایمان کی توہین ہے — اور پھر علی رضی

کو تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں ایمانِ کُل کی سند دے دی تھی! —————

تعجب ہے کہ کفارِ مکہ کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا پتہ چلا اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آنے کا! —————

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا —————

اے ابو بکرؓ میں اللہ کے حکم کے تحت مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ جا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی حکم ہے کہ میں آپ کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں ————— اور آج اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو جنت میں بھی آپ میرے ساتھ ہوں گے!

تفسیر امام حسن عسکری ص ۲۱۲

وَأْمُرُكَ تَسْتَضِيحُ أَبَا بَكْرٍ !

محبوب اکیلے نہ جانا ابو بکرؓ کو بھی ساتھ لے کر جانا ————— اس لئے کہ آج رات اگر ابو بکرؓ نے تمہارا ساتھ دیا ————— تو

كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ

پھر جنت میں تمہارا رفیق ہوگا ————— مزید فرمایا —————

لِأَنِّي بَكْرٌ أَرْضَيْتَ أَنْ تَكُونَ مَعِيَ ————— کہ

اے ابو بکرؓ کیا تو راضی ہے۔ آج رات میرے ساتھ چلنے کو —————

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم —————

أَمَا لَوْ عِشْتُ أَنَا عَمْرَ الدُّنْيَا ————— کہ

اگر میں تمام آپ کی محبت میں سخت عذاب میں مبتلا رہوں تو پھر بھی

مجھے آپ کی محبت میں منظور ہے —————

بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۱۵ — تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۲۷ مشکوٰۃ شریف

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —————

رَحِمَ اللهُ اَبَا بَكْرٍ زَوْجِنِي بِنْتَهُ وَاَعْتَقَ بِلَالًا
وَحَمَلَنِي اِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ ————— کہ

اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ پر رحم فرمائے کہ اس نے اپنی بیٹی

میرے نکاح میں دے دی —————

حضرت بلال کو آزاد کروایا اور مجھے کندھوں پر اٹھا کر ہجرت کی

رات مدینہ منورہ لے گیا —————

شیوخ حضرات کی کتابوں کے حوالہ جات

حما حیدری — ملا باذل ایرانی جلد ۱ ص ۴۸-۴۹ - حیات القلوب ملّا

باقر مجلسی جلد ۲ ص ۳۲۱ اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کی ص ۲۱۲

الغرض — حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بغیر سوچے سمجھے حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کی طرح نبی علیہ السلام کے ساتھ جانے کی حامی بھری —————

حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آج رات نبی علیہ السلام کے ساتھ جانا گویا موت

کو دعوت دینا ہے۔ ایلئے کہ یہ کوئی تفریحی اور کوئی تجارتی سفر نہیں ہے بلکہ،

زندگی اور موت کا سودا ہے! —————

اور کفارِ مکہ کی خون آشام شمشیروں سے کھیلنا اور آقا سے پہلے اپنی جان

قربان کرنے کا فیصلہ ہے! —————

غارِ ثور سے مدینہ منورہ کی راہ پر

غارِ ثور سے نکلے تو مدینہ منورہ کی راہ پر چلنے لگے۔ ایک محبت اور دوسرا محبوب۔

ایک طالب اور دوسرا مطلوب ،

ایک غلام اور دوسرا آقا ،

اور — ایک صادق — اور دوسرا صدیق ! —

حضرتِ گرامی ! — آئیے ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھیں کہ کفار مکہ کی تلواروں — اور — قریشی بہادروں کی فولادی اور آبدار شمشیروں کا کیا بنا؟ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے بسترِ نبوت سے اٹھ کر نکل آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمنی چادر تان کر حضور علیہ السلام کے بستر پر جا کر لیٹ گئے۔ مشرکین مکہ ساری رات اسی انتظار میں رہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت گھر سے باہر آئیں اور کب آپ کا کام تمام کر دیا جائے۔

رات گزرتی جا رہی تھی اور بالآخر گزر گئی — پوہ پھٹنے لگی۔

اور لو پھیلنے لگی —

تو اب ابو جہل نے رات بھر کے انتظار سے تنگ آ کر چھلانگ لگائی — اور

حجرہ نبوت میں پہنچ گیا !

تلوار کا دار کرنے ہی والا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے چادر کا پتہ سرکایا۔ ابو جہل ٹھٹک کر رہ گیا — وہ حیران و پریشان ہو گیا تھا یہ معاملہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ کہ وہ بسترِ نبوت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھ کر عالم حیرت میں گم تھا !

ابو جہل نے پوچھا! —

علیؑ — محمد — کہاں ہے؟ —

حضرت علیؑ نے مسکرا کر جواب دیا —

ساری رات پہرہ تم نے دیا ہے — اور پوچھ مجھ سے رہو! —

محمدؐ اور ابو بکرؓ تو اس وقت مدینہ منورہ میں پہنچے ولے ہوں گے!

اور — پھر مدینہ آئی گی — مدینہ والوں کو نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی آمد اطلاع بھی مل چکی تھی — انہوں نے راستوں کو صاف

سمتہ کر کے شہر لوئیں سجایا ہوا تھا کہ کوئی بڑی ہی عظیم ہستی آرہی ہے جس کے

استقبال کے لئے یہ تیاریاں ہیں — اسی میں بھی شک نہیں کہ واقعی دو

عالم کے سردار آج مدینہ والوں پر احسان کر کے ان کے ہمان بن رہے تھے

اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے بلکہ تاقیامت مدینہ منورہ میں رہنے کے لئے —

آج مدینہ والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا — ہر گلی و بازار

کو انتہائی شاندار طریقہ سے سجایا گیا تھا — حسین و جمیل محرابیں بنائی گئیں تھیں۔

پورے شہر میں جہل پہل تھی، لوگ خوشی و مسرت میں جھوم رہے تھے۔ ہر

ایک نے اپنے مکان کو دوہا بنا رکھا تھا —

اور — ہر ایک کی تمنا تھی کہ رسولِ اکرم علیہ السلام اس کے گھر کو رونق

بخشیں اور انہیں اپنی خدمت کا موقع دیں —

سارا مدینہ — نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگا رہا تھا — لوگ باادب

قطاریں باندھیں کھڑے تھے — یہی نہیں بلکہ —

مسلم شریف جلد ۲ — باب البجرت ص ۱۹۱ —

فَصَعَدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ البُيُوتِ -

”مرد اور خواتین مکانوں کی پھتوں پر چڑھ کر شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ
کا راستہ دیکھ رہے تھے۔“

وَتَفَرَّقَ غِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيقِ يَا دُونَ يَا مُحَمَّدٌ
يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

”اور چھوٹے چھوٹے لڑکے اور خادم ایک بہت بڑے اور عظیم الشان
جلوس کی شکل میں گلیوں اور بازاروں اور راستوں میں گھوم
رہے تھے اور یہ نعرے لگا رہے تھے یا محمد۔ یا رسول اللہ۔ صلی اللہ
عليه وسلم۔“

اور ساتھ ہی یہ ایمان افروز نغمے الپ رہے تھے —————

مدینہ میں استقبال

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوُدَاعِي

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا

مَا دَاعَ بِلَدِّهِ دَاعِي

اور کہیں معصوم نغمی منی بچیاں تھی جو دف بجاتی تھیں اور حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں کہ — ع

ہم ہیں لڑکیاں بنجار کے عالی گھرانے کی

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اور لودہ آگے۔ ناقہ پر سوار۔ صدیق اکبر ہمراہی۔ مدینہ پاک میں بہار

اگلی اور نبیؐ کے پسینہ سے مدینہ کے گلشن مہک اٹھے —
 اونٹنی — ناقہ — خراماں خراماں نہایت ہی ادب و احترام سے قدم
 اٹھاتی ہوئی بازاروں سے گزر رہی تھی — اور اہل مدینہ دست بستہ عرض کر رہے
 تھے —

حضور میرے گھر — یارسول اللہ میرے غریب خانہ پر! —
 یا نبیٰ محترم — میری رہائش گاہ میں —
 ہر ایک کی التجاہ — ہر ایک کی تمنا اور ہر ایک کی آرزو ہے — کہ
 محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہوں — مگر
 امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — مدینے والو! —
 تمہاری عقیدت و محبت کا شکر یہ اور تمہارے ذوق و شوق پر آفرین ہے لیکن
نَاقَتِي مَا تُورِمِنَ اللّٰهِ — کہ
 میری ناقہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت چل رہی ہے — یہ
 جانتی ہے کہ میں نے کہاں ٹھہرنا ہے — اسے روکونہ — اسے چلنے
 دو — شہنشاہِ عرب و عجم پورے جاہ و جلال کے ساتھ ناقہ پر سوار
 ستر ہزار فرشتوں کے پردوں کے سایہ میں جا رہے تھے — ناقہ بھی بڑی شان و
 مہمانت کے ساتھ مدینہ منورہ کی گلیوں — بازاروں اور راستوں سے گزرتی
 ہوئی حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غریب خانہ پر جا کر
 رُک گئی — اس لیے کہ —

وہ جانتی تھی کہ یمن کے بادشاہ تبع جیمیری کا وہ خط جو اس نے حضرت
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے نو سو سال قبل حضور اکرم

کی طرف لکھا تھا — وہ حضرت ابو ایوب انصاری کے پاس محفوظ تھا۔

قارئینِ گرام !

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی کی جنس کے علاوہ آٹھ نو اشیا ایسی ہیں جو کہ جنت میں جائیں گی

لیکن سوچنے کی بات اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ آخر یہ حیوانات نہ نمازی۔ نہ حاجی۔ نہ عالم و عامل اور نہ مکلف بالشرع یعنی اصحابِ کہف کا کتا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی اونٹنی

پھر یہ کہ ان کے جنت میں جانے کا سبب کیا ہے ؟
تو میں دو سال تک غور و فکر اور تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی اچھی نسبت کے سبب یہ جانور جنت میں جائیں گے اور پھر ان کی نسبت کو میں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے — کہ

” نسبت اچھی ہو تو جنت میں سے جانا کوئی مشکل نہیں

اور پھر کوئی ایک اچھی نسبت کے باعث لیکن
سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کسی نسبتوں کے سبب جنت میں جائے گی

اول : — جب ناقہ نے نبی پاک کو دیکھا تو بول اٹھی، السلام علیک
یا خیر البشر — دوم : — اس پر سواری فرماتے تو

وحی نازل ہوتی تھی جبکہ دیگر کسی سواری پر وحی نازل نہ ہوئی۔

سوم: — ہجرت کے سفر اور مدینہ منورہ پہنچ کر نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔

نَاقَتِي حَامِرٌ مِّنَ اللَّهِ

میری ناقہ اللہ کے حکم کے تحت چلتی ہے۔

چہارم: — یہ جانتی تھی کہ تبع حمیری کا خط حضرت ابوالیوب انصاری

کے پاس ہے۔

تبع حمیری اور اس کا خط

حضراتِ محترم — تبع حمیری کا ذکر قرآن مجید میں دو بار آیا ہے۔

ایک — سورۃ الدخان — آیت ۳۷

أَنتُمْ خَيْرٌ أُمَّةٍ قَدِ مَتَّبَعْتُمُ الْوَالِدِينَ مِنَ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ

إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ

ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔ ”کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم“

ان سے پہلے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، کیونکہ وہ مجرم آدمی تھے۔“

دوم — سورۃ ق۔ پارہ ۲۶ — آیت ۱۳

وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ قَوْمٌ مُّبْتِغٍ

”اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم“

تفسیر حسینی — قادری فخر العلماء مولوی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں کہ تبع حمیری یمن کا بادشاہ تھا اور صاحب ایمان تھا —
 اور ان کی قوم تھی جو نہایت ہی طاقتور — قوی اور کثیر التعداد تھی —
 تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۹۹ -

وَهُوَ تَبِعٌ حُمَيْرِيٌّ كَانَ مُؤْمِنًا وَقَوْمُهُ كَافِرِينَ
 کہ تبع حمیری خود تو صاحب ایمان تھا لیکن اس کی قوم کافر تھی —
 تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۴۵۵ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —
 لَا تَسْبُوا تَبَعًا لِأَنَّهُ كَانَ أَسْلَمَ — کہ
 ”تبع کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھا“ —

اسی لئے — ذَمَّ اللَّهُ قَوْمَهُ وَلَمْ يَذُمَّهُ —
 اللہ کریم نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے، تبع کی نہیں۔
 وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا كَانَ تَبِعٌ رَهْلاً مَالِحًا -

کہ۔ تبع ایک نیک آدمی تھا —

تفسیر روح البیان۔ جلد ۴۔ ص ۶۰۸ —
 وَتَبِعٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِخَلْقِ الْخَلِيفَةِ فِي الْإِسْلَامِ کہ
 تبع جاہلیت کے زمانہ میں ایسا ہوتا تھا جیسے کہ اسلام میں خلیفہ

اسعد الحمیری — مرد مومن و صالح بودہ و بعیسیٰ علیہ السلام ایمان
 آوردہ و چوں حدیث و صفات رسول صل اللہ علیہ وسلم شنید از اہل کتاب برسات
 دلے ایمان آورد و گفت —

کہ — اسعد الحمیری مرد مومن اور صالح انسان تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 پر ایمان رکھتا تھا مگر جب اس نے اہل کتاب سے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ اصل اللہ

علیہ وسلم کی صفات اور ان کے معجزات و کمالات کو سنا تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا

اور اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یوں اپنی عقیدت کے پھول پچھا کر کرتا ہے۔

شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّ

رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ بَارِي النِّسَمِ

کہ — میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صل اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں — وہ اللہ جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

فَلَوْ مَدَّ عُنُقِي إِلَى عُمَرَةَ

كُنْتُ وَزِيرًا لَهَا وَابْنُ عَتَمٍ

اور — اگر میری عمر نے ان کی عمر تک وفا کی یعنی اگر میں ان کی ولادت تک زندہ رہتا تو میں ان کا وزیر بنوں گا — اور ان کجبت میں اتنا کم ہو جاؤں گا کہ گویا میں انہیں میں سے ہوں۔

علامہ حلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے ظہور اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نو سو سال پہلے کی ایک زندہ حقیقت اور ایمان افروز کہانی ہے کہ وہ چار ہزار علماء و حکماء کو ساتھ لے کر اور ایک عظیم لشکر لے کر مکہ مکرمہ میں آیا، لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی

تبع حمیری نے ذریروں سے پوچھا کہ میں جہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے میرا احترام کیا۔ میرے استقبال کے لیے عوام نے راستے سجائے۔ بہری تخت بچائے اور میری عزت افزائی کی مگر یہاں کے لوگوں نے نہ میرا شانہ استقبال کیا اور نہ ہی میری عزت افزائی کی

آخربات کیا ہے؟

اور ایسا کیوں ہوا؟

گفت ایساں را خانہ خدا ہست کہ آں را کعبہ گویند۔

وزیروں نے جواب دیا کہ ان لوگوں کے ہاں ایک خانہ خدا ہے اور اسے یہ

کعبہ کہتے ہیں۔ اس کعبہ کے مقابلہ میں یہ لوگ کسی اور کی عزت نہیں کرتے!۔

یہ سن کر تبع حمیری کی آتش غضب بھڑک اٹھی اور اس نے خانہ کعبہ کو

دھانے کا ارادہ کر لیا۔

لیکن ابھی اس نے اس کی نیت ہی کی تھی کہ

رب العزت بدر دسر مبتلا کرد۔

کہ۔ رب تعالیٰ نے اسے دردِ سر میں مبتلا کر دیا۔

تبع حمیری کے ساتھ آنے والے علماء نے دعائیں کیں۔ حکماء نے دعائیں

دیں اور وزراء نے حوصلہ دیا۔ مگر سب بے سود اس کے سر کا درد کم نہ ہوا۔

اور کوئی دعا با اثر نہ ثابت ہوئی اور نہ ہی کوئی علاج کارگر ہوا۔

بالآخر۔۔۔ تمام لشکریوں۔ وزیروں۔ علماء اور حکماء نے اللہ تعالیٰ

سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے کی درخواست کی اور بُری نیت سے دست بردار

ہونے کی التجاہ کی!

تبع حمیری نے ایسا کیا اور خانہ کعبہ کی دیوار سے لپٹ کر اور اللہ تعالیٰ

کے گھر کے دروازہ سے چمٹ کر اور رو کر معافی کی درخواست کی تو فوراً اسے

شفاء حاصل ہو گئی۔

پس کعبۃ اللہ را جامہ پوشد۔

خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا —————
 اَوَّلُ مَنْ كَسَا الْكَعْبَةَ اسْعَدُ الْحُمَيْرِيُّ — کہ
 جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا وہ اسعد الحمیری ہے۔
 توبہ کرنے اور خداوند کریم سے معافی مانگنے کے بعد وہ یعنی تیج حمیری
 مکہ منورہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا —————
 ان دنوں وہاں کوئی شہر — کوئی آبادی اور کوئی بستی آباد نہ تھی۔ صرف
 ایک پانی کا چشمہ تھا۔

شکر کو وہاں ٹھہرایا

علماء نے — در کتب خواندہ بودند کہ آن زمینِ یثرب (طیبہ) مہاجر رسولِ خدا
 نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم است۔

چونکہ علماء نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ یہ خطہ زمین مبارک آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے۔ اسلئے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہم یہاں سے نہیں
 جائیں گے تا وقتیکہ آخری رسول خدا کی زیارت سے مشرف باد نہ ہو جائیں۔

علماء نے تیج کو بھی یہ ایمان افروز خبر سنائی تو اس کے ایمان کے گلشن میں
 اور بھی تازہ بہار آگئی — چار سو مکانات تعمیر کرائے اور محبوب خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری سن کر اس نے کئی لونڈیاں خرید کر آزاد کیں اور ایک سال
 تک خود بھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں قیام پذیر رہا۔

اور پھر اس نے محبت و عقیدت کے بھرپور جذبات میں امام الانبیاء صلی
 اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا اور علماء کے حوالے کیا اور تاکید کی کہ نسل در
 نسل میرا یہ خط آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا جائے —

چنانچہ تبع حمیری کا وہ خط مبارک مدینہ منورہ میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ انہیں کے مکان پر آگر ٹھہری! —

خط کا مضمون

تبع حمیری کے خط کا مضمون یہ تھا —

” اے پیغمبر آخر الزماں — اے برگزیدہ خداوند جہاں —
 اے بروز شمارِ مجرباں — من کہ تبعم تو ایمان آوردم و بر ملت
 تو ام — و بر ملت پدر تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام — مرا
 فراموش ناکنی و مراد روز قیامت شفیع باش — “

نزہت المجالس - جلد ۲ - ص ۹۲

وَكُتِبَ كِتَابًا يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَنْتُ
 بِكَ وَبِرَبِّكَ وَأَنَا عَلَى دِينِكَ - فَأَشْفَعُ لِي
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِنِّي مِنْ أُمَّتِكَ الْأَوْلَىٰ -
 ” اے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر اور آپ کے
 رب پر ایمان لایا - قیامت کے دن مجھے بھول نہ جائیے گا اور
 روزِ محشر میری شفاعت ضرور فرمادیں گے۔ “

جذب القلوب (اردو) ص ۳۵۷ - حجتہ اللہ علی العالمین علامہ یوسف

النبھانی ص ۱۳۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعیلیٰ کو دیکھا تو فرمایا -
 أَنْتَ أَبُو عَلِيٍّ وَمَعَكَ كِتَابٌ — کہ

نبت باعث جنت

تو ابو لیسلی ہے اور تبع حمیری کا خط تیرے ہی پاس ہے؟

جواب بلا _____ جی ہاں!

فَلَمَّا قُرِئَ قَالَ مَرْحَبًا _____

جب وہ خط پڑھا گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا۔
بے ادب اور گستاخ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کو علم غیب نہیں تھا _____ مگر

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ نبی پاک تو ہے ایک طرف نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی ڈاچی کو بھی علم تھا کہ تبع حمیری کا رسول خدا
کی ولادت سے نو سال پہلے کا لکھا ہوا خط مدینہ پاک میں حضرت ابوالیوب
انصاری کے پاس محفوظ ہے۔



فضائلِ مدینہ منورہ

مدینہ منورہ — عرشِ اعظم سے بھی افضل
 مکہ پاک و شہرِ عجب ہے
 پر مٹھری جھوکِ مدینہ — ٹھارم سینہ
 مکہ مرکز ہے بے نیازیاں و
 اتے مدینہ جا ہے کل مسکیناں — ٹھارم سینہ

ہے شام کا وقت اور دُور ہوں میں اب تک بھی مدینہ سے یارب
 یہ وقت ہے وہ جب ہر طائرِ نزدیکِ شمیم ہوتا ہے

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
 مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا

واہ واہ کے مدینے دی شان واہ واہ
 ہے جلال اودھرتے جنال ایدھر
 اودھر ہوں سجدتے سلام ایدھر
 اودھر کالا غلاف تے بلال ایدھر

اودھر چار مصلے نے گرد کعبے
چار یار سوہنے باکمال ایڈھر
اودھر مالک ہے گل خزانیاں دا
وندن والا ہے بے مثال ایڈھر



مسلم شریف جلد ۱ - ص ۲۲۴ - مشکوٰۃ شریف منہ ۲۳

صحیح ابویہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی نے فرمایا ہے
عَلَىٰ أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا
الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ

”مدینہ منورہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں — طاعون کے

بیماری اور دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکیں گے۔“

سید افتخار الحسن کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کعبۃ اللہ کا طواف کر کے

مکہ مکرمہ سے ہی واپس آجاتے ہیں اور مدینہ منورہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے روضہ انور پر جانے کو شکر سمجھتے ہیں وہ ایسے لوگ تو نہیں جو طاعون

زدہ ہوں یا پھر ان کا شمار دجال لعین کے ساتھیوں میں سے ہے۔

کنز العمال - جلد ۶ - ص ۲۴۸

خَبَارُ الْمَدِينَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجَذَامِ

يَنْبِرُ الْجَذَامُ - يُطْفِئُ الْجَذَامُ

”مدینہ منورہ کی خاک پاک میں ہر قسم کے کوڑھ و جذام

کے واسطے شفا رکھی ہے۔“

مدارج النبوت فارسی - جلد ۲ - ص ۱۴ - شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

علیہ _____ کہ

” بعد ازاں خبیث را بردار اور دند روئے مبارک و بے بر
جانب مدینہ مطہرہ باشد و از کعبہ منحرف بود۔۔۔ کہ
در مشرکین مکہ نے بعد ازاں حضرت خبیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ
دار پر لے آئے کہ اس وقت ان کا منہ مبارک مدینہ مطہرہ کی طرف
تھا اور کعبہ کی طرف سے چہرہ مبارک پھرا ہوا تھا۔“

کفار مکہ نے پوچھا تو فرمایا۔۔۔

مرا اذیچہ ضرر۔۔۔ حق تعالیٰ فرمودہ است

فَاَئِيْمًا تَوَلَّوْا فَاثَمَّ وَجْهَ اللّٰهِ _____ کہ

مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے ایسے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ جس طرف بھی پھرو گے اللہ کریم ادھر ہی ہوں گے۔
و مدینۃ العظیم قبلہ حقیقی اوست کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در آن
جا است

” اور میرے لئے حقیقی قبلہ مدینہ منورہ ہی ہے۔۔۔ کیونکہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مدینہ مطہرہ میں آرام فرمائیں۔“



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدٌ عَزِيزٌ عَلَيْهِ السَّلَام

گرامی قدر حضرات — جس طرح آدمیوں کی جنس کے علاوہ
اصحابِ کہف کا کتا — اصحابِ فیل کا ہاتھی — حضرت یونس علیہ
السلام کی مچھلی — حضرت اسمعیل علیہ السلام کا دنبہ اور حضرت بنی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی اونٹنی مبارک اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے
اسی طرح اچھی نسبت کے باعث حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی جنت
میں جائے گا —

قرآن پاک — سورۃ البقرہ — پارہ — ۳ —

اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ

عُرُوشِهَا —

تفسیر کبیر — جلد ۲ — ص ۳۲۱ — تفسیر خازن — جلد ۱ — ص ۲۰۳ — تفسیر

روح المعانی — جز ۳ — ص ۳۲۲ اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ —

اِنَّ بَنِيَّ نَصْرُوْا خَرْبَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ — کہ

بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ و برباد کر دیا — بنی اسرائیل کو قتل کیا —

اور قادی نابا لو اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام ایک دراز گوش یعنی گرس

سوار ہو کر وہاں سے گزرے! —————

دیکھا کہ سارا شہر تباہ ہو چکا ہے۔ پھتیس گری پڑیں تھیں — دیواریں
ہی کھڑی ہیں اور کوئی انسان نظر نہیں آتا۔ — اجڑے ہوئے بیت المقدس کو دیکھ
کر حضرت عزیر علیہ السلام نے بڑے تعجب سے کہا! —————
کہ — اللہ کریم اس مبارک بستی کو جو کہ اجڑ چکی ہے اور برباد ہو چکی
ہے۔ — اب کیسے آباد کرے گا اور کیوں کر اسے زندہ کرے گا —————

میرا اپنا ایک شعر سنئے! شعر

نہ کر برباد میسرا دل نہ پھر آباد یہ ہوگا!
اجڑ جائے بستی اگر تو پھر بستی ہے مشکل سے!

حضرت عزیر علیہ السلام کے یہ کہنے پر کہ اب یہ بستی جو کہ اجڑی
ہوئی اور برباد پڑی ہے اور برباد شدہ شہر کو اللہ کریم کس طرح زندہ کرے گا۔
اور اس کی بوسیدہ دیواروں اور ٹوٹی پھوٹی چھتوں کو کیسے نئی حیات عطا کرے گا۔
اپنی قدرت اور دسترس دکھانے کے لئے اور اپنے کارخانہ قدرت کی کار سازی
اور ہر شے پر قادر ہونے کا مظاہرہ کروانے کی خاطر حضرت عزیر علیہ السلام کی رُوح
قبض کر لی اور ساتھ ہی ان کے حمار کو بھی موت کی نیند سُلا دیا —————

دو چار سال کے لئے نہیں۔ بلکہ پورے ایک سو سال یعنی پوری ایک
مکمل صدی تک ان پر موت کو طاری رکھا —————

فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ!
فَلَمَّا تَامَ نَزَعَ اللَّهُ رُوحَهُ!

اور جب ان کی رُوح قبض کی گئی تو صبح کا وقت تھا اور جب سو سال کے بعد

اہیں زندہ کیا گیا تو — آفتاب غروب ہو رہا تھا ! —
حضراتِ محرم —

اعجازِ نبوت اور کمالِ رسالت ملاحظہ ہو کہ کھلے میدان میں حضرت عزیر علیہ السلام
اور ان کا دراز گوش مرے پڑے ہیں — — — — — مگر کسی کو نظر نہیں آتے۔
کیونکہ

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ السَّبَاحِ وَالظَّيْرِ وَمَنْعَ
الْعُيُونِ أَنْ يَتَرَاهُ — — —

”اللہ کریم نے درندوں — پرندوں کو ان کے بدن مبارک کو کھانے
روک دیا تھا اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا تاکہ کوئی آنکھ ان
کو دیکھ نہ سکے!“

جب برس گزر گئے تو — — —

أَرْسَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَلِكًا إِلَى مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ فَارِسٍ -
”اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو وہاں کا
حکمران بنا دیا۔“

يُقَالُ لَهُ يُوْثِكُ

جسے یوٹیک کے نام سے پکارا جاتا ہے — — — اور

اس نے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت طریقے سے بیت المقدس کو تعمیر و آباد کیا ،
باغ باغیچے لگائے اور ان کو پھولوں سے سجایا اور درود یواروں پر نقش و نگار
بنوائے اور جو بنی اسرائیل زندہ بچ گئے تھے انہیں دوبارہ وہاں پر آباد کیا۔
ایک سو سال کے بعد اللہ کریم نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کر کے

کَمُلِبَشْتٌ

کتنی دیر آپ ٹھہرے؟

جواب دیا — ایک دن یا ادھار دن!

فرمایا نہیں — سو سال کے بعد اٹھے ہو!

پھر — آپ کے چار کو بھی آپ کے سامنے زندہ کیا —

اور پھر فرمایا!

اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو دیکھ لو — نہ گلی ہیں اور نہ کسری

ہیں اور نہ ہی ان کی رنگت بدلی ہے اور نہ ہی بدلہ دار ہوئیں ہیں —

بلکہ وہی مزا — وہی لذت اور وہی تروتازہ پن —

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسا ہوتا بھی کیوں نہ — کسی بدنزہب

کے سوا نہیں تھے اور نہ ہی کسی بد عقیدہ کی کھجوریں تھیں جو دو تین دن بھروسے میں

رکھنے کے باوجود گل سڑ جاتی ہیں اور ان میں سے بدلوانے لگتی ہے۔ بلکہ وہ تو

اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول علیہ السلام کی اشیاء تھیں وہ کینے لسن جاتیں

جب کہ ان کی نسبت اچھی تھی۔ یعنی —

اللہ کریم کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے ساتھ! —

اور پھر خداوند تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے سامنے ان کے چار کو زندہ کیا۔

ہڈیاں جو بوسیدہ ہو چکی تھیں اور گوشت جو گل سڑ کر ختم ہو چکا تھا۔ ایک ایک

کرا کے تمام اعضاء جڑتے چلتے گئے۔ اور بالاآخر پورے کا پورا حمار حضرت عزیر علیہ

السلام کے سامنے زندہ ہو کر منہ نہانے لگا۔ —

وہ — اللہ کریم کی قدرتِ کاملہ اور مردوں کو زندہ کرنے کی عظیم صفت کو دیکھ

کر پکار اٹھے _____ کہ

أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ — کہ
 ”میں نے جان لیا ہے کہ اللہ کریم ہر شے پر قادر ہے۔“

یعنی — وہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے — _____

بادِ خزاں کو بادِ بہاری میں بدل سکتا ہے

سو گھسے ہوئے درختوں کو ہرا بھرا کر سکتا ہے

پتھروں کی چٹانوں سے پانی کے چشمے جاری کر سکتا ہے اور جسمانی و روحانی

بیماریوں سے نجات دلا کر اپنے بندوں کو آرام و راحت کا سامان مہیا کر سکتا ہے!

آنکارے — حضرت عزیر علیہ السلام، اللہ کی قدرتِ کاملہ کا نظارہ کر

کے اٹھے _____ اور

رَكِبَ حِمَارَهُ حَتَّىٰ أَتَىٰ مَحَلَّتَهُ فَأَتَكَرَ النَّاسُ —

اپنے حمار پر سوار ہوئے اور اپنے محلے میں آگے لیکن لوگ آپ کو

پچھان نہ سکے _____

فَإِذَا الْبَعْجُوزُ عُنَيْلًا مُّقْعَدَةً — _____

آپ ایک اندھی بوڑھی عورت سے ملے، جو کہ اپنی ٹانگوں سے معذور

تھی _____

حضرت عزیر علیہ السلام نے اس بزرگ بڑھیا سے پوچھا! —

هَذَا مَنْزِلُ عَزِيرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ —؟

کیا یہ عزیر علیہ السلام کا مکان ہے؟ —

فَقَالَتْ نَعَمْ — اس نے جواب دیا — ہاں!

وَبَكْتٌ — اور پھر وہ زار و قطار رونے لگی! — اور
 کہنے لگی کہ اتنی مدت گزر گئی ہے کہ ہم نے عزیر علیہ السلام کو نہیں دیکھا!
 فَقَالَ اَنَا عَزِيرٌ —

کہا — میں ہی عزیر ہوں!
 فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ اِنَّ عَزِيرًا فَقَدْنَا مِنْ مِائَةِ سَنَةٍ
 بڑھیا نے تعجب سے کہا سبحان اللہ عزیر تو ہم سے سو سال پہلے گم ہوا ہے۔
 فرمایا — میں ہی عزیر ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے سو سال موت کے
 نیند سلائے رکھا اور پھر مجھے زندہ کیا ہے! —

بڑھیا نے کہا!
 اِنَّ عَزِيرًا كَانَ رَجُلًا مُسْتَجَابَةً الدَّعْوَةِ — کہ
 عزیر علیہ السلام ایک مستجاب الدعوة آدمی ہیں اور ان کی دعا سے
 ہر مرض والا مریض شفا یاب ہو جاتا ہے اور ہر مصیبت اور بلا ٹل جایا کرتی ہے۔
 فَادْعُ اللَّهَ اَنْ يَّرِيكَ بِصَرِيحِي
 حَتَّى اُرَاكَ اِنْ كُنْتَ عَزِيرًا

اور — اگر تو عزیر ہے تو دعا کر کہ اللہ کریم میری آنکھوں کو
 بینائی لوٹا دے تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں اور تجھے پہچان سکوں! —
 فَدَعَا رَبَّهُ وَمَسَمَّ بِبَيْدِهِ عَلَى عَيْنَيْهَا —
 پس حضرت عزیر علیہ السلام نے اس اس بڑھیا کے لئے دعا فرمائی۔
 اور اپنا دست اس بڑھیا کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ فوراً ہی روشن ہو گئیں اور اس
 کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی اور ٹانگوں کی معذری بھی جاتی رہی —

نسبت باعث جنت

فَنظَرْتُ وَقَالَتْ إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ عَزْمِيٌّ - بڑھیا نے انہیں دیکھا تو پکار اُٹھی کہ تم تو واقعی حضرت عزیر علیہ السلام ہو۔

پھر وہ بڑھیا بنی اسرائیل کے پاس گئی اور انہیں لے آئی اور ایک گروہ سے کہا۔ کہ حضرت عزیر علیہ السلام دوبارہ آگے ہیں۔ یہ دیکھوان کی دعا سے مجھے مینائی مل گئی ہے۔ اور میری ٹانگیں بھی درست ہو گئی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُهُ كَانَ لِأَبِي شَامَةٌ سَوْدَاءُ مِثْلَ الصَّلَالِ بَيْنَ كَتَفَيْهِ - حضرت عزیر علیہ السلام کے فرزند نے کہا کہ میرے باپ کے کندھوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک بال کی طرح کا ایک بال بھی موجود تھا۔ فکُشِفَ - جب وہ کھولا گیا تو وہ بال موجود تھا۔ پھر سب نے اس کی تصدیق و تائید کر دی کہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔

قارئينِ کرام! - یاد رہے کہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ یعنی ہر نبی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ حضرت عزیر علیہ السلام میں یہ صفت کثرت سے پائی جاتی تھی اور پھر آپ کو ایک سو سال تک مردہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے حمار کو زندہ کیا گیا۔ اپنی قدرتِ کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے کھانے پینے کی اشیاء کو بھی تروتازہ رکھا گیا کیونکہ ان اشیاء کی اور آپ کے حمار کی نسبت ابھی تھی ایسے محضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی ابھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا۔

لہذا سید افتخار الحسن زیدی رح کہتا ہے کہ نسبت ابھی ہو تو جنت کاملنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اور آپ کی ہر دعا قبول ہوتی دیکھ کر یہودیوں نے کہہ دیا عزیر علیہ السلام ابنُ اللہ۔ کہ حضرت عزیر علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں! -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُعَاةُ الْاَنْبِیَاءِ

انبیاء علیہم السلام کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لیے کہ یہ شانِ نبوت کے خلاف ہے کہ نبی دعا کرے اور خدا تعالیٰ ان کی دعا قبول نہ کرے! جیسا کہ قرآن مجید، فسانِ حمید میں ہے

پارہ ۲ - سورۃ البقرہ - آیت ۱۸۶

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الْمَدْعِ اِذَا دَعَانِ -

فرمایا اللہ کریم نے کہ میں دعا کرنے والے کی دعا اور پکارنے والے کی پکار

کو قبول کرتا ہوں جب بھی دعا کرے اور مجھے پکارے۔

یہ تو عوام کے لئے مشروط و مشرودہ جانفرا ہے۔ اور اگر نبی دعا کرے

تو کیا خدا تعالیٰ قبول نہ کرے گا۔

شکوٰۃ شریف ص۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

”ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا —————

۲: — رَقِينَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ — کہ

اے اللہ کریم خانہ کعبہ میں نے تعمیر کر دیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مبعوث فرمادیں۔“

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —————

أَنَا دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ ————— کہ

”میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں پیدا کیا گیا ہوں۔“

پارہ ۳ — سورۃ آل عمران — آیت ۲۷

۳: — هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ

”حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک بیٹے کے لئے اپنے رب سے دعا کی۔“

تو قبول ہوئی اور انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی!

حالانکہ دونوں میاں بیوی اس قابل ہی نہیں تھے کہ بچہ پیدا کر سکیں!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی ایک فرزند ارجمند کے لئے

۴: — رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ —

دعا نے شرف قبول پایا اور حضرت اسماعیل علیہ کی خوشخبری دی گئی،

حالانکہ آپ ایک سو سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور زوجہ محترمہ ۹۰ سال کی ہو چکی تھیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا شفاء بیماری کے لئے تھی۔

پارہ ۱۱ — سورۃ الانبیاء —

۵: — وَالْيُوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ —

کہ اے میرے رب کریم بیماروں کو شفاء عطا فرما دے۔

۴۔ فَاسْتَجِبْنَا لَهُ —————

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے اپنے برگزیدہ رسول کو شفاء عطا فرمادی

پارہ ۲۲۔ سورۃ ص —————

۵۔ وَاذْكُرْ عَبْدًا نَاكِوْتًا اِذْ نَادَى رَبَّهُ —————

پارہ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء —————

۸۔ وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادَى رَبَّهُ —————

زکریا علیہ السلام کی بیٹے کیلئے دعا۔

۹۔ فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ نَحْسًا —————

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے زکریا علیہ السلام کو ان کے بیٹے

یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آئینِ وفا

اجبابِ کرام!

معاف رکھنا بات دہر زکلی گئی — میں بیان کر رہا تھا کہ واقعات
کو بلا کے المناک ذکر میں ہر منزل پر آئینِ وفا کا جذبہ نظر آتا ہے —

ملاحظہ ہو — کوفہ کے بے وفا مسلمانوں نے یزیدیت کے
خلاف ایک محاذ قائم کرنے کے لئے نواسیہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنه کو کئی خطوط ارسال کئے کہ یہاں تشریف لے آؤ —

تو امام مظلوم نے حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے حضرت مسلم بن عقیل رضی
اللہ تعالیٰ عنه کو بوجہ چھوٹے چھوٹے دو معصوم شہزادوں محمد اور ابراہیم کے کوفہ

بھیج دیا

اور حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے اور ادھر محبتِ اہل بیت، عاشقِ رسولؐ
اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار غلام نعمان بن بشیر کی جگہ یزید کی
طرف سے ابن زیاد کوفہ کا گورنر بن کر کوفہ میں آن وارد ہوا۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنه تو ستر سال کے بوڑھے اور محبتِ اہل بیت
حضرت ہانیؓ کے مکان میں قیام پذیر ہو گئے اور ابن زیاد کوفہ کی گورنری کے تحت

پر بیٹھ گیا اور

پھر اس ظالم نے اعلان کر دیا کہ جس گھر سے مسلم بن عقیلؓ اور حضرت حسینؓ علیہ السلام کی آواز سنائی دی، اس گھر کو سمار کر دیا جائے گا۔ اور جس زبان سے حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اقرار ہوا وہ زبان بھی کاٹ دی جائے گی۔ اور جو ہاتھ حسین علیہ السلام کی بیعت کے لئے اٹھیں گے، انہیں توڑ دیا جائے گا۔

زیاد کی اس خوفناک تقریر کے بعد کوفہ میں سناٹا چھا گیا اور کوفہ والوں نے خلافتِ حقہ اسلامیہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور وفا کی مقدس چادر کو بھاڑ کر گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

مگر عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسمِ وفا پر دل و جان سے نثار ہونے والے حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کر لیا کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔

جسلاؤ اور ریزید کے گماشتے ابن زیاد کو پتہ چلا کہ مسلم بن عقیل، ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکان میں پناہ گزین تھے اس نے اپنے ہرکارے بھیج کر حضرت ہانیؓ کو اپنے دربار میں بلایا۔

اور پھر کوفہ کے دغا باز اور بد بشرست دیے و فالوگوں ہی نہیں بلکہ آسمانوں کے معزز و مکرم فرشتوں نے بھی دیکھا کہ حضرت ہانیؓ پابجولاں ابن زیاد کے سامنے کھڑے ہیں!

دربارِ پیرِ گہرا سکوت طاری تھا اور دربار میں ہر آدمی دم سادھے کھڑا تھا کہ ظالم ابن زیاد نے مہر سکوت توڑا۔ اور کڑک کر بولا۔ کہ۔ اونٹنک حرام!

کیا تو نے میرا گل کا اعلان نہیں سنا تھا کہ جس نے مسلم بن عقیل کو نیاہ
دی اُسے قتل کر دیا جائے گا! —————

حضرت ہانیؓ نے بڑی متانت سے جواب دیا! —————

ہاں سنا تھا! —————

ابن زیاد نے گرج کر کہا —————

تو پھر تو نے خلیفہ زید کے باغی کو میرے حوالے کیوں نہ کیا؟ —

حضرت ہانیؓ نے بڑے حوصلہ اور پامردی سے جواب دیا! —————

میں زید کو خلیفہ ہی تسلیم نہیں کرتا! —————

ابن زیاد ————— غصہ میں

تو پھر تمہارا خلیفہ کون ہے؟ —————

حضرت ہانیؓ ————— جوش میں،

حسین ابن علیؓ! —————

ابن زیاد ————— بھنبھلا کر

یہ کیوں؟ —————

حضرت ہانیؓ —————

کہ — حسین مجسمہ حق ہیں اور زید پکیرِ باطل —————

ابن زیاد ————— تمہاری گردن مار دی جائے گی! —————

حضرت ہانیؓ صر —————

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں

دفا کی آگ دبی ہے ابھی بجھی تو نہیں

اور۔ جفا کی تیغ سے گردن و فاسٹھا روں کے
 کٹی ہے برسرِ میدان مگر جھسکی تو نہیں!
 ابن زیاد۔ اب بھی اگر مشم کو میرے حوالے کر دو۔ تو
 تمہاری جان پنج سکتی ہے
 حضرت ہانیؓ

یہ سنکر حضرت ہانی نے بیباکانہ فرمایا
 ارے او ظالم انساں تجھے یہ کس نے بہکایا
 کہ ہانی جان کے بدلے تجھے ایمان دے دیگا
 تیری شمشیر سے ڈر کر وہ اپنی آن دے دیگا
 نہیں ہرگز نہیں میں ہاشمی مہماں نہیں دوں گا
 میں اپنی جان دے دوں گا مگر ایمان نہیں دوں گا
 اور پھر ابن زیاد، حضرت ہانیؓ کی اس حق گوئی سے آگ بگولا ہو گیا اور
 غصے میں آکر اپنا عصا حضرت ہانیؓ کے سر پر پوری قوت سے دے مارا۔
 اس فقیر اہل بیت کا سر پھٹ گیا اور اس وفا کے گلشن کے ایک
 پہکتے ہوئے پھول پر موت کی خنزاں کا جھونکا گیا۔
 خون کا فوارہ بہہ نکلا اور پھر تلوار سے ان کا سر قلم کر کے تن سے جدا
 کر دیا گیا۔ اور

حضرت ہانیؓ کی روح مبارک بہشت بریں کی طرف پرواز کر گئی اور
 رسم وفا کے اس پیکر نے اپنا مقام و مقصد حاصل کر لیا!
 مسلمانوں! یہ ہے رسم وفا کی پاسبانی۔ اور

یہ ہے آئین و فایر جان کی قربانی

سید افتخار الحسن کا یہ پیغام ہے کہ

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو اور وفا کرو! —

اجبابِ کرام — غور کرو کہ حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خاندانِ نبوت میں سے نہیں تھے — اہل بیت میں شامل نہ تھے اور ان کا تعلق عمرتِ رسول سے بھی نہیں تھا، صرف محبتِ اہل بیت تھے۔ خاندانِ نبوت سے عقیدت رکھتے تھے اور یزید بد معاش کی غیر اسلامی قیادت کے مخالف تھے، اسی عقیدت و محبت کی بنا پر رجم و فاکو نبھاتے ہوئے اور اپنی وفا کا ثبوت دیتے ہوئے جفا کی تیغ سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گئے —

اور پھر حضرت حُجْر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی — اہل سادات میں سے نہ تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے ان کا دور کا بھی رشتہ نہ تھا — بلکہ — انہوں نے نواسہ رسول کے مقدس قافلہ کو راستہ میں روکا تھا اور امام پاک کے زوری ساتھیوں کے ارد گرد گھیرا ڈال کر کربلا کے خونِ میدان تک لایا تھا —

لیکن — جب میدان میں نیکی و بدی کی فوجیں — اسلام اور کفر کے لشکر اور حق و باطل کے سپاہی آمنے سامنے ہوئے تو لشکرِ یزید میں سے سب سے پہلے لڑنے کے لئے یہی حضرت حُجْر نکلے —

راکبِ دوشِ مصطفیٰ اصل اللہ علیہ وسلم نے ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس سے لشکرِ اعداء میں ایک سکوت طاری ہو گیا۔ کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی، مگر — مظلوم کربلا کی اس پر تاثیر تقریر نے حُجْر کی آنکھوں سے غفلت کے تمام

پردے اٹھا دیئے۔

اور پھر — اس نے محبت بھری نظروں اور عقیدت سے بھرپور نگاہوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ تو نواسہ رسولؐ کی پیشانی میں جلوہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا تو جیسا گئی گردن جھکا دی اور پھر رسم و فاء کو ادا کرنے کے لئے دوڑ کر دامنِ حینیت سے لپٹ گیا۔

حضرت امام حسین نے پوچھا! —

حُرّہ — کیا ہوا۔ اور۔ کیوں آئے ہو؟

عرض کی — آقا! صر

بھکاری بن کے یا حضرت تیسرے قدموں میں آیا ہوں

میں آنسو شرمساری کے پھٹے دامن سے لایا ہوں

یا امام برحق — میں قصور دار ہوں کہ آپ کو گھیر کر یہاں لایا ہوں!

گنہگار ہوں کہ آپ کو اس بیابان میں اتارا اور شرمندہ ہوں کہ میں نے آپ کو اس شہادت گاہ تک لانے کی جسارت کی اور آپ سے بغاوت کر کے آپ کو اس آفت میں مبتلاء کر دیا۔

مگر اے جگر گوشہ، بتول اب میں اس نافرمانی و بغاوت کی سیاہی کو مٹانا چاہتا ہوں اور محبت و عقیدت کی شمع روشن کرنا چاہتا ہوں۔ اس ظلمت و عدوت

کا خاتمہ کر کے عقیدت کے چراغ جلانا چاہتا ہوں، اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتنا چاہتا ہوں تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ سکوں۔

اور چونکہ آپ کی امامت میں نماز پڑھ چکا ہوں لہذا اپنے مقتدری ہونے کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں۔

اور جفا کے اندھیروں میں وفا کی قندیل کی روشنی پھیلانے والوں کو
بتانا چاہتا ہوں کہ

جہنم سے نکلنے میں یوں رسم وفا والے!

اسی لئے ————— یا امام علیہ السلام! ع

بنام سید عالم میسزی بگڑھی بنا دینا

بصدقہ سیدہ زہرا جہنم سے بچالینا

حضرت امام علیہ السلام نے حرّ کے سر پر دستِ امانت پھیرا اور اس کو

مبارزت کی اجازت مرحمت فرمادی

شوقِ شہادت میں جھومتے ہوئے حضرت حرّ میدانِ کارزار میں پہنچ گئے۔

اور ع

پہنچ کر شکرِ باطل میں پھر شمشیر کو تولا

ہزاروں دشمنوں کے سامنے لٹکار کر بولا

کہ — میرے عہدِ جفا کے ساتھ ہو شیار ہو جاؤ

مجھ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ

میں ساتی کوثر کی چوکھٹ پر سے تمہاری جفا کے مقابلہ میں وفا کا پیالہ

پی کر آیا ہوں

اور — نگاہِ لطفِ ساتی نے مری فطرت بدل ڈالی!

ذرا سی دیر میں بد بخت کے قسمت بدل ڈالی!

اور پھر کئی یزید کے وحشی درندوں کو موت کے گھاٹ اتار کر دربارِ امانت

میں اپنی جان قربان کر دی اور اس طرح حضرت حرّ نے وفا کے دامن پر اپنے خون کی

نسبت باعث جنت

سرخی سے ایسا نقش و نگار کیا کہ آسمانوں کے فرشتے بھی تحسین و آفرین کے تحفے بھیجتے رہیں گے

سید افتخار الحسن زیدی کا پیغام ہے ————— کہ
مسلمانو! تم بھی وفا کیکھو اور مقتدیو! وفا کرو!
اور — پھر حضرت بی بی شہربانو بھی تو ایران کے شہنشاہ کے
بیٹی اور نوشیرواں عادل کی پوتی تھی ————— اور

جس کی سادات سے کوئی نسبت نہ تھی — مگر پھر بھی ایک وفا شعار شریک
حیات ہونے کے ناطے سے میدان کربلا کے حق و باطل کے خونین معرکہ میں اپنے بچوں
عون و محمد کو نثار کر کے مسلمان عورتوں کو ایک وفادار بیوی ہونے کی راہ بتا گئی
نواسہ رسول بی بی شہربانو کے خیمہ میں گئے اور فرمایا:!

شہربانو! میں جانتا ہوں کہ تم نوکشیراں عادل کی پوتی اور ایران کے
ایک نامور شہنشاہ کی بیٹی ہو۔ اور سنہری تخت پر لیٹنے والی اور بھولوں کی سیج
پر سونے والی - سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے والی ایران کی مشہور
شہزادی ہو۔ مگر

میرے گھر میں آکر تو مٹی کے پیالوں میں گم ہو گئی اور ریشمی لباس کو ٹھکرا کر
تم نے ٹاٹ کی چادر میں اپنی شرم و حیا کے موتیوں کو چھپایا ہے۔
جنگ کا نقارہ بجنے والا ہے اور آج میرے پاس سوائے موت کے
اور کچھ نہیں ہے ————— اس لئے

بہتر ہے کہ تم اپنے بچوں کو ساتھ لیکر ایران چلی جاؤ میں سفر کا انتظام کر دیتا

ہوں

وفا شعار ہوئی نے مظلوم کر بلا کے قدم چوم لئے اور دست بد بستر عرض کی!
یا امام دیر سے وارث اگر میں آج مصیبت کے وقت آپ کو پھپھور گئی تو پھر
قیامت تک مسلمان خواتین مجھے طعنہ دیں گی کہ آخر بیگانی تھی جو کہ مشکل اور آڑے
وقت میں اپنے شوہر کا ساتھ چھوڑ گئی۔

اور — اگر آج میں واپس ایران چلی گئی تو کل قیامت کے روز آپ
کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ اور سیدہ الامیر سلیم، امام الانبیا
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دے سکوں گی۔
اور آپ کے والد گرامی شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ کے پاس
کیا منہ لے کر جاؤں گی اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کیسے
آنکھیں چار کر سکوں گی۔

اور اے میرے مالک و آقا حسینؑ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نوشیرواں عادل
کی پوتی اور شہنشاہ ایران کی بیٹی ہوں۔
اور — یہ بھی درست ہے کہ ایران کے تخت و تاج اور خوبصورت
محللات میں رہنے والی شہزادی ہوں۔

مگر — یا حسین رضی اللہ عنہ! صر
ہنہیں ہے مجھ کو کوئی ناز کسری کے گھرانے پر
مجھے تو منحصر ہے آقا تمہارے آستانے پر
زہے قسمت محمد مصطفیٰ کے گھر کی لونڈی ہوں
مجھے بزور نہ سمجھو مرتضیٰ کے در کی لونڈی ہوں
بوقت امتحان یہ گود خود ویران کر دوں گی
بنی کے دین کی خاطر بچے سربان کر دوں گی

نبت باعث جنت

مگر ٹھکنے نہ دوں گی عظمت اسلام کا پرچم
 سدا اونچا رہے گا مصطفیٰ کے نام کا پرچم
 سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ بی بی شہربانو تیرے قدموں
 پہ نثار — تیری اطاعت و فرمانبرداری پر قربان اور تیری وفا پر فدا —
 تیرے لئے ایران کا تخت و تاج کہاں اور پھر مدینہ منورہ کا حجرہ کہاں —
 ریشمی بستری کہاں — اطلس و کمنجواب کا لباس کہاں اور پھر کھجور کی چٹائی اور بوریادھاٹ
 کی چادر کہاں —

اور تیرے لئے سونے و چاندی کے برتن کہاں اور پھر مٹی کے پیالے اور
 آنکھورے کہاں اور تیری فطرت میں پہلا سا جو روح جفا کہاں اور پھر
 اپنے دین پناہ حسین سے تیری عادت میں محبت — عقیدت اور رسم و رواج
 کہاں —

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کی گزارش
 مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو! اور وفا کرو!
 راکبِ دوشِ رسول — اپنی وفادار بیوی سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے
 وفادار ساتھیوں کے خیمہ میں گئے — اور فرمایا! —

بہادر ساتھیو! اسلام کے پیالے سے وفادارو
 جہان کفر میں حق و صداقت کے مددگارو
 تمہیں معلوم ہے شب کی سحر ہوگی تو کیا ہوگا
 چلو مانو وہی ہوگا جو منظورِ خدا ہوگا
 اٹھو اور اپنا سامانِ سفر ہاندھو چلے جاؤ

اندھری شب کا عالم ہے جاہر چاہو چلے جاؤ
 نہ شراؤ تمہیں اپنی خوشی سے چھوڑتا ہوں میں
 جو بندھن ہے میری بیعت کا وہ بھی توڑتا ہوں میں
 میری قافلہ سالاری میں جو حق و صداقت کا پرچم بلند رکھنے کے لئے اور
 اسلام کے علم کو سر بلند رکھنے کی خاطر تم نے جس خلوص و جذبہ سے میرے ساتھ
 آئے ہو، میں تمہاری اطاعت گزاری اور فرمانبرداری پر فخر کرتا ہوں اور —
 تمہیں سے اجازت دیتا ہوں کہ رات کے اندھیرے میں اس خونِ میدان
 سے نکل جاؤ — کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہارے بچے
 یتیم ہوں — اور تمہاری بیویاں بیوہ ہوں —

ایسے — کہ آج حسینؑ کے پاس موت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔
 میں تمہاری اس عقیدت و وفا کا صلہ تمہیں کل قیامت کے دن جنت کے باغات کی
 صورت میں دوں گا۔

وفا شعار — ساتھیوں نے امام برحق کی دل ہلا دینے والی تقریر سنی تو تڑپ
 گئے۔ قدموں کو بوسہ دیا اور گردنیں جھکا دیں اور شوقِ شہادت میں پکار اٹھے
 یا آقا حسین — آج اگر ہم نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا — تو کل
 قیامت کے دن خدا کی رحمت ہمیں چھوڑ دے گی اور مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کی
 شفاعت ہم سے منہ موڑ لے گی۔

ایسے — اے حضرت فاطمہؑ کے سخت جگر — آقا حسین — اب ہمیں

نہ کچھ پینے کی حاجت ہے نہ کھانے کی تمنا ہے
 تیرے سر کی قسم اب سر کٹانے کی تمنا ہے

اے میرے امام برحق کے وفادار ساتھیو! تمہاری وفاداری کا نام قیامت جاری رہے گا۔ اور تم نے جو رکھم وفا کی شمع میدانِ کربلا کے پتے ہوئے صحرا میں اپنے خون سے روشن کی ہے۔ اس کی روشنی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔

سید افتخار الحسن عرض گزار ہے ————— کہ

مسلمانوں تم بھی وفا کرنا سیکھو اور وفا کرو۔

بابا نانک ————— جو سکھ دھرم کے بانی اور جنہوں نے توجیر باری تعالیٰ کے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ نسلِ انسانی کو مساوات کا سبق بھی دیا — اور ان کے دل و دماغ پر اسلامی تعلیمات کا اثر غالب تھا اور ان کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت رکھتے تھے —

مثلاً — ”جنم ساکھی بالا“ ص ۳۲۷ بابا نانک فرماتے ہیں —

ہن ڈٹھا نور محمدی ہن ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب معمول

لکھیا وجہ کتاب دے اول ایک خدائے

دوجا نور محمدی جو خاصہ یار کہائے

لکھیا وجہ کتاب دے اول ایک خدائے

دوجا نور محمدی جس چانن کیتا آئے

کہتے ہیں کہ میں ایک دن دورانِ سیر و سیاحت ایک جنگل سے گزرا تو من نے دیکھا ایک سوکھے درخت کو آگ لگی ہوئی ہے اور وہ جل رہا ہے، مگر کئی پرندے اور جانور اس جلنے والے درخت پر اداس و غمگین بیٹھے ہیں۔ میں حیران ہوا

اور ان پرندوں سے کہا —————
 آگ لگی اس برچھ کو جلن لگے سب پات
 تم کیوں جلتے ہو بچھو جب پنکھ تمہارے ساتھ
 کہ — اس سوکھے ہوئے درخت کو آگ لگ چکی ہے اور یہ جل رہا ہے
 مگر جب اللہ بھگوان اور واہگرو نے تمہیں پر عطا کر رکھے ہیں۔ تو تم اڑ کیوں نہیں جاتے
 اور جانیں کیوں نہیں بچاتے! —————

تو ان پرندوں نے بابا جی کو جواب دیا —————
 کہ — بابا نانک جی — اڑنے کے لئے ہمارے پر بھی ہیں۔
 اور ہم اڑ کر اپنی جان بھی بچا سکتے — مگر ہم اڑ کر نہیں جائیں گے —
 بابا جی نے پوچھا۔ آخر ایسا کیوں؟ —
 تو پرندے بولے ————— کہ

پھل کھایا اس برچھ کا اور بیٹھ لیڑے پات
 پٹھ ہمارا جیوناں بے جلیں نہ اس کے ساتھ
 کہ — اس درخت کا ہم نے پھل کھایا ہے اور اسکی ہری بھری شانوں
 پر ہم چھپاتے رہے ہیں اور اس کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں ہم سکون حاصل
 کرتے رہے ہیں — ایسے اب ہماری وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اس کے
 ساتھ ہی جل جائیں —————

اقبال مرحوم بھی بابا نانک کو خراج عقیدت یوں پیش کرتا ہے۔!

پھر اٹھی آخر صد توحید کی پنجاب سے

ہند کو اک مرد کا مسل نے جگایا خواب سے

سید افتخار احسن زیدی — انتہائی افسوس سے کہتا ہے۔
 کہ کتنے نے اولیاء اللہ سے وفا کی اور اچھی نسبت حاصل کر لی اور جنت کا حقدار
 بن گیا۔ — امام پاک حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں
 نے وفا کی اور اچھی نسبت پائی جس کی وجہ سے فرشتوں کے لیے بھی رشک بن
 گئے اور پرندوں نے وفا کی تو کبوتروں کی صورت میں خانہ کعبہ اور گنبد خضریٰ میں
 غمگینوں غمگینوں کرنے کی سعادت پا گئے۔ —

مگر آج — سید شبیر حسین زیدی انجم نے ٹھیک کہا ہے۔ کہ
 ص — سمجھ نہیں آوندی میں کس گل تے ہستاں یا فر رواد
 اک دل میرا تے غم نے لکھاں میں کدھر کدھر ہوواں
 رُل گئے پیار دے سچے موتی اجڑا بلخ و فساواں
 یار تہن میں کتھوں لبھاں پیار دیاں خوشبوداں
 اور آخر میں ایک میرا اپنا قطعہ بھی سنیئے جسے میں نے مراد آباد میں
 جگر مراد آبادی کی صدارت میں ہونے والے ایک مشاعرہ میں پڑھا تھا۔ کہ

ص — جب تھا بچپن تو تھے ہر روز وفا کے وعدے
 جو بن آیا ہے تو آئینے وفا بھولے گئے
 میں نے آنکھوں سے زلمنے کا تغیر دیکھا
 کفر کہتا ہے مسلمان خدا بھول گئے

مطلب یہ ہے کہ آئین وفا پر کار بند رہنا ایک عبادت — اور رسم وفا
 پر عمل پیرا رہنا ایک ریاضت ہے جس کے سبب انسانوں میں دوستی کے تئاکے
 کی چمک بڑھتی رہتی ہے اور محبت کے شہد کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

آئینِ وفا پر پابندی عینِ عبادت ہے

اور یہی خدا پرستی ہے۔ جو آئینِ وفا کو بھول گیا، وہ خدا کو بھی بھول گیا اور جس نے رسمِ وفا کو ٹھکرا دیا۔ اس نے نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پامال کر دیا۔

ایسے کہ دوستی کا بھرم رکھنے والے اور عقیدت کا اظہار و دعویٰ کرنے والے اگر رسمِ وفا کے موتیوں کی مالا اپنے گلے میں نہیں رکھتے تو دوستی منافقت کا روپ دھار لیتی ہے اور عقیدت کے دعویٰ کے بعد اگر کوئی شخص وفا کے دامن کی ٹھنڈی ہوا اپنے بچن — اپنے دوست یا اپنے امام و پیشوا کو نہیں دے سکتا تو پھر ایسی عقیدت اور ایسی محبت کانٹوں کا ہار بن کر ہمیشہ اس دوست کے گلے کو زخمی کرتی رہتی ہے۔

عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو کہتے ہیں کہ

”پیار کرنے والے لوگ اور عشق و محبت کے متوالے انسان تو محبوب و معشوق کی ہر خفگی کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں اور اسکی ہر سختی کو شادہ دلی سے برداشت کرتے ہیں اور معشوق کی ہر خفگی کو بھی دعوتِ قلبی سے ہنس کر ٹال دیتے ہیں۔“

مثلاً — معشوق، عاشق کو غصہ سے بھرنا دیتا ہے۔ کہ

دیندے بھرناک جواب پیارے پھیر نہ آویں اتھے
جے آیوں تے قستل کراں گے اسی کتھے توں کتھے

ادھر عاشق کا کام معشوق کے دروازہ کو پھر بھی چھوڑنا نہیں ہے !

ع۔ جے توں عاشق بننا لوڑیں پلہ پکڑ کسجن دا

جان منگے تے دے شتابی صرفہ کریں نہ تن دا

کہ معشوق کی طرف سے بھڑک اور ناراضگی دیکھ کر عشق و محبت کی وادی سے فرار اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ

ع۔ جے دلبر تینوں منہ نہ لاوے توں مکھ مول نہ موڑیں

دوہنگی ندی عشق دی سے اندر جو جامہ سب بوڑیں

اگر تیرا دلبر تجھے منہ نہیں لگاتا اور تیری پرواہ نہیں کرتا تو تم پھر بھی اس کی محبت کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ بلکہ اس کے پیار کی بہتی ہوئی ندی میں

پوری طرح غرق ہو جانا

ع۔ جے اونال نہ چلن دیوے پچھا کدی نہ چھوڑیں

لَا تَقْنَطُوا مِنَ الرَّحْمَةِ السُّبُوَالِ اَسْ اَمِيْدُ نَهْ تُوْرِيسْ

اور اگر تیرا محبوب کسی خفگی اور ناراضگی کی وجہ سے محبت کی راہ میں تجھے اپنے ساتھ نہیں رکھتا تو پھر بھی تیری عقیدت کا حق یہ ہے کہ تو اس کے پیچھے چھ

ہی چلتا رہے۔

اور معشوق کی خفگی کو مسرت میں تبدیل کرنے تک اور اسکی ناراضگی کو راضی نامہ تک اور اس کے غصہ کو پیار کی منزل تک لانے میں اس کی ہر بھڑک کو نظر انداز کرتا جا اور اس عرصہ میں اللہ کی رحمت سے ہرگز ناامید اور بے آس - نہیں ہونا چاہیے۔ آخر کسی نہ کسی دن محبوب کا غصہ اتر جائے گا۔ اس خفگی دور ہو جائے گی اور اسکی ناراضگی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔

ع۔ جے توں سردے پیر بنا کے مگر سجن دے چلیوں
 تاں فیر پکڑ دلاسا دیسی سمجھیں سنگ رلیوں
 لیکن وہ لوگ جو محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر ذرا سی ناراضگی پر ملنا جلنا ترک
 کر دیتے ہیں تو ایسے لوگ محبت کے آئینے اور وفا کی رسم سے ناواقف ہوتے ہیں
 اور ان کی محبت کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے۔ ان کی عقیدت ریت کی دیوار ثابت ہوتی
 ہے اور ان کا ہاتھ پاؤں چوڑھا ایک دھوکہ ہوتا ہے۔

آخِر میں صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی، اپنے مسلمان بھائیوں کو پیغام
 دیتا ہے کہ — تم بھی وفا کرنا سیکھو اور دوستوں سے وفا کرو! —
 اور اگر کسی وجہ سے محبت و محبوب کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے اور
 عاشق و معشوق کے مابین کوئی اختلاف کی کالی گھٹا چھا جائے تو عاشق کو چاہیے کہ
 رسم وفا ہمیں نبھاسکتا تو نہ سہی — آئین محبت سے تو دستبردار نہ ہو اور
 محب کو دستور عقیدت سے کنارہ کشی اختیار نہیں کر لینی چاہیے —
 اسیلئے — کہ

ع۔ چنگی مندی سجناں دلوں سے واری ہو جاندی

پر دل تے داغ لیا ندے نائیں پکی پریت جہاندی

اجبابِ کرام! —

رسم وفا اور۔ آئین وفا کی تفصیل کے بعد حضرت بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ
 علیہ کا وفا دے وفائی کا نظریہ لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے آج سے
 ساڑھے چار سو سال پہلے بیان کیا ہے —

وہ لکھتے ہیں کہ — اس دنیا میں "رن یعنی عورت" سے

بڑھکر اور کوئی جنس بے وفا نہیں ہے! —

تخت ہزارہ کا ایک خوبصورت جوان رانجھا جب — بھائیوں، بھرجائیوں
اور رشتہ داروں سے ناراض ہو کر ہیر سیال کے شہر جھنگ کی طرف روانہ
ہونے لگتا ہے تو اس کی ایک بھرجائی اس کا راستہ روک لیتی ہے تو وہیدرو
زن رانجھا — اپنی بھابی ینگہ سے کہتا ہے — کہ

ع۔ تساں پیر۔ دلی۔ غوث۔ قطب مارے

نکراں نال سمجھے برمار یونی

وارث زن دی ذات بے وفا ہوندی

پوری نال نہ کسے اتاریونی

اور۔ پھر۔ تخت ہزارے واجٹ رانجھا جوگی بن کے جھنگ شہر
میں گداگری کرتا پھرتا اور بھیک دربدر مانگتا پھرتا ہے۔ اسی دوران وہ ہیر
کی نند (ننان) سہتی نال متھالا لیندا ہے۔ تے بڑے ہی پیارے انداز
میں اسے کہتا کہ —

ع۔ نبی باہجھ شفاعت نہ کسے کرنی

رب باہجھ کوئی بخشہار نائیں

کوئی نسئیں سردار سادات جیہا

تے حضرت شاہ علی جیہا، مور دربار ناہیں

تے۔ فقر ہو کے صبر نہ کرے جیہڑا

بجئے فقر دے وا او روادار نائیں

عدل باہجھ سردارے رکھ اچھل

تے زن گدھی ہے جو وفادار نائیں

سے، پھل نہ دینے والا درخت آ

نسبت باعث جنت

باہجہ عشق دے موت شہید نائیں
 تیغ صبر دی باہجہ تھیار نائیں
 باہجہوں، بجز دے ذوق تے شوق نائیں
 وارث رن تلوار فقیر گھوڑا
 چارے تھوک ایہہ کیسے دے یار نائیں!

سید افتخار احسن زیدی کہتا ہے کہ — پاکستانی عوام کو —
 سید پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ کے ان اشعار پر پوری طرح غور و فکر کر کے فیصلہ کرنا
 چاہیے کہ کیا ایک عورت ملک و قوم، تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے سود مند
 ہو سکتی ہے کہ نہیں! —
 حضراتِ محترم! —

پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عورت کے متعلق بے وفائی کا نظریہ حق اور
 سچ — لیکن سید افتخار احسن زیدی — وارث شاہ کے اس نظریے سے
 غور اس اختلاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر —
 زن یعنی عورت — اتنی ہی بے وفا ہوتی تو گجرات کی سوہنی کہہ مارن
 بلخ بخارہ کے شہزادہ عزت بیگ کے عشق میں رسم آئین وفا کو نبھاتی ہوئی ،
 دریائے جناب کی طوفانی لہروں میں غرق نہ ہو جاتی —
 کچا گھڑا کھر گیتے ہتھ بدھے

سوہنی یونس دا واسطہ پان لگ پی

مینوں کچھ کے کندھے تے نے چلو
 کرو بھیبو کج امداد میری

اور۔ پیر وارث شاہ کے نزدیک اگر عورت ہی بے وفائی کا مجسمہ ہوتی ہے تو پھر بھنبھور شہر کے حکمران آدم جام کی بیٹی کسستی —
 پیر کمران کے خان پنوں کی محبت میں فنا ہو کر — او
 پھر آئینے وفا پر عمل کرتی ہوئی تپتے ہوئے مارو تھل کے ریگستان
 آتش فشاں ریت کے ٹیلوں میں پنوں کے شتر کا کھوج تلاش کرتی ہوئی گرم اور
 دہکتے ہوئے صحرا میں گم نہ ہو جاتی

دنیاۓ اسلام کے عظیم شاعر جناب سردار حسین سردار نے اس
 دردناک منظر کو یوں بیان کیا ہے — کہ ص
 کسستی کھوج شتر تے بہہ کے دیندی خان پنوں نون طعناں
 انج لچپال کر نیدے ناہیں جیویں توں کیتی اے خاناں
 توں نہ ہوندوں کستی انج نہ رلدی میرا بانکیا ڈھول جواناں
 سردار پنوں من آکے دیکھیں میرا رل گیا سوٹ شہاناں
 قارئین کرام!

صاحبزادہ سید افتخار احسن کہتا ہے کہ اگرچہ کسستی اور سوہنی عشق و محبت
 کے گھرانہ کی دونوں بہنیں تھیں اور دونوں ہی آئینے وفا سے واقف اور دونوں ہی آئینے وفا سے
 آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ ہی دونوں وفاداری اور بانٹاری کے جذبہ سے مرشار
 تھیں

لیکن — دونوں کا نوشتہ تقدیر جدا جدا تھا! —
 را ان کے نوشتہ تقدیر کو دیکھے کہ کسستی اپنے محبوب کو تلاش کرتی ہوئی تپتے
 ہوئے ریگستان کی دہکتی ہوئی ریت میں پانی کے ایک قطرہ کو ترستی ہوئی مر گئی۔ اور

سوہنی اپنے محبوب کو ملنے کی خاطر بھرے ہوئے دریائے چناب کے پانی میں
 ڈوب گئی۔

سستی گرم بگولوں کے جھکڑوں میں پھنس کر دن کے وقت جھلس گئی،
 جبکہ سوہنی کو کالی رات کی خوفناک ناگن نے ڈس لیا۔
 اور سستی بیابان، ریگستان کے تپتے ہوئے ٹیلوں میں گم ہو گئی۔ جبکہ
 سوہنی دریا کی طوفانی موجوں میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئی۔
 اور دونوں نے نمازِ عشق پر بھی سستی نے ریت پر تمیم کیا۔ اور
 سوہنی نے پانی سے مکمل غسل و وضو!۔

اور دونوں کے امام تھے۔ سستی نے حضرت ایسا علیہ السلام کے
 دہائی دی اور سوہنی نے حضرت خضر علیہ السلام کو پکارا۔
 اور دونوں ہی دعوہ کھا کئیں۔

سستی شتر بانوں کی ٹیلیوں کا اور سوہنی کچے گھڑے کا۔
 اور سستی نے شتر بانوں کی ٹیلیوں کو جس کاررواں اور بیابان سے اٹھنے
 والے گرد و غبار کے ہر بگولے کو غبارِ قافلہ سمجھ لیا۔ اور
 سوہنی نے کچے گھڑے کو محبوب تک پہنچنے کا وسیلہ جان لیا۔
 اور سستی کے لئے یہ کہنا ٹھیک ہے۔

ع۔ تھا بیابان کا بگولا جو اٹھا اور مٹ گیا

دور سے جس کو غبارِ کاررواں سمجھا تھا میں

اور سوہنی کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ۔

ع۔ کچے کچ کیتا کچا نے مٹلی کچے چاہڑیا توڑ نہ پور میرا
 اگے جان تے موت نین جان دیندی پھارہ گیا بھناں دور میرا

صاحبزادہ سید افتخار الحسن — اپنے مسلمان بھائیوں سے ایک بار
 پھر لازوال پیغام کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ کسی امام کے مقتدیو! —
 اپنے امام سے وفا کرو — اور اے کسی پیر کے مریدو۔ اپنے پیر
 سے وفا کرو — اور اے کسی استاد کے شاگردو اپنے استاد سے وفا کرو۔
 اور اے اپنے نبی کے اُمتیو اپنے نبی سے وفا کرو اور اے اپنے خدا کے بندو
 اپنے خدا سے وفا کرو! —

اور اے پاکستان کے پتھر دل سرمایہ دارو اور دو لقمند زر پرستو — اور
 لاکھوں، کروڑوں روپے کی کوٹھیوں میں عیاشی کرنے والو — مغزور بل
 مالکو — کسی غریب کی جھونپڑی کو ڈھانا بند کرو — اور اے
 کپڑے کے بڑے بڑے تاجرو اور اپنے بیوی بچوں کو امپورٹڈ ریشمی لباس پہنانے
 والو۔ سنگدل انسانو — بیوہ عورتوں اور یتیم بچیوں کے ننگے سروں کو
 بھی ڈھانپنے کے لئے اپنی بلوں کے ہزاروں تھانوں میں سے دو چار گز کپڑا اللہ
 اور رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کی، دینے کی بھی عادت نہ ناؤ۔

اور اپنے خوبصورت بنگلوں کو بجلی کے ققمقموں سے روشن کرنے والو۔ امیرو
 رات مندو! — کسی مفلس و فقیر کی کٹیا میں ٹٹماتے ہوئے تیل کے چراغ کو اپنی
 سرمایہ داری کی وحشیانہ چھونکوں سے بھجانا چھوڑ دو! —

۷۔ کیا بلیں اسی لئے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں
 کہ دخترانِ دطن تار تار کو ترسین

اور۔ کیا چمن کو اسیلئے مالی نے خون سے سینچا تھا
 کہ اس کی اپنی نگاہیں بہا کو ترسین

علامہ اقبال مرحوم بھی خدا کے حضور یہی فریاد کرتا ہے ————— کہ
 ع ————— کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ

دنیا ہے تیری منتظر روزِ مکافات
 اور ————— تو قسا درو عا دل ہے مگر تیرے جہاں میں

ہیں تلخ بہت بندہٴ مزدور کے اوقات
 اور ————— یہ علم — یہ حکمت — یہ تدبیر — یہ حکومت

پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

اور سید افتخار الحسن! اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ بھی کہتا ہے۔ اپنے
 خوبصورت ہنگلوں — اپنے خوشنما باغات اور اپنے بلند و بالا پلازوں کی طرف
 سے ذرا توجہ ہٹا کر اپنی آخری آرامگاہ قبر کا تصور بھی کبھی کر لیا کرو — اور اس
 دنیا کے مسافر خانہ میں ہمیشہ زندہ رہنے کی بجائے آخرت کے شہرِ غموشاں میں روزِ
 قیامت تک تیرے خاک لٹنے پر بھی کبھی غور و فکر کر لیا کرو! —————

علامہ اقبال مرحوم نے یہی سچ کہا ہے ————— کہ

کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا

کیا عشق پائدار ہے ناپائیدار کا

اور دن میں کم از کم ایک دفعہ تو موت کے فرشتے کو بھی یاد کر لیا کرو۔ کیونکہ
 موت برحق ہے اور ملک الموت کا آنا بھی سچ ہے۔

سید ہاشم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب کہا ہے ————— کہ

۴۔ سدا نہ تاج سراں تے رہند تے سدا نہ تاج شہانہ

ہاشم شاہ اشعریؒ دل : لاویں ایہہ جگت مسافر خانہ

نبت باموت جنت

مولوی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیائے فانی کی مذمت کرتے ہوئے
اور ملک الموت کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کیا ہی اچھا لکھا ہے۔ کہ
ی۔ یار تیرے لدھی بھار جانڈے اکدن توں بھی بھار لدھا وناں اے
ملک الموت جدوں گھیرا آن پایا پھیر کے نہ تینوں چھڑا ناں اے

اور

ی۔ یار تیرے لدھی پار جانڈے یاراں جانڈیاں دی تینوں سازنا میں
ملک الموت لنگھائے نے پور لکھاں تے توں غافلہ ہویوں ہتیارنا میں
میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بے
یعنی اور زندگی کے فانی ہونے کا یوں ذکر کرتے ہیں

سدانہ لاٹ چراغاں والی سدانہ سوز پتنگاں

سدانہ چھو پے پامختد بہنارل بل سنگاں

اور۔ سنگدے ساتھی لدھے جاون اساں دی ساتھ لداناں

ہمتھ نہ آوے پھیر محمد جاں ایہ وقت وہاناں

اور۔ لکھ ہزار بہار حسن دی اندر خاک سمائی

لاپریت محمد بخشا جگ وچہ رہے ہسانی

اور۔ مان نہ کریئے روپ گھنے دا وارث کون حسن دا

سدانہ رہن شاخاں ہریاں سدانہ پھل چمن دا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دعائیں

دوسرے انبیاء کرام سے ہمارے رحمتِ دو عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
کی حیثیت ایک علیحدہ اور مثالی ہے۔ اسی لئے ہر دعا آپ پر درود شریف پڑھنے کے
سبب قبول ہوتی ہے۔
مثلاً

۶: — ترمذی شریف - جلد ۱ - ص ۶۴ - حضرت عمر فاروق رضی

اللہ عنہ نے فرمایا

اِنَّ الدُّعَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ -

”گوئی دعا دربارِ خداوندی تک نہیں پہنچتی اور زمین و آسمان کے درمیان
معلق رہتی ہے۔“

حَتّٰى تَصِلَ عَلٰى نَبِيِّكَ

کہ جب تک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔

۷: — ترمذی شریف - جلد ۲ ص ۲۰۹ - مشکوٰۃ شریف ص ۵۵

حضرت ابن عباس و عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں — کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے حلقہ بگوش

اسلام ہونے کی دعا کی !

اللَّهُمَّ اعْرِضِ الْإِسْلَامَ بَابِي جُصَلِّ بْنِ هَتَامِ أَوْ بَعْرِ بْنِ الْمُخَطَّابِ

اور پھر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں حلقہ بگوش اسلام اور نبی پاک علیہ السلام کے غلام بن کر اسلام کے سدا بہار گلشن میں ایک تازہ پھول بن کر اور دین مبین کے مضبوط قلعہ کی حفاظت کے لئے ایک بہادر سپاہی

کی طرح اور ایک سرفروش جرنیل کی طرح اپنے دوزخِ خلافت میں کاپرچم لے کر

اور بہادر مجاہدوں کا ایک معمولی سا دستہ لے کر مدینہ منورہ سے نکلا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کریم کی بچھائی ہوئی زمین کے آدھے حصہ پر بچھا گیا۔

حضرت ابوہریرہ کی والدہ کے لئے مسلمان ہونے کی دعا فرمائی اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا اثر انہوں نے اس طرح دیکھا کہ ابوہریرہ دعا کے بعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ گھر پہنچے تو دروازے کو اندر بند پایا۔ جو کہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے میری والدہ نے کہا۔

ابوہریرہ ! ذرا انتظار کرو ! میں غسل سے فارغ ہو کر دروازہ کھولتی ہوں۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور بڑی پیار بھری نظروں سے دیکھ کر اندر آ جانے کا حکم دیا اور مجھے کہا !۔ ابوہریرہ مجھے مسلمان بناؤ۔ یہ سن کر میری حالت خوشی کے ماتے بے حال ہو گئی اور میری والدہ نے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا۔

یہ اثر تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا کہ فوری طور پر شرف قبولیت پا گئی۔

۱۸۔۔۔۔۔ جیسا کہ — مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۰۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۵

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میری ماں کفر منجوس راستوں میں جھکتی پھرتی تھی۔

مگر میری دلی آرزو تھی کہ میری والدہ بھی اسلام کے گلشن کی ایک مہکتی ہوئی کلی بن جائے اور اہل ایمان کے دل و دماغ کو بہکانے لگے !
چنانچہ — ایک دن میں نے اپنی یہی آرزو دربار رسالت میں پیش کر دی جبکہ میری حالت تھی کہ میں زور مارتا تھا۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو انتہائی محبت سے دریافت فرمایا۔

ابوہریرہؓ — کیوں روتے ہو؟

میں نے عرض کی — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کافرہ

ہے اور — میں آپ کا غلام —

میں نے بہت کوشش کی ہے اور بہت دعائیں کیں ہیں مگر بے ناکام ہو گئیں اور میری ماں کے دل پر لگا ہوا کفر کا تانا ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ اور اس کی آنکھوں پر پڑے ہوئے شرک کے سیاہ پردے نہیں اٹھ سکے۔

اب آپ میرا آخری سہارا ہیں اور میں اس امید پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی دعا سے میری ماں کے کفر و شرک کے اندھیروں میں ایمان و اسلام کی شمع جل اٹھے گی اور جہنم کی آگ سے بچ جائے گی۔

ایسے — اَدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّهْدِيَ اُمَّهُرِّيْرَةَ! —

آپ دعا فرمائیے کہ ابوہریرہؓ کی ماں کو ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں رشد و ہدایت

کی قندیل روشن ہو جائے۔

بس پھر کیا تھا۔ میری درخواست پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے دست مبارک اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

کہ اے اللہ کریم ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کو ہدایت فرما۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر دین و ایمان کی روشنی میں لے آ۔

اس کے دل و دماغ سے لات و منات کی مجت نکال کر خدا و رسول کی الفت عطا کر دے۔

اور پھر ایسا ہوا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو ماں کی تقدیر ہی بدل چکی تھی!

اور اس کا دامن، دین و ایمان کے پھولوں سے بھر چکا تھا۔

۹: — دھیہ کلبی کے لئے ایمان لانے کی دعا فرمائی جو کہ قبول ہوئی اور وہ بھی کفر کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گیا!

جیسا کہ — تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۱۲۴ اور درۃ الناجین ص ۱۳۲۔

علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور علامہ عثمان بن حسن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

إِنَّ دَخِيَّةَ كَلْبِي كَانَ مَلِكًا كَافِرًا مِنْ الْعَرَبِ۔

دھیہ کلبی کفر کے ایک ناپاک گروہ کا سردار تھا۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ إِسْلَامَهُ۔

اور۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسلام لانے کی خواہش رکھتے تھے۔

کیونکہ وہ سات سو آدمیوں کا سردار تھا۔ اسیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمنا تھی کہ اگر یہ اسلام لے آئے تو اس کی ساری جماعت بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے گی۔

وَكَانَ مِنْ أَجْمَلِ النَّاسِ وَجْهًا -

اور وہ اتنا حسین و جمیل انسان تھا کہ جب وہ کبھی شہر میں نکلتا تو شہر کی خواتین اسے دیکھنے کے لئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ جاتیں یا دروازوں سے باہر آجاتیں۔ ایک دن حسن اتفاق یہ ہوا کہ ادھر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے تھے اور دوسری طرف سے وحیہ کلبی آ رہا تھا۔ حسین و جمیل تو تھا ہی۔ محنت بھری نظروں سے جب نگاہ رسالت نے دیکھا تو معاً بارگاہِ خداوندی میں عرض پر داز ہوئی۔

یا اللہ پاک! ایسی خوبصورت صورتیں بھی دوزخ میں لے جائیں گے! —

آواز آئی مجرب — کیا چاہتے ہو؟ —

جیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایمان لانے کی آرزو کر دی۔ اور عرض کی۔

اللَّهُمَّ ارْزُقِ الْإِسْلَامَ دَخِيَّةَ الْكَلْبِيِّ — کہ

اے اللہ وحیہ کلبی کو اسلام کی دولت سے بہرہ ور فرما دے۔ —

زبانِ نبوت نے سبلی ہوئی دعا نے قبولیت کے دروازے کھول دیئے۔

اگلی صبح ہوئی تو نماز کے بعد والی دو جہانِ متصل سے اٹھنے ہی والے تھے۔

کہ حضرت جب سیر علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے —

اور عرض کی — یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم —

قَدَفْتُ نُورَ الْإِيمَانِ فِي قَلْبِ دَخِيَّةِ الْكَلْبِيِّ!

کہ اللہ کریم نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے ! —
 محبوب آپ کی دعا قبول ہو چکی ہے اور آپ کی خواہش کو شرف قبولیت
 بخشے ہوئے ہم نے دجیہ کلبی کے دل میں تاریکی کو دور کر کے نور ایمان کی شمع
 روشن کر دی ہے اور وہ تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہے !
 فَلَمَّا دَخَلَ دَحِيَّةُ الْكَلْبِيِّ الْمَسْجِدَ رَفَعَ الْبَنِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمُ بُرْدًا وَهُوَ عَنْ ظَهْرِهِ وَكَبَّطَ عَلَى الْأَرْضِ وَأَشَارَ إِلَى رِجَائِهِ -
 پھر جب دجیہ کلبی مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنے کندھے پر رکھی ہوئی مبارک مٹرو والی چادر اتار کر فرش پر بچھا دی اور اسے
 اشارے چادر پر بیٹھ جانے کے لئے فرمایا۔ —

دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں !
 لیکن جب دجیہ کلبی نے صاحب خلقِ عظیم کا یہ حسنِ اخلاق دیکھا۔ تو
 بکی — — — وہ رونے لگا — — —

اور — رَفَعَ رِدَائَهُ قَبْلَهُ وَمَسَمَّ عَلَى رَأْسِهِ وَعَيْنَيْهِ
 چادر مبارک کو اٹھایا — اسے بوسہ دیا اور سر اور آنکھوں پر لگایا۔

اس نے کہا ! — — —

حضور مجھے نور ایمان سے سرفراز فرما دیں ! — — —

آپ نے فرمایا ! — — —

قَدْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ — — —

اس نے کلمہ شریف پڑھا — — —

پھر وہ زار و قطار رونے لگا — — —

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

اب کیوں روتے ہو؟

وحیدِ کلبی نے عرض کی! سرکار! میں بڑے بڑے کبیرہ گناہ کرتا رہا ہوں

اور اب تک ستر لڑکیاں اپنے ان ہاتھوں سے زندہ دفن کر چکا ہوں!

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہو گئے۔

جب ریلِ علیہ السلام اسی عالم میں تشریف لائے اور آپ کے سلام بھیجے

ہوئے فرمایا!

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قُلْ لِدَعِيَّةِ الْكَلْبِيِّ

وَعِزَّتِي وَجَلَابِي _____ کہ

وحیدِ کلبی سے فرمادیں کہ مجھے اپنے جاہ و جلال کی قسم ہے کہ جب

اس نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اقرار کیا تھا اور اسلام کی دولت

سے مالا مال ہوا اور ایمان کے خزانہ سے بھرپور ہوا تو ہم نے

عَفَرْتُ لَكَ كُفْرَكَ سِتِّينَ سَنَةً۔

تمہارے ساٹھ سال تک کے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

فَبَكَى الْبَنِيَّ وَأَصْحَابَهُ

پھر بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونے لگے۔

آواز آئی — جبیب روتے کیوں ہو؟ —

عرض کی — یا اللہ!

ایک دفعہ کلمہ شریف پڑھنے والے کے آپ نے ساٹھ سال کے گناہ

معاف فرمادئے — مگر میری وہ اُمت جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی

صبح و شام کثرت سے دیتی ہے، اسے آپ کس طرح نہ بخشیں گے —

جواب آیا —

ہاں! بخش دوں گا۔

اور حضرت وحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و تکریم اور ان کے حسن و جمال کی شان تو دیکھو کہ — اسلام کے دامن میں آنے کے بعد — اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر دین و ایمان کی روشنی حاصل کرنے کے بعد اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے اثر کے بعد خداوند کریم کی طرف سے یہ انعام بھی ملا —

سَمِعْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِي الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَى صُورَةِ وَجْهِهِ لِيَسْمُوَهُ —

”اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام، وجہ کلبی کے حسن و جمال کی

بنا پر نبی کریم علیہ السلام پر اس کی صورت پاک میں آتے رہے!“

بارشش کے لئے دعا

۱۰ — بخاری شریف جلد اول ص ۵۰۶ — مسلم شریف جلد اول ص ۲۹۲

مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط پڑ گیا — حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض گزارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ہلاک ہونے شروع ہو گئی ہے، اور بچے بھوک سے مرنے لگے ہیں —

فَادْعُ اللَّهَ لَنَا - !

بارش کے لئے اللہ سے دعا کریں۔ !

فَنَرَفِعْ يَدَيْهِ !

پس امت کے غمخوار نے دعا کے لئے اپنے دست مبارک اٹھائے اور

عرض کی !

اللَّهُمَّ اسْقِنَا !

یا اللہ کریم، ہم پر اپنی رحمت کی بارش برسا دے۔ اور یہ الفاظ آپ

نے تین بار دہرائے

آسمان شیشہ کی طرح صاف تھا یعنی بادل کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ان کے منہ سے نکلنا تھا کہ شرق و مغرب، شمال و جنوب سے کالی گھٹائیں اٹدنا شروع ہو گئیں اور پھر دیکھتے دیکھتے موسمِ دھار بارش ہو گئی اور یہ بارشیں آئندہ جمعہ تک ہوتی رہیں اور پورے عرب کی سرزمین جل تھل ہو گئی اور قحط دور ہو گیا۔ یہاں تک کہ اگلے جمعہ کو اسی اعرابی اور دیگر بہت سے مسلمانوں نے کھرا

ہو کر عرض کی !

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مکانات گرنے لگے ہیں اور مال و متاع

غرق اور تباہ ہو رہا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ بارش تمہارے

آپ نے دعا فرمائی !

اللَّهُمَّ حَوِّا لَنَا وَلَا عَلَيْنَا

کہ یا اللہ! ہم پر بارش کا سلسلہ ختم کر دیں۔

نسبت باعث جنت

پتہ چلا کہ ساری کائنات کا نظام امام الانبیاء صل اللہ علیہ وسلم کے مبارک
اتھوں اور زبان پاک اور دعاؤں میں ہے —————

بارش نہ برسنے کا سبب

دوسرے انبیاء کرام کی طرح حضرت ہود علیہ السلام بھی عاد قوم کی
رف نبی بن کر تشریف لائے اور قوم کو دعوت توحید و رسالت دی اور حکم دیا کہ
ایک اللہ کی عبادت کرو ————— پارہ ۱۲ سورۃ ہود —————

مَا لَكُمْ مِنَ الْإِلٰهِ غَيْرَ

کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی الٰہ نہیں ہے ————— اور اے

بری قوم میں نے جو تمہیں توحید و رسالت کا درس دیا ہے اور تمہیں نیکی کا
رستہ بتایا ہے اور تمہیں پتھروں کی پرستش کرنے کی بجائے ایک وحدۃ لا شریک
الہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے — میں تم سے اس کا کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔
لَا أُجْرِي إِلَّا حِلْيَةَ الْكَافِرِيْنَ —————

بلکہ اس کا اجر میں اپنے اس رب سے لوں گا جس نے مجھے پیدا کیا۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ

کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ —————

میری تبلیغ اور میری دعوت کو سمجھ کر ایک اللہ کی عبادت کرنی شروع کر دو۔

مگر واقعی قوم بے عقل ثابت ہوئی اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے ————— تو
اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اور رسالت کو جھٹلانے کے باعث تین

سال تک بارش بند کر دی ————— اور ان کی عورتوں کو بائجھ کر دیا —————

تو حضرت ہود علیہ السلام نے پھر اپنی قوم پر رحم کھاتے ہوئے اور قوم کو تین

سال تک بارش بند ہونے کے باعث ان پر جو قحط کا عذاب آن پڑا تھا۔ اسے دور کرنے کے لئے اور خشک سالی کی مصیبت کو ٹالنے کے لئے اور بارش برسانے کیلئے پھر اپنی قوم سے فرمایا:

وَلْيَقُومِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ
عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ مِقْوَةَ إِي قُوَّتِكُمْ - وَلَا تَسْتَوُوا
مُجْرِمِينَ ! — اور فرمایا کہ

کہ میری قوم اپنے رب تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر توبہ و استغفار
کرو تو اللہ تعالیٰ آسمان سے موسلا دھار بارش برسا دے گا اور
ساتھ ہی تمہاری عورتوں کے بانجھ بن کو دور کر کے اور تمہیں کثرت
سے لڑکے عطا کر کے تمہاری قوت میں اضافہ فرما دے گا۔ !

اور تم مجرم بن کر اپنے منہ راہِ راست سے نہ موڑ لو —
مگر۔ وہ قوم اتنی سرکش اور نافرمان تھی کہ حضرت ہود علیہ السلام کی تبلیغ
اور دعوتِ حق کے باوجود اپنے کفر پر ڈٹی رہی اور حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ
واہیات قسم کی بحث کرتے رہے ! —

اور پھر جب اس قوم کے راہِ راست پر آنے اور رشد و ہدایت کی روشنی
پانے کی کوئی امید نہ رہی تو پھر اللہ کی طرف سے ان پر ایک دردناک عذاب
لایا گیا جس سے ان کا نام و نشان مٹ گیا —

لیکن — اس دردناک عذاب سے خداوند کریم نے اپنی رحمت
کے سبب حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کو نجات دیدی۔
قارئینِ کرام! اور بردارانِ اسلام آج محرم کی ۲۷ تاریخ اور ماون

کی ۲۵ تاریخ ہے۔ مگر مون سون ہواؤں کا رخ اور بارش برسے کا راستہ ابھی تک فیصل آباد کی طرف نہیں دیکھا گیا۔ اور فیصل آباد کے لوگ ایک سال سے بارش کے چند قطروں کے لئے ترس رہے ہیں۔ صاحبزادہ سید افتخار احسن کہتا ہے کہ۔۔۔ ہمیں ہم پر بھی حضرت ہود علیہ السلام کی گمراہ اور بے دینی قوم کی طرح ہماری عیاشیوں۔ بد معاشیوں۔ اور۔ فحاشیوں کے باعث اور ہماری دین و اسلام سے غداری اور رسالت سے بغاوت کے سبب بارش بند رکھنے کا تین سالہ منصوبہ تو نہیں ہے۔۔۔

سلمانوں!۔۔۔ اور حضرت ہود علیہ السلام سے بڑھ کر اپنے آقا و مولا۔ رحمت دو عالم اور مشفق و شفیع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام۔ ان کی تبلیغ حق اور ان کی دعوت اسلام پر عمل پیرا ہو کر اپنے رب کریم سے معافی طلب کریں۔۔۔ اور۔۔۔

توبہ و استغفار کر کے آسمان سے بارش کے دروازے کھول دیں اور اللہ کریم کی رحمت کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک سالہ خشک سالی کے غلب سے نجات حاصل کریں۔۔۔ اور۔۔۔

یتیموں۔ مسکینوں اور بے آسرا لوگوں کو کھانا کھلا کر اور صدقہ و خیرات کے خزانے کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔۔۔

نزہت المجالس۔ جلد اول ص ۹۷ علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ

لَا تَأْتِيهِمْ إِذَا فَشَّتْ فِي قَوْمٍ فَشَا فِيهِمْ طَاعُونَ۔
وَإِذَا انْقَضُوا لَكِلِيلٍ وَالْمِيزَانَ جَاءَهُمُ الْقَطْرُ وَإِذَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ

حَبْسٌ عَنْهُمْ الْمَطْرُ ————— کہ

جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے۔ اس قوم پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جاتی ہے۔ اور جو قوم کم تولنا شروع کر دے۔ اس قوم پر قحط اور جوہرِ مصلطانے بادشاہ کا قہر و غضب اور ظالم حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس قوم پر بارش بند کر دی جاتی ہے۔
برادرانِ اسلام!

غور کرو اور سوچو کہ کہیں یہ تمام خرابیاں ہم میں تو پیدا نہیں ہو گئیں۔
مسلمانِ بس

توبہ و استغفار! —

حَسَنُ جَمَالٍ كَيْلَتُهُ دُعَا

مدارج النبوت ————— جلد اول ص ۲۳۸ ————— بیہقی

بیہقی از انس آورده کہ یہودی گرفت از لحيہ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم چیزے کہ در لحيہ شریف افتادہ بود۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں ایک تنکا پھنس گیا جسے ایک یہودی نے دیکھ لیا اور وہ تنکا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے نکال دیا۔ ————— اور

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ

”میں ایک حسین اور خوبصورت جوان ہوں مگر میرے بال سفید ہو چکے

ہیں جس کے باعث میری خوبصورتی میں کمی آگئی ہے۔ دعا فرمائی

کہ اللہ تعالیٰ میرے حسن کو قائم رکھے!۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی

اللَّهُمَّ جَبِّئْهُ!

کہ۔ یا اللہ اس کو خوبصورت بنا دے!۔

شفاء بیمار کے لئے دعا۔

مدارج النبوت — جلد اول — ص ۴۳۸

”بیمار شد ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — ایک دفعہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ

عنه بیمار ہو گئے تو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں

حاضر ہو کر عرض کی۔“

اے برادر زادہ من دعا کن پروردگار خود را تا عافیت دید

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے میرے بھائی کے بیٹے دعا کرو کہ آپ کا

پروردگار مجھے شفاء عطا فرمادے!۔

تو۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دعا کی۔

اللَّهُمَّ اشْفِ عَمِّي!

کہ یا رب میرے چچا محترم کو شفاء عطا فرمادے!۔

پس برخاست ابو طالب

پس حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اٹھ کر بیٹھ گئے۔ گویا

کہ شفا ہو گئی!۔ اور بیماری جاتی رہی

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!۔

”کہ اے میرے بھتیجے! جو تو خدا سے مانگتا ہے، تجھے خدا تعالیٰ فوراً ہی عطا کر دیتا ہے۔“

خصائص کبریٰ - جلد اول - ص ۱۲۴
حضرات محترم

حضرت عزیر علیہ السلام کی تو ایک دُعا سے بڑھی عورت کی آنکھوں کی بینائی واپس آگئی اور اس کی ٹانگیں جو ناکارہ ہو چکی تھیں درست ہو گئیں اور بیٹوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں دعائیں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اس کے باوجود، دنیا مے سنیت کے علماء کرام نہ تو انہیں خدا مانتے ہیں اور نہ ہی خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ — جب مزور نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھا تھا۔ کہ میرے علاوہ آپ کا رب کون ہے؟ —

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا —
”رَبِّيَ السَّيِّدِي يَحْيَىٰ وَ اٰمِيَّتُ!
”کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔“
تو مزور نے پھر کہا کہ

اَنَا اَحْيٰى وَ اَمِيَّتُ

کہ میں بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔
چنانچہ اس ظالم نے ایک آدمی کو پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا اور جسے پھانسی کی سزا ملنی تھی اسے بری کر دیا گیا۔

نسبت باعث بخت

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ یہ ظالم زندگی اور موت کے فلسفہ کو نہیں جانتا اسلئے

انہوں نے ایک اور دلیل پیش کر دی کہ یہ ظالم حکمران، جو خدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ لاجواب ہو جائے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ

میرا خدافہ ہے جو آفتاب کو مشرق سے نکال کر مغرب میں غروب کرتا ہے اگر تو بھی خدایہ ہے تو سوزح کو مغرب سے نکال کر مشرق میں ڈوبنے کا حکم کر۔ یہ سن کر بھوٹا خدا اور ظالم حکمران مبہوت ہو کر اور حیران ہو کر رہ گیا۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غرود کی اس دلیل کو درست مان لیا تھا کہ

دوسری دلیل دینے پر مجبور ہو گئے

حالانکہ میدانِ مناظرہ کا یہ اصول ہے کہ۔ ایک مناظر ایک دلیل پر ڈٹ جائے!

تو اس سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی حکیم یا ڈاکٹر کسی بیمار کی تشخیص کر کے اور بیماری کو سمجھ کر اس کے لئے ایک نسخہ تیار کرتا ہے مگر وہ نسخہ بیمار کا معده قبول نہیں کرتا، تو وہ قے کر دیتا ہے۔

پھر حکیم اور ڈاکٹر کو یہ پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ مریض کے لئے دوسرا نسخہ تجویز کر کے اس کا علاج کرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پہلے ایک نسخہ غرود کو دیا مگر اس کی عقل و دانش نے اسے قبول نہ کیا اور پھر دوسرا نسخہ دیا جس سے مبہوت ہو کر رہ گیا اور دعوتِ حق کے مقابلے میں شکست کھا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے خلیل علیہ السلام نے خدا اور الہ ہونے کا معیار یہ مقرر کیا کہ اگر تو آفتاب کو مغرب سے نکال کر دکھا دے لیکن نمود ایسا ہرگز نہ کر سکا۔

ہاں، البتہ ہمارے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعجازِ نبوت اور کمالِ رسالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈوبے ہوئے سورج کو مغرب سے نکال کر دنیا کو بتا دیا کہ ساری کائنات کا نظام میرے مقدس ہاتھوں میں ہے چاہے وہ نظام شمسی ہی کیوں نہ ہو۔ !

مگر ہم سنی حضرات پھر بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مختارِ کل نبی اور بے مثل بشر ہی کہتے ہیں۔ — حالانکہ مغرب سے سورج کو نکالنا یہ معیار الوہیت تھا۔

اس حیرت انگیز واقعہ — اور — اعجازِ نبوت کی تفصیل کچھ اس طرح ہے —
دوبے ہوئے سورج کی دالیسی!

مدارج النبوت اردو ص ۲۲۴

جنگِ خیبر کی فتح کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے کہ وادیِ صہبیا میں بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: علیؑ — میں کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں — عرض کی یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانوؤں پر سراقہ رکھ کر آرام کر لیں۔

یہ کہہ کر حضرت علیؑ نے اپنا دامن پھیلا دیا۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوؤں پر سراقہ کر آرام فرمانے لگے! سورج عذوب ہو رہا تھا اور اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت علیؑ

نے ابھی عصر کی نماز ادا کرنی تھی۔

اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دو مسئلے آگئے تھے۔ ایک خدا کی

عبادت اور دوسرا نبی کی اطاعت۔

اگر پاکستان کا کوئی بے ادب اور گستاخ مولوی ہوتا تو رسول پاک صلی اللہ

وسلم کو جگا کر نماز عصر پڑھ لیتا۔ لیکن یہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے

جنہوں نے یہ سمجھ کر اور اس عقیدہ کے تحت نماز عصر قضا کر دی۔

۵۔ نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں

نگاہوں کی قضا میں کب ادا ہوں

کہ نماز قضا ہو گئی تو پھر پڑھ لوں گا لیکن خدا جانے نبی پاک سراقدر میں میری

بھولی میں دوبارہ کب آئے۔

اور جب رسول پاک بیدار ہوئے تو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

یا حبیب اللہ میں نے آپ کی محبت اور اطاعت میں نماز عصر قضا کر دی ہے!

مختارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اب نماز قضا پڑھنی ہے یا ادا۔

جواب دیا غلام ہوں آپ کا اور نماز پڑھوں قضا!۔

فرمایا! کھڑے ہو جاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔

کیا کروں؟

فرمایا۔ نیت کرو!

کس بات کی

نماز عصر کی!

لیکن سورج تو غروب ہو چکا ہے!

فرمایا! جو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ کرو۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیت کی چار رکعات نماز عصر۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ إِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ
فَارْحُ ذُرِّيَّتِهِ الشَّمْسَ -

”یا اللہ۔ علی نے تیری اطاعت اور میرے رسول کی اطاعت

میں نماز قضا کر دی ہے اب اس کے لئے ڈوبا ہوا سورج واپس

کر دے!“

سوال :- وہاں تو نماز قضا کی جا رہی ہے پھر اللہ کی اطاعت کہاں؟

جواب :- مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ! (سورۃ النساء) آیت ۸۰

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

چونکہ حضرت علیؑ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تھی اس لئے وہ اللہ

تعالیٰ کی اطاعت تھی!۔

آفتاب طالع شد چنانکہ شعاع آں بر کوہ و امان بتافت و خلافت

برائے عیین مشاہدہ کرد۔

”ڈوبا ہوا سورج طلوع ہوا جس کی شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں

میں لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں“

سوال :- آخر نماز عصر اتنی تاکید والی نماز۔ علیؑ نے کیوں قضا کر دی؟

جواب ۱۔ — مدارج النبوت اردو —————

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت اور اسی حالت میں آثارِ وحی نمودار ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حالت میں مناسب نہ سمجھا کہ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوابِ راحت سے بیدار کیا جائے۔ —————

شفاء شریف بموسم الریاض جلد ۳ - ص ۱۰۰ - حضرت قاضی عیاض

رحمۃ اللہ علیہ : —————

عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ عَمِيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوحَى إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي الْحَجْرِ عَلِيٌّ فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ -

”حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھولی مبارک تھا۔ اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی جس کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام نے نماز نہ پڑھی۔“
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّيْتُ

يَا عَلِيُّ؟

کہ۔ یا علیؑ — تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ —————

قَالَ — لَا — جواب دیا نہیں! —————

پھر محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی —————

قَالَتْ — أَسْمَاءُ فَرَأَيْتُمْهَا غَرَبَتْ ثُمَّ فَرَّقْتُمَا طَلَعَتْ -

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد میں نے دیکھا

کہ سوزج ڈوب چکا ہے مگر پھر میں نے دیکھا کہ سوزج طلوع ہوا ہے!“
مدارح البنوت فارسی ص ۲۵۴۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ

اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ

”کسی ایسے شخص کو جسے علم میں دسترس حاصل ہے لائق نہیں کہ وہ
حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے حفظ میں تخیل
کرے اسلئے کہ حدیث اسماء از علامات نبوت است!“

سوال :- کہ غروب آفتاب سے نماز عصر قضا تو ہو جاتی ہے لیکن رجوع شمس

سے یہ ادا تو نہیں ہوتی ہے۔

جواب :- شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ۔ اسلئے کہ قضاء ایسی صورت
میں جبکہ آفتاب، غیوبیت میں قائم و باقی رہے اور وقت فوت ہو جائے لیکن
اگر سوزج کے ساتھ وقت بھی لوٹ آئے تو کیوں ادا نہیں ہوتی۔

اما۔ اگر وقت نینر عابد گرو در چر ادا نشود انیز مواہب میں منقول ہے
کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں باسناد حسن روایت کیا ہے۔

اعترض :- کہ اسے ایک مجہول اور غیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا کسی
کو علم نہیں ہند ر شمس کا واقعہ درست نہیں ہے۔

جواب :- امام طحاوی۔ احمد بن ابی صالح طبرانی اور قاضی
عیاض رحمۃ اللہ علیہم اس کی صحت اور اس کے حسن ہونے کے قائل ہیں پھر یہ کہنا کہ
کتب صحاح و حسن میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا یہ درست نہ ہوگا۔

جواب :- یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
کا کسی کو حال معلوم نہیں اور وہ مجہول اور غیر معروف خاتون ہیں۔ نعوذ باللہ العظیم۔

نسبت باعث جنت

مدارج النبوت فارسی - جلد ۲ - ص ۲۵۴ — ایسے کہ ان

کا حال تو سب کو معلوم ہے! —
 ”زیرا کہ وہ امراتہ جمیلہ - عاقلہ - جلیدہ“ —

کہ وہ ایک حسین و جمیل — عقلمند عورت تھیں —

وہ وہ وہے تحت جعفر بن طیار بن علی ابن ابی طالب و زائد وہے
 برائے عبد اللہ بن جعفر۔ وہ وہے تحت ابابکر و زائد وہے محمد بن ابی بکر۔
 و بعد ازاں وہ تحت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم و زائد وہے یحییٰ را۔
 کہ۔ حضرت اسمائت عیسیٰ رضی اللہ عنہا بڑی دانا۔ بڑی عقلمند اور
 خوبصورت خاتون تھیں اور اپنے شوہر کے ساتھ پہلے حبشہ کو ہجرت کی۔ پھر مدینہ
 منورہ آئیں گویا ان کو دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل ہے —

اور وہ پہلے حضرت جعفر بن طیار بن علی ابن ابی طالب کے نکاح میں
 آئیں — ان کے بعد عبد اللہ بن جعفر سے نکاح کیا — ان کے بعد
 حضرت ابو بکر کی زوجہ بنیں، ان کے بعد ابو بکر کے صاحبزادہ محمد بن ابی بکر کی بیوی
 بنیں اور پھر ان کے بعد سب سے آخر میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں —

اس شجرہ حالات کے بعد یہ کہنا کہ حضرت اسمائت عیسیٰ کا کسی کو حال
 معلوم نہیں کتنی زیادتی اور نا انصافی ہے۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 کے روز شمس کے دن کے عظیم معجزہ کو جھٹلانے کے لئے اور حضرت علی علیہ السلام
 کی شان و عظمت کو مٹانے کے لئے ایسے بے بنیاد اعتراضات کرنا ہمارے اکابرین

کاشیوہ نہیں ہونا چاہیے! —————
 صاحبزادہ سید افتخار الحسن اس معجزہ مقدس کو یوں سمجھتا ہے کہ
 ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے خدا تعالیٰ کے کسی نے نہیں
 دیکھا اور خداوند تعالیٰ کو بھی سوائے محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے کسی نے نہیں دیکھا۔
 اور جس نے محبوب خدا کے حسن و جمال کو دیکھا تو انہوں نے خدا کی نماز کو بھی قضا
 کر دیا جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے —————

نماز پڑھاں کہ میں تیں دل دیکھاں

مینوں کعبہ بھسل گیوای

تینوں رکھاں کہ تیری شرح نوں رکھاں

مینوں اگلا فکر پیوای

حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ع

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَمْلَكُكَ - !

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء، گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

لکھ دنیاتے سوہنے ہوون میرے مدنی نال نہیں رل دے

کُنْ فیکون تے کل دی گل اے میرا قادمے پیارا رل دے

یوسف نبی وجہ مہر و کا دے جدوں زور عشق دے چل دے

سب صدقہ محبوب میرے دا کوہ طور تے دیوے بل دے

قارمین کرام! —————

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے

خدا کے کسی نے نہیں دیکھا

اسی لئے علماء حق نے لکھا ہے کہ یہ نہ کہنا چاہیے کہ شبِ معراج خدا تعالیٰ پر دلوں سے باہر آئے ————— کیونکہ —————

الْجَبَابُ فِي حَقِّ الْمَخْلُوقِ لَا فِي حَقِّ الْخَالِقِ ————— کہ

پر دے کا لفظ مخلوق کے لئے ہے خالق کے لئے نہیں — ایلئے

یہ کہنا چاہیے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رُخِ انور سے پرے اٹھائے تاکہ خدا تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے حسین شاہکار کو اچھی طرح دیکھ لے

حضرت جبریل علیہ السلام کسی نبی پر تین دفعہ نازل ہوئے۔ کسی نبی پر

۵۰ دفعہ آئے اور کسی پر ۵۵ دفعہ حاضر ہوئے اور کسی نبی پر ۱۵۰ بار نازل ہوئے

لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۵ ہزار دفعہ نازل ہوئے —————

گویا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ۲۵ ہزار بار رسول اکرم حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے مگر معراج کی شب حضرت جبریل علیہ السلام

سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: —————

معراج کی شب جبریل سے کہنے لگے خیر الامم

تو نے دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

عرض کی جبریل نے شاہا بھے تیری قسم

آفاقہا گردیدہ ام مہربتاں درزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری ————— !

قَلْبَتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ————— کہ

میں نے زمین و آسمان پھرے ہیں اور ایک حسین ترین آدمی سے لیکر انبیاء

علیہم السلام تک کا حسن و جمال دیکھا —

لیکن — یا محمد صلی اللہ علیک وسلم! —

تو۔ چیزے دیگری —

تو کوئی اور ہی چیز ہے جو میری سمجھ بھی نہیں آیا کہ تو کیا ہے؟

حضراتِ محرم

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتاب

احسن القصص اور نزہت المجالس میں لکھا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ بھی

سات آٹھ اشیاء ایسی ہیں جو کہ جنت میں جائیں گی — مثلاً

۱۔ اصحابِ فیل کا ہاتھی۔

۲۔ اصحابِ کہف کا کتا۔

۳۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔

۴۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذنبہ۔

۵۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چوٹی۔

۶۔ حضرت بلقیس سلام اللہ علیہا کا ہڈ ہڈ۔

۷۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا حمار۔

۸۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ۔

اور میں دو سال تک ان جانوروں کے جنتی ہونے پر غور و فکر کیا اور آخر

یہ سمجھا کہ ان کے اعمال کو نہیں ہیں کہ یہ حیوانات جنت میں جائیں گے۔ کیونکہ

یہ نہ تو نمازی، نہ حاجی، نہ زکوٰۃ دینے والے اور نہ ہی روزہ دار اور نہ کوئی

نیک عمل پھر یہ جنتی کیوں کر ہو گئے؟

نسبت باعثِ جنت

بالآخر مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ صرف روزہ و نماز، حج و زکوٰۃ ہی جنت میں جانے کا سبب نہیں، بلکہ ابھی نسبت بھی جنتی ہونے کا باعث بن سکتی ہے۔ تو میں نے ان اشیاء کو ابھی نسبت کا رنگ دے کر قرآن و حدیث کی روشنی میں اور مستند روایات کا جامہ پہنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام غزالی اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچھ لکھا ہے باسکلِ سچ لکھا ہے۔ کیونکہ نسبت ابھی ہو تو جنت میں جانا کوئی مشکل نہیں۔!

قارئین نے حضرات! —————

یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب سے پہلے میری ایمان افروز کتاب "گستاخ رسول کی سزا" خوبصورت ٹائٹیل کے ساتھ اور جامعہ نوریہ رضویہ کے مہتمم سید ہدایت رسول کی زیر نگرانی بازار میں آچکی ہے جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ — گستاخ رسول واجب القتل ہے!

وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق صاحب فیصل آباد تشریف لائے تو سرکٹ ہاؤس میں ان سے ملاقات کے دوران یہ کتاب انہیں پیش کی — اور پھر چند دن کے بعد حکومت کی طرف سے بھی اعلان ہو گیا کہ — "گستاخ رسول کی سزا — سزائے موت ہوگی" — اور میں اپنے لئے باعثِ نجات سمجھتا ہوں! — جناب محمد اعظم چشتی صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ —

دوزخ و چہ کوئی کافر جاوے یا کوئی منافق جساھے
یا جادے بے ادب نبی دا جیہڑا اس دی شان گھٹاوے

تے یا جاوے کوئی ظالم جابر جیہڑا کسے دا دل دکھاوے
اعظم۔ نہ کافر نہ بے ادب نبی د امینوں کی پٹری اک جلاوے
حضراتِ گرامی قدر! —————

پاکستان کا مطلب کیا؟ —————

لا الہ الا اللہ! —————

اور کتاب کا نام — "نسبت باعثِ جنت"،

اور یہ نسبت سب سے اچھی ہے۔ —————

ایسے کہ۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ

اسی نسبت سے دامنِ وابستہ رکھو تو پھر جنت تمہاری ہے!۔

وطن سے محبت۔ پرچم سے عقیدت اور ملک کی مٹی کو اکیس سمجھنا

ہی دراصل وفاداری ہے۔

پاکستان والو ————— جشنِ آزادی تمہیں مبارک ہو!

صاحبزادہ

سید افتخار الحسن زیدی

شہزادہ منزل۔ طارق آباد

———— فیصل آباد ————

اللہ کے شہید

تصنیف لطیف: صاحبزادہ سید افتخار الحسن صاحب

مجاہدین اسلام کے بہتری کارناموں کی عظیم دستاویز

جب مجاہدین اسلام کی مدد کو فرشتے اتر رہے تھے۔

جب مجاہدین اسلام کو فتح و نصرت کی نوید سنائی جا رہی تھی۔

جب مجاہدین اسلام کی تلوار کی چمک اسلام کی کرنوں کو ظلمت کدہ میں بکھیر رہی تھی۔

جب مجاہدین اسلام وریاؤں کے دل چیر رہے تھے۔

جب مجاہدین اسلام اپنی کشتیوں کو جلا کر اسلام کی بنیاد مضبوط کر رہے تھے۔

جب مجاہدین اسلام کی توپوں کی گھن گرنہ دشمن کے قلعوں کو مسمار کر رہی تھی۔

اُس وقت کی انسان عظمت کو صاحبزادہ نے اپنے مخصوص انداز میں صفحہ قرطاس پر رقم کیا ہے۔

زیر نظر کتاب قرآن و احادیث و تفسیر و تواریخ کی منفسر کتب کے حوالہ جات

سے مزین ہے۔

بہترین کتابت روشن آفسٹ طباطبائی اعلیٰ کاغذ مضبوط جلد مناسب سائز،

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون ۶۲۶۰۴۶

۱۱ گنج بخش روڈ لاہور

فون: ۲۱۳۱۹۱